ایمان اور عملِ صالح

تالیف: ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
وَالْعَصْرِ ۝١
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝٢
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

تخریج واضافہ:
حافظ حامد محمود الخضری — سلیم اختر الہلالی

تقریظ:
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ . "

زیور طباعت سے آراستہ ہوکر کتاب ''ایمان اور عمل صالح'' آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ ایمان، زبان سے اقرار کرنے، دل سے تصدیق کرنے اور جوارح کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔"اقرار باللسان و تصدیق بالقلب و العمل بالجوارح . "

(التوضیح والبیان از عبد الرحمٰن السعدی، ص: ٤١، ٤٢)

بنابریں ایمان کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے، اس کے خالق و مالک ہونے، اس کے پروردگار اور حاجت روا ہونے کا زبان سے اعتراف کیا جائے اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس کی تصدیق کی جائے۔ اور عمل صالح کا اہتمام کیا جائے، یعنی بھلائی کے جتنے کام ہیں، ان کو بجالایا جائے، چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو، یا حقوق العباد سے، اور چاہے وہ واجب ہوں یا مسنون یا مستحب۔

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، اور ایک دوسرے کو (ایمان اور عمل صالح کی) نصیحت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔“

اس سورت میں اللہ رب العزت نے قسم کھا کر کہا ہے کہ بالعموم انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے، سوائے اس آدمی کے جس کے اندر چار صفات پائی جائیں، اور وہ یہ ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے، ان پر ایمان لائیں۔

۲: عملِ صالح کریں، یعنی بھلائی کے جتنے کام ہیں، ان کو بجالائیں، چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو، یا حقوق العباد سے، اور چاہے وہ واجب ہو یا مسنون یا مستحب۔

۳: جس ایمان اور عملِ صالح کی باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں، ان کی وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور ان پر عمل کی رغبت دلائیں۔

۴: اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی بجالانے، اور نواہی سے اجتناب میں جو تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑے، اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں، نیز ان دیگر تکلیفوں اور مصیبتوں پر بھی ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں، جو اللہ کی تقدیر کا نتیجہ ہوتی ہیں اور جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا۔

جس بندے میں یہ چاروں صفات پائی جائیں گی وہ خسارے اور گھاٹے سے بچ جائے

گا، اور دونوں جہان میں فوزِ عظیم کا حقدار بنے گا۔

پہلے دو امور کے ذریعے بندۂ مومن اپنے آپ کی تکمیل کرتا ہے، اور آخری دو امور کے ذریعے وہ دوسروں کی تکمیل کرتا ہے۔ ان چاروں امور کی تکمیل سے بندہ خسارے سے محفوظ رہتا ہے اور بہت بڑا نفع حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لو لا انزل القرآن إلا هذه السورة لكفتهم." [1]

''قرآن مجید میں سے اگر یہی سورت (العصر) نازل ہوتی تو فوزِ عظیم کا حقدار بننے کے لیے یہی کافی تھی۔''

اس کتاب میں ہم نے ان تمام چیزوں پر قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل طریقہ سے بحث کی ہے اور ایمان کے جملہ اجزائے ترکیبی پر روشنی ڈالی ہے۔

فوائد ایمان کے سلسلے میں یاد رہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جو وہ اپنے مؤمن بندوں کو عطا فرماتا ہے، ایمان دلوں کو روشن کرتا ہے، ایمان ایسی ہدایت ہے جو اہل ایمان کے لیے ٹھیک ٹھیک راستہ متعین کرتا ہے، بندۂ مومن کو اس کے رب کے قریب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنتا ہے۔

ایمان سے ہی دینوی اور اخروی سعادتیں اور برکات حاصل ہوسکتی ہیں۔ ایمان کی مثال اس ہرے بھرے لہلہاتے خوبصورت درخت کی ہے، جس کی بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی ہے، جس کے پھل ہی لذیذ اور مفید ہوتے ہیں، اور جس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اس کے اکھڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ایسے درخت کو دیکھ دیکھ کر اس کے مالک کو بڑی خوشی ہوتی ہے، اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ گویا وہ ہر طرح سے ایک مکمل اور مفید درخت ہوتا ہے، اس کا پھل عمدہ اور مفید ہوتا ہے، اور ہر موسم میں تیار ہوتا رہتا ہے، کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ اور یہ پھل اہل ایمان کو اعمالِ صالحہ کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔

---

[1] أصول الدين الإسلامي للإمام محمد بن عبد الوهاب.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○﴾ (ابراهيم: ۲۴، ۲۵)

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ طیبہ کی کیسی مثال دی ہے، وہ اس عمدہ درخت کے مانند ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہو، اور جس کی شاخ آسمان میں ہو۔ جو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

ایمان بہت سارے اوامر اور نواہی کے مجموعہ کا نام ہے جو شخص تمام اوامر کی پابندی کرے گا اور نواہی سے مکمل طور پر اجتناب کرے گا، اس کا ایمان کامل و مکمل ہوگا۔ اور جو ان میں جس قدر کمی کرے گا، اس لحاظ سے اس کا ایمان ناقص ہوگا۔ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

"اَجْمَعَ اَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيْثِ عَلَى اَنَّ الْإِيْمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَلَا عَمَلَ اِلَّا بِالنِّيَّةِ ، قَالَ: وَالْإِيْمَانُ عِنْدَهُمْ يَزِيْدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ ، وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا عِنْدَهُمْ اِيْمَانٌ . " (التمهيد لإبن عبد البر)

''اہل فقہ اور اہل حدیث سب کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل پر مشتمل ہے، اور عمل کا اعتبار نیت پر ہے۔ ایمان نیکیوں سے بڑھتا ہے، اور گناہوں سے گھٹتا ہے، اور نیکیاں جس قدر بھی ہیں وہ سب ایمان ہیں۔''

خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کو لکھا کہ:

''ایمان کے اندر کتنے ہی فرائض اور عقائد ہیں اور حدود اور مستحب و مسنون باتیں ہیں، جو سب ایمان میں داخل ہیں۔ پس جو ان سب کو پورا کرے اس نے پورا کرلیا اور جو پورے طور پر ان کا لحاظ نہ رکھے نہ ان کو پورا کرے، اس نے اپنا

ایمان نہیں کیا۔" [1]

معلوم ہوا کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں، بغیر عمل کے ایمان ایک ایسی کنجی ہوگی جس کے دندانے نہ ہوں، جیسا کہ بغیر دندانے والی کنجی کے تالا نہیں کھلتا، بعینہٖ بغیر عملِ صالح والے ایمان کے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ قرآن حکیم میں جہاں ایمان کا ذکر ہے، وہاں عمل صالح کو بھی لازماً ذکر کیا گیا ہے، گویا جب کسی انسان میں عملِ صالح پایا جائے گا تو وہ کامل مومن ہوتا ہے، کامیاب وکامران بنتا ہے اور فردوس بریں کا حقدار ہوتا ہے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ٥ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ٥ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥﴾ (المؤمنون: ۱ تا ۱۱)

"یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔ اور جو بے کار اور لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے (خواہش پوری کرتے ہیں) تو وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ پس جو کوئی ان دو کے سوا اپنی خواہش پوری کرنے کا کوئی اور راستہ اختیار کرے گا، تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ

[1] صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ "بنی الإسلام علی خمس" وھو قول وفعل ویزید وینقص.

جو وارث بنیں گے، جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

غور فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ اہل ایمان کی وہ صفات حمیدہ اور اعمالِ صالحہ لازمی طور پر بیان کیے ہیں، جن سے متصف ہونے کی صورت میں وہ فلاح اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور اس فلاح اور کامیابی سے واد جہنم سے چھٹکارہ اور حصول جنت ہے۔ جیسا کہ اس کی صراحت آیت (۱۱) میں آ گئی ہے۔

اور اصل میں کامیابی ہی یہ ہے کہ انسان جہنم سے نجات پا جائے، اور جنت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (آل عمران : ۱۸۵)

''پس قیامت کے دن جو شخص آگ سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، وہ فائز المرام ہو جائے گا۔''

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایمان و عمل کا جائزہ لے کر حرام اُمور سے باز آ جائے، اور اپنے اندر مومنانہ صفات پیدا کرنے کی جمیل سعی کرے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

ایمان و عمل کا جائزہ لینے کے لیے اور جواز کرنے کے لیے یہ کتاب کسوٹی ثابت ہو گی۔ انشاء اللہ ''وما ذلك على الله بعزيز .''

اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے، اور ہمارے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، اور ذریعہ نجات۔

کتاب کا مسودہ تیار کرنے کے بعد حسبي في الله الأخ المحترم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے سپرد کر دیا گیا، انہوں نے حسب معمول، ترتیب، تخریج اور اضافہ جات کا کام بڑے احسن انداز میں سرانجام دیا۔ بعد ازاں کچھ اضافہ جات ہمارے بھائی سلیم اختر الہلال نے بھی کیے۔ پروف ریڈنگ کا کام پروفیسر عدیل الرحمٰن اور حافظ محمد الیاس دانش

نے انجام دیا۔ جزاھما اللہ خیرا .

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ وہ ہمارے ادارے کی سر پرستی کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر رکھے۔ آمین یا رب العالمین.

آخر میں اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب سے عوام الناس کو استفادہ کرنے کی توفیق بخشے، اور ''ایمان اور عمل صالح'' کی زندگی نصیب میں کر دے۔

زندگی با بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ کی طرف سے، اور اگر کوئی خامی ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ لأن الإنسان محل الخطأ والنسيان .

وجزا اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه وسلم .

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

۲۹/۷/۲۰۰۸

باب نمبر 1

ایمان

انسانی زندگی کے لیے غذا، لباس، مکان، علاج، معالج اور دیگر ضروریاتِ زندگی اہم ہیں، لیکن ایمان ان تمام اشیا سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، کیوں کہ مادی اشیا سے انسان کی دنیاوی زندگی تو بہتر بن سکتی ہے، لیکن اُخروی زندگی میں وہ اشیا کچھ فائدہ دینے والی نہیں، جب کہ ایمان وہ قوت ہے جو انسان کی دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ اُخروی زندگی بھی بہتر سے بہترین بنا دیتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کا دل ایمان سے یکسر خالی ہو، وہ اولاً تو کفر و ظلمات میں مبتلا ہے اور ثانیاً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْلِيٰـٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ إِلَى الظُّلُمٰتِ ط أُوْلٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ٢٥٧)

”ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔ اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”سچائی روشنی ہے اگر تاریکی چھائی ہوئی ہے، تو صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ روشنی موجود ہو جائے گی۔ اگر روشنی نمایاں ہوگئی تو پھر روشنی کو روشن دکھلانے کے لیے اور کسی بات کی ضرورت نہیں، روشنی جس طرف بھی رُخ کرے گی،

تاریکی خود بخود دُور ہو جائے گی۔'' (ترجمان القرآن:۱/۳۰۰)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ﴾

(سورة العصر)

'' زمانے کی قسم! بے شک و بالیقین انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کو زینت سے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ ﴾ (الحجرات : ۷)

'' اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ عموماً تمہارا کہا مانتے رہتے تو تم مشکل میں پڑ جاتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے۔ اور اسے تُمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے۔ اور کفر اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔''

فضیلۃ الشیخ حافظ بن احمد الحکمی فرماتے ہیں: ایمان نام ہے، قلب و زبان اور اعضا کے عمل کا، اطاعت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ اہل ایمان اپنے ایمان میں باعتبارِ فضیلت ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔''

چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا

قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ .)) ❶

''ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں اعلیٰ درجہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار ہے اور ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ اور حیا ایمان کی شاخ ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .)) ❷

''ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی، جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔''

ایمان سے متعلق اہل علم کی آراء:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایمان وہ تصدیق ہے کہ جس کے ساتھ امن اور اطمینان ہو۔'' ❸

❶ صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب امور الايمان، رقم: ٩، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان، رقم: ١٥٣.

❷ صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، رقم: ١٦، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، رقم: ١٦٥.

❸ المفردات، مترجم، ص: ٥٠.

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایمان کا لغوی معنی تصدیق ہے۔ اور اس کا مادہ ”امن“ ہے۔ گویا کہ ایمان لانے والا جس پر ایمان رکھتا ہے، اس کو اپنی تکذیب اور مخالفت سے بے خوف کر دیتا ہے۔“ [1]

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور عمل بالجنان (اعضا و جوارح کے ساتھ کام کرنے) کا نام ہے۔“ [2]

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ ایمان عمل، اقرار اور اعتقاد (کا نام) ہے۔“ [3]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایمان قول، عمل اور نیت (کا نام) ہے۔ کوئی بھی ان تینوں میں سے دوسرے سے کفایت نہیں کرتا۔ اس پر تمام صحابہ، تابعین، ان کے بعد والے اور جن کو ہم نے پایا ہے (سب) کا اجماع ہے۔“ [4]

---

[1] تفسیر بیضاوی.

[2] القصیدة النونیه: ١/ ٢٦.

[3] فتح الباري: ١/ ٤٦.

[4] الایمان، ص: ١٨٢.

باب نمبر 2

ارکانِ ایمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (البقرة: ١٧٧)

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی لوگ سچے ہیں، اور یہی پرہیزگار ہیں۔''

اس آیت مبارکہ سے ارکانِ ایمان کی کافی وضاحت ہوگئی ہے، نیز ایک روایت سے ارکانِ ایمان کی مزید وضاحت ہوتی ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابِ جبرائیل علیہ السلام کے ارکانِ ایمان سے متعلق پوچھنے پر فرمایا:

((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ .)) [1]

''کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، اور روزِ قیامت پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

(۱) اللہ پر ایمان (۲) فرشتوں پر ایمان

(۳) آسمانی کتابوں پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان

(۵) روزِ قیامت (آخرت) پر ایمان (۶) اچھی بری تقدیر پر ایمان

---

[1] صحیح بخاري، کتاب الایمان، باب سؤال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان، رقم: ٥٠، صحیح مسلم، کتاب الایمان واللفظ له، رقم: ٩٩.

۱۔ اللہ پر ایمان

ارکانِ ایمان میں سب سے پہلا، اہم اور بنیادی رُکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان ہے۔
امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ ہر ایمان کے بارے میں فرماتے ہیں:
''میں رب کریم پر پورا پورا ایمان لایا ہوں، اور اس پر بھی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر دلالت کرے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہو۔ اور میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں، اور اُس پر بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر پر دلالت کرے، اور وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہو۔ [1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی وحدانیت اور اس کی عظمت و بلندی کے بارے میں چند آیات قرآنی ذیل میں پیش ہیں:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

''اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس

[1] لعمصة الاعتقادِ الهادی الی سبیل الرشاد لامام ابن قدامه المقدسی.

کی کرسی کی وسعت نے آسمانوں و زمین کو گھیر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ ہی اُکتاتا، وہ بہت بلند اور بڑا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی اپنی وحدانیت اور صمدیت کا اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ ﴾ (الاخلاص)

''آپ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان باللہ اور دیگر ارکانِ ایمان سے انکار کرنے کو دُور کی گمراہی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ ﴾ (النساء: ۱۳۶)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اُتاری ہے، اور اُن کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اور اس کے فرشتوں سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے، اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کی وسعتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ ﴾ (الکہف: ۱۰۹)

’’کہہ دیجیے! اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا، گو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں۔‘‘

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (لقمان: ۲۷)

’’روئے زمین کے (تمام) درختوں کی اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور اس کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنی سچائی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء: ۸۷)

’’اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔‘‘

متعدد معبودوں کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۲۲﴾ (الانبیاء: ۲۲)

’’اگر آسمان و زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ

كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۙ﴿۹۱﴾ (المؤمنون: ۹۱)

''نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں، ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا يَذۡرَؤُكُمۡ فِيۡهِ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ o﴾

(الشوریٰ: ۱۱)

''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں۔ تمھیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے کمزور اہل ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوۡذِىَ فِى اللّٰهِ جَعَلَ فِتۡنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَ لَئِنۡ جَآءَ نَصۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكَ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمۡ ؕ اَوَ لَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِمَا فِىۡ صُدُوۡرِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰﴾ (العنکبوت: ۱۰)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں، ہاں اگر اللہ کی مدد آ جائے تو پکار اُٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں، کیا دنیا جہاں کے دلوں میں جو کچھ ہے، اسے اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا نہیں ہے؟''

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی صفات سے متعلق چند قرآنی آیات ذکر کرنے کے بعد توحید کی تعریف، اس کی اقسام اور ان اقسام سے متعلق چند قرآنی آیات ذیل میں پیش ہیں۔

توحید کی تعریف:...... ایک پروردگار عالم کی براہِ راست پرستش کرنا، توحید ہے۔

توحید کی اقسام

(۱) توحید الوہیت

(۲) توحید ربوبیت

(۳) توحید اسماء وصفات

(۱) توحید اُلوہیت:

توحید اُلوہیت یعنی اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس طرح ایمان لانا کہ معبودِ برحق صرف اور صرف اسی کی ذات کو سمجھنا اور اس میں کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، یہی ''لا الہ الا اللہ'' کے معنی ہیں، یعنی نماز، روزہ اور دیگر تمام قولی و عملی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لیے انجام دینا ضروری ہیں، کسی غیر کے لیے کسی طرح سے جائز نہیں۔

اب ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے۔ اس سے ''توحید اُلوہیت'' کا مفہوم مزید واضح ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ (الاسراء: ۲۳)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے

ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔''

﴿ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ١ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ۰۰۳۶ ﴾

(النساء: ٣٦)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور رشتہ داروں سے، اور یتیموں سے، اور مسکینوں سے، اور قرابت دار ہمسایہ سے، اور اجنبی سے، اور پہلو کے ساتھی سے، اور مسافر سے، اور ان سے جن کے تم مالک ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

ایک جگہ یوں فرمایا:

﴿ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ١ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۰۰۱۴ ﴾ (طٰهٰ: ١٤)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، بس تو میری ہی عبادت کر، اور میری یاد کے لیے ہی نماز قائم کر۔''

نیز فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقره: ٢١)

''اے لوگو! اپنے اس ربّ کی عبادت کرو، جس نے تمھیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی بنو۔''

﴿ وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۳۶﴾ ﴾ (النحل: ٣٦)

''اور ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟''

سیّدنا نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ ۫ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۵﴾ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۶﴾ ﴾

(ھود: ٢٥ـ٢٦)

''یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ میں تمھیں صاف صاف ہوشیار کر دینے والا ہوں کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔''

سیّدنا ھود علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاہُمۡ ہُوۡدًا ؕ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ ﴾ (ھود: ٥٠)

''اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ھود (علیہ السلام) کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا: میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم تو

صرف بہتان باندھ رہے ہو۔"

سیّدنا صالح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝۶۱﴾

(هود: ٦١)

"اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی نے اس زمین میں تمھیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔"

سیّدنا شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝﴾ (هود: ٨٤)

"اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو، میں تو تمھیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں، اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔"

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت ایک خاص انداز میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾﴾

(الأعراف : ١٤٠)

”فرمایا: (موسیٰ علیہ السلام نے) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کردوں؟ حالاں کہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے۔“

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾﴾

(آل عمران : ٥١)

”یقین مانو! میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔“

سیّدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو دعوت دینا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾﴾ (الكهف : ١١٠)

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ (آل عمران : ٦٤)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آ ؤ، جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی ربّ بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلمان ہیں۔“

ایک مسلمان کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی بنیاد توحید ہے، اس لیے کہ قرآنِ مقدس میں قدم قدم پر توحید کا اثبات اور توحید کی ضد یعنی شرک کی نفی کی گئی ہے۔ امر و نہی، قصص، وعظ و تذکیر، امثال، غرض جن جن راستوں سے توحید کا اثبات ہوسکتا ہے اور جن جن طریقوں سے شرک کی نفی ہوسکتی ہے، وہ سب قرآن حکیم نے اختیار فرمائے ہیں۔

(۲) توحیدِ ربوبیت:

توحید ربوبیت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا رب (پالنہار) ماننا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام اشیا کا خالق اور ان میں متصرف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کرنا، اور اس میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے کہ جس سے ”توحیدِ ربوبیت“ کا مفہوم مزید مترشح ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١﴾﴾ (الفاتحہ : ١)

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾﴾ (طور : ٣٥-٣٦)

’’کیا یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا کیے گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۙ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲﴾

(الزمر: ٦٢)

’’اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز پر پوری طرح نگہبان ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَ الْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳﴾ (فاطر: ٣)

’’اے لوگو! تم پر جو انعام اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں، انھیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے، جو تمھیں آسمان و زمین میں سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں اُلٹے جاتے ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (لقمان: ٢٥)

’’اور آپ اُن سے سوال کریں، آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا؟ تو ضرور وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے! آپ کہہ دیجیے! سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (الروم: ٤٠)

"اللہ تعالیٰ وہ ہے، جس نے تمھیں پیدا کیا، پھر روزی دی، پھر مار ڈالے گا، پھر زندہ کردے گا، بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کرسکتا ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے۔ ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝﴾ (الرعد: ١٦)

"آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے! اللہ۔ کہہ دیجئے کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنارہے ہو، جو خود اپنی جان کے بھی بھلے بُرے کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہہ دیجئے! کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہوسکتا ہے؟ یا کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہوسکتی ہے؟ کیا جنھیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انھوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش متشابہ ہوگئی ہو؟ کہہ دیجئے! کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے، اور زبردست غالب ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ

مَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ○ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الۡحَقُّ فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ ○﴾

(یونس: ۳۱-۳۲)

"آپ کہہ دیجیے! کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ"۔ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا، سوائے گمراہی کے، پھر کہاں پھرتے جاتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰہِ قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ○﴾ (المؤمنون: ۸۷-۸۸)

"دریافت کیجیے کہ ساتوں آسمانوں کا اور انتہائی باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ فِرۡعَوۡنُ وَ مَا رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنۡ حَوۡلَہٗۤ اَلَا تَسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّکُمۡ وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَکُمُ الَّذِیۡۤ اُرۡسِلَ اِلَیۡکُمۡ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۸﴾﴾

(الشعراء: ۲۳-۲۸)

"فرعون نے پوچھا ربّ العالمین کون ہے؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا وہ آسمانوں اور

زمین اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی مخلوقات کا رب ہے، اگر تمھیں اس بات کا یقین ہو۔ فرعون نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ اس کی بات سن نہیں رہے ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا: وہ تمہارا رب ہے، اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادوں کا رب ہے۔ (فرعون نے) کہا: تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، اس کو تو جنون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی ہر چیز کا رب ہے، اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں آ جائے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـأْمُرُنَا ، إِذَا أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا أَنْ نَّقُوْلَ : أَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ ......))[1]

رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ جب ہم بستر پر (سونے کے لیے) آئیں تو کہیں: ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے رب، اور عرشِ عظیم کے رب، اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب......''

صرف توحید ربوبیت (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کا خالق اور رازق ہے ان کو زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے، یا اللہ کو اس کے افعال میں اکیلا سمجھنا کہ اللہ ہی خالق و رازق ہے) کے اقرار سے آدمی مسلمان نہیں بن جاتا، اور نہ ہی صرف ربوبیت کی توحید کا اقرار اسلام لانے کے لیے کافی ہے، اور نہ ہی یہ عقیدہ آخرت میں نجات دلا سکتا ہے، جب تک کہ توحید ربوبیت کے ساتھ توحید الوہیت اور توحید اسماء والصفات کا بھی آدمی اقرار نہ کرے۔

(۳) توحید اسماء وصفات:

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء وصفات ہیں، اُن میں اُسے یکتا ماننا اور توحید کی اس

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الدعاء عند النوم، رقم: ٦٨٨٩.

تیسری قسم یعنی توحید اسماء وصفات کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ تمام اسماء و صفات جو قرآنِ مقدس اور صحیح روایات میں وارد ہیں، اُن پر ایمان لایا جائے، انھیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے شایانِ شان ثابت کیا جائے کہ جس سے نہ تو تحریف لازم ہو، نہ وہ صفت معطل ہو، نہ کسی مخلوق سے تشبیہ پائی جائے اور نہ ہی اس کا کوئی خاکہ اور تصویر بنائی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشوریٰ: ۱۱)

''اس کے مثل کوئی شئے نہیں، اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝١ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝٤﴾ (الاخلاص)

''آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔''

اب ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے، اس سے توحید اسماء وصفات کا مفہوم ومطلب مزید واضح ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝١١٠﴾ (طٰہٰ: ۱۱۰)

''جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے، اسے اللہ ہی جانتا ہے، مخلوق کا علم اس پر جاری نہیں ہوسکتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝١٠٣﴾ (الانعام: ۱۰۳)

"اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے، وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

"وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں، اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمھیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سنتا خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۸۰)

"اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو، اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں کی کج روی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ ۝﴾ (الاسراء: ۱۱۰)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔"

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا ، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا ، مَنْ أَحْصَاهَا

دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

اس حدیث میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے سو میں سے ایک استثنا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ ننانوے نام اسماء الحسنٰی کہلاتے ہیں۔ ان میں صرف ایک نام ''اللہ'' جو ذاتی ہے، باقی سب صفاتی نام ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ ﴾ (النساء: ٣٤)

''بے شک اللہ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (التوبہ: ١١٧)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق، مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ ﴾ (هود: ٥٧)

''یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ ﴾

(هود: ٦١)

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الشروط، باب مايجوز من الإشراط ......، رقم: ٢٧٣٦، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في اسمآء الله تعالىٰ وفضل من احصاها، رقم: ٦٨١٠.

''اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی نے اس زمین میں تمھیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① ﴾ (النساء: ۱)

''اور ڈرو اس اللہ سے جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ⑥ ﴾ (النساء: ٦)

''اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾ (الحشر: ۲۳۔۲٤)

''وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مگر وہی بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب، خود مختار، بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنھیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں، وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، بنانے والا، صورت کھینچنے والا، اسی کے لیے نہایت اچھے نام ہیں۔

ہر چیز خواہ وہ آسمان میں ہو خواہ زمین میں ہو، اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾ (النساء: ١٦٤)

''اور موسیٰ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (الزمر: ٦٧)

''اور ان لوگوں نے جیسی اللہ تعالیٰ کی قدر کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے۔ ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔''

بنابریں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ ﴾ (الزمر: ٦٧) .))❶

''علماء یہود میں سے ایک شخص رسولِ کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اسی طرح زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ اس پر ہنس دیے اور آپ ﷺ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ ﷺ کا یہ ہنسنا یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسے کرنی چاہیے تھی۔ اور حال یہ ہے کہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّۖ أَسۡتَكۡبَرۡتَ أَمۡ كُنتَ مِنَ ٱلۡعَالِينَ ﴿٧٥﴾ ﴾ (صٓ: ٧٥)

''(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ جسے میں اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔ کیا تو گھمنڈ آ گیا؟ یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰـهَ عَزَّوَجَلَّ: ((يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ ، لِيَتُوْبَ مُسِئُ النَّهَارِ ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ ، لِيَتُوْبَ مُسِئُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

❶ صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾، رقم: ٤٨١١.

مِنْ مَغْرِبِهَا .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے، اور وہ اپنا ہاتھ دن کے وقت پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ (اللہ تعالیٰ ایسا کرتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: "أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ ، وَقَالَ: يَدُ اللّٰهِ مَلْأَىٰ لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ ، سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارِ" . وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو، تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا، اور فرمایا: تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ مسلسل خرچ کیے جارہا ہے۔ لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر تھا، اور اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے، جسے وہ جھکاتا اور اُٹھاتا رہتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۝ ﴾ (رحمٰن: ٢٧)

''اور باقی رہے گا تیرے رب کا چہرہ جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب، رقم : ٦٩٨٩ .

[2] صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ....﴾، رقم: ٤٦٨٤ .

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ ﴾ (طٰہٰ: ۵)

''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾

(البقرۃ: ۲۵۵)

''اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آ سکتی، الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔ اور ان کی نگہبانی اس کے لیے تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہ ہی ایک بزرگ اور برتر ذات ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلال، اُس کی علوشان اور اس کی قدرت وعظمت پر مبنی نہایت جامع آیت ہے۔''

نیز فرماتے ہیں:

''﴿ كُرْسِيٌّ ﴾ سے بعض نے مَوْضِعُ قَدَمَيْنِ (قدم رکھنے کی جگہ)، بعض نے علم، بعض نے قدرت وعظمت، بعض نے بادشاہی اور بعض نے عرش مراد لیا ہے۔ لیکن صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں محدثین اور سلف صالحین کا یہ مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات جس طرح قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہیں، اُن کی بغیر تاویل اور کیفیت بیان کیے، اُن پر ایمان رکھا جائے، اسی لیے یہی ایمان رکھنا چاہیے کہ یہ فی الواقع کرسی ہے جو عرش سے الگ ہے۔ اس کی کیفیت کیا ہے، اُس پر وہ کس طرح بیٹھتا ہے؟ اس کو ہم بیان نہیں کر سکتے، کیوں کہ اس کی حقیقت سے ہم بے خبر ہیں۔'' (احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۗ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴾ (الملك : ١٤)

''کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہے۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''یہ ناممکن ہے کہ جو خالق ہو، وہ عالم نہ ہو، مخلوق سے خالق بے خبر ہو، وہ تو بڑا باریک بین اور بے حد خبر رکھنے والا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾

(یٰسٓ : ٨٢)

''اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے، ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴾ (الفتح : ٢١)

''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (پوری طرح) قدرت رکھنے والا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾

(آل عمران : ٥٤)

''اور کافروں نے مکر کیا، اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی، اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾

(البقرة : ١٥)

''اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے، اور انھیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھاتا ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''''اللہ تعالیٰ بھی اُن سے مذاق کرتا ہے۔'' کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جس طرح مسلمانوں کے ساتھ استہزا و استحقاق کا معاملہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن سے ایسا ہی معاملہ کرتے ہوئے اُنھیں ذلت و ادبار میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کو استہزاء سے تعبیر کرنا، زبان کا اسلوب ہے۔ ورنہ حقیقتاً یہ استہزا نہیں ہے، اُن کے فعل استہزا کی سزا ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بھی اُن سے استہزا فرمائے گا جیسا کہ سورۂ حدید کی آیت ﴿یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ میں وضاحت ہے۔''
(احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ (التوبة: ٦٧)

''تمام منافق مرد و عورت آپس میں سب ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں، اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے، اللہ نے انھیں بھلا دیا، بے شک منافق ہی فاسق و بدکار ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ ﴾ (البقرة: ٢٥٥)

''نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔''

اللہ تعالیٰ کی اسی صفت یعنی ''نیند نہ آنا'' کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے، چنانچہ

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَنَامَ ، وَيَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ ، حِجَابُهُ النُّوْرُ ، لَوْكَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ .)) [1]

"رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر ہمیں پانچ باتیں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ نہیں سوتا اور نہ اس کے لیے سونا مناسب ہے۔ (۲) وہ میزان کو جھکاتا اور اُٹھاتا ہے۔ (۳) رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اس کے پاس پہنچتے یعنی حاضر کیے جاتے ہیں۔ (۴) اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پہنچتے ہیں۔ (۵) اس کا حجاب نور ہے اور اگر وہ اپنے نور کے پردے کھول دے، تو اس کی بصر و چمک جہاں تک پہنچے وہ ہر مخلوق کو جلا دے۔"

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے علم و حکمت کی بنیاد پر قرآنِ حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہمیں خود اپنی ذات کا تعارف کروا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ سارے اسماءِ حسنیٰ اسی کے لیے ہیں اور وہ کمال صفات کا مالک ہے۔ کسی دوسرے کے لیے قطعاً ممکن نہیں تھا کہ جس تفصیل کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کروایا، وہ اس سے بہتر تعارف کرواتا۔ اب اہل ایمان کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جن جن صفاتِ عالیہ سے متصف کیا ہے، ان کو مانیں اور اُن میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہ کریں۔ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کسی بھی صفت کا انکار کرنا یا اسے تشبیہ دینا، دونوں باطل ہیں۔ اور گمراہ کن عقیدہ ہے۔ صحیح عقیدہ صرف یہی ہے کہ قرآن و حدیث میں مذکور تمام صفاتِ باری تعالی پر تمثیل، تکییف اور تعطیل کے بغیر ایمان لایا جائے۔

[1] صحیح مسلم: کتاب الإیمان، رقم: ٤٤٥.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

''کوئی چیز اس کے مانند نہیں، اور خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

اہل سنت کی اسماء وصفات پر چند مفید کتب:

(۱) کتاب السنۃ ...... امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(۲) کتاب التوحید...... امام محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳) کتاب السنۃ ...... امام ابوقاسم الطبری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) کتاب السنۃ ...... امام ابوبکر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الاسماء والصفات...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) رسالہ تدمریہ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷) توحید خالص ...... سیّد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۸) توحید اسماء وصفات...... (مصنف شیخ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ) مترجم شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

شرک:

دراصل لفظ ''شرک'' شرکت سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو اس طرح اُس کا ہمسر ٹھہرائے کہ جو عبادت و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، اس میں مخلوق کو بھی اس کا ساجھی بنائے، چہ جائیکہ وہ شراکت ہر طرح کی عبادت میں ہو یا بعض عبادات میں۔ یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شرک کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

(۱) شرکِ اکبر۔ (۲) شرکِ اصغر۔

شرکِ اکبر

تعریف:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادات میں کسی کو شریک ٹھہرانا ''شرکِ اکبر'' کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾﴾ (النساء: ٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے، اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾﴾

(النساء: ١١٦)

''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾﴾ (الحج: ٣١)

''اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے، سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہوا کسی دُور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ (المائدۃ: ۷۲)

”بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُۥ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴾

(الاسراء: ۱۱۱)

”اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے، اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو۔ اور آپ اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتے رہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُۥ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾﴾ (سباء: ۲۲)

”کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمھیں گمان ہے (سب) کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴾ (الكهف : ۱۱۰)

''کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، ہاں! میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

اللہ تعالیٰ کے بندے پر حق:

سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُوْخِرَةُ الرَّحْلِ . فَقَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَسَعْدَيْكَ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ! وَسَعْدَيْكَ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللَّهِ! وَسَعْدَيْكَ . قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ ابْنَ جَبَلٍ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ . فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوهُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ: حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ .)) [1]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه فى طاعة الله، رقم : ٦٥٠٠، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٣٠.

''ایک سفر میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کا صرف پچھلا حصہ مائل تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ!'' میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمائیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے) پھر کچھ دُور چلنے کے بعد پکارا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمائیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے) پھر کچھ دُور چلنے کے بعد پکارا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: حضور بندہ ناچیز حاضر ہے۔ (فرمائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو، اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی (غیر) کو شریک نہ بنائیں۔'' پھر آپ نے تھوڑی دُور چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمایئے!) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ اللہ تعالیٰ ان (بندگی کرنے والوں) کو عذاب نہ دے۔''

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندے پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے۔

شرک ایک ایسا گناہ ہے، جس کا مرتکب دین سے کلی طور پر خارج ہو جاتا ہے، چاہے وہ اپنے شرک کا اعلان کرے جیسا کہ کفارِ مکہ نے کیا تھا۔ یا پھر اس شرک کو اپنے اندر چھپائے رکھے جیسا کہ منافقین کا شیوہ تھا، جو دھوکہ دے کر دین کا اظہار کرتے اور اندر کفر چھپائے رکھتے تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُنَٰفِقِينَ فِى الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝١٤٥ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝١٤٦ ﴾ (النساء: ۱۴۵۔۱۴۶)

''منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ ہاں جو توبہ کرلیں، اور اصلاح کرلیں، اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں، اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں، تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔''

شرکِ اصغر

اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی غیر کی خوشنودی کے لیے یا لوگوں کو دکھلاوے کے لیے کوئی ''نیکی کرنا'' شرکِ اصغر کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَٰلَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝١٥ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝١٦ ﴾ (هود: ۱۵۔۱۶)

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو، ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچادیتے ہیں۔ اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا، وہاں سب اکارت ہے، اور جو کچھ ان کے اعمال تھے، سب برباد ہونے والے ہیں۔''

سیّدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ. قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ.)) ❶

"بے شک خوف (والی بات) جس سے میں تمہارے بارے میں خوف زدہ ہوں وہ شرک اصغر ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ریا کاری"

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: " أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ؟" فَقُلْنَا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ: أَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ، فَيَزِيْنُ صَلَاتَه لِمَا يَرٰى مِنْ نَظْرِ رَجُلٍ.)) ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اور ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمھیں اس بات سے مطلع نہ کروں جو تمہارے لیے میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ضرور (بتائیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ پوشیدہ شرک ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور وہ نماز کو لمبا کرتا ہے یعنی معمول سے بہتر طریق سے ادا کرتا ہے، اس لیے کہ کوئی اس کو دیکھ رہا ہے۔"

---

❶ مسند أحمد: ٥/ ٤٢٨، شرح السنة: رقم: ٤١٣٥. شیخ شعیب ارناؤط نے اسے "حسن" کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، رقم: ٤٢٠٤. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

سیّدنا ابوسعد بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا ، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ .)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع کرے گا جس (کے وقوع) میں کچھ شک نہیں۔ تو پکارنے والا پکارے گا کہ جس شخص نے خالصتاً اللہ کے لیے کیے گئے عمل میں کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ اس عمل کے ثواب کو بھی اللہ کے غیر سے طلب کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکا کے شرک سے بری ہے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِيَ اللّٰهُ بِهِ .))[2]

''(کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے، اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔''

شریعت اسلامیہ نے ریا کاری کو شرک اصغر، شرکِ خفی کہا ہے۔ جس کی مذمت کے لیے مندرجہ بالا احادیث کافی ووافی ہیں۔

ایمان باللہ کا مفہوم:

ایمان باللہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک جو آپ نے قبیلہ عبدالقیس کی نمائندگی کرنے والے ایک وفد سے پوچھا۔ فرمایا:

((أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ

---

[1] مسند احمد: ٣/ ٤٦٦، سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، رقم: ٤٢٠٣، علامہ البانیؒ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، رقم: ٦٤٩٩.

أَعْـلَمُ . قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَـهَ إِلَّا الـلّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّـهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَـاءُ الـزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ .)) ❶

''جانتے ہو اکیلے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟'' انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوۃ ادا کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا، اور مال غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا۔''

افضل عمل:

علاوہ ازیں آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کو بہترین عمل قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افضل عمل کے استفسار پر فرمایا:

((اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . قِيلَ ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ . قِيلَ ثُمَّ مَاذَا، قَالَ: حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ .))❷

''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا'' پھر کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا'' کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ''مقبول حج۔''

❶ صحيح بخاري، كتاب الايمان، رقم: ٥٣ .

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٢٤٨ .

۲۔فرشتوں پر ایمان

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بجالاتے ہیں، لہٰذا فرشتوں کو نوری مخلوق تسلیم کرتے ہوئے، اُن پر ایمان لانا، ایمان کے اجزاء میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۵ ﴾ (الشوریٰ: ۵)

''قریب ہے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں، اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کررہے ہیں۔خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف فرمانے والا رحمت والا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝﴾ (الأعراف: ۲۰۶)

''یقیناً جو تیرے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ﴾

(الأنبياء: ۱۹۔۲۰)

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسی اللہ کا ہے اور جو اس کے پاس ہیں، نہ اس کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اس سے مراد فرشتے ہیں، وہ بھی اس کے غلام اور بندے ہیں، اُن الفاظ سے اُن کا شرف و اکرام بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں مقربین ہیں۔ اس کی بیٹیاں نہیں ہیں، جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔''

ذرا ان آیات پر غور و فکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق عبادت سے سرکشی نہیں کرتی، بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی شان، تعریف اور بڑائیاں بیان کرتی رہتی ہیں، مگر افسوس کہ اشرف المخلوقات انسان جس کو چاہیے تو یہ کہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہا کریں، وہ فرائض تک پورا نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت سوتے جاگتے، صبح و شام اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾﴾

(الانبیاء: ۲۶۔۲۷)

''(مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن کی اولاد ہے۔ (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ لَا يَعْصُوْنَ

اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝﴾ (التحریم : ٦)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنھیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے، بجالاتے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ ﴾ (البقرة : ٢٨٥)

”رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ ﴾ (الرعد : ١١)

”اس کے پہرے دار (فرشتے) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے، مراد فرشتے ہیں جو باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ دن کے فرشتے جاتے ہیں تو شام کے آجاتے ہیں۔ شام کے جاتے ہیں تو دن کے آجاتے ہیں۔“

علاوہ ازیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملائکہ کی تخلیق سے متعلق فرمایا:

((اَلْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ، وَخُلِقَ

آدَمُ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ .)) [1]

’’فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے، اور آدم کو جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اس کا تمھیں علم ہے، (یعنی مٹی)۔‘‘

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، رقم: ۷٤۹۰.

۳۔ کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام پر بذریعہ وحی جو کتب نازل فرمائی مثلاً زبور، توریت، انجیل اور قرآن صحیفے وغیرہ۔ ایک مسلمان کے لیے ان سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ البتہ اب عمل صرف قرآنِ مقدس پر ہے، کیوں کہ بقیہ کتب آسمانی منسوخ ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۪ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ ﴾ (البقرۃ: ۲۱۳)

”دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے، پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جنھیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے راہنمائی فرمائی، اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"کتاب اللہ ہمیشہ اس لیے نازل ہوئی، تاکہ دین کے تفرقہ واختلاف میں فیصلہ کرنے والی ہو اور لوگوں کو وحدتِ دین کی اصل پر متحد کردے۔ تفرقہ واختلاف کی علت باہمی "یعنی عصیان" ہے، یعنی آپس کی ضد اور اتباعِ حق کی جگہ خود پرستی اور سرکشی۔"

نیز لکھتے ہیں:

"پس قیامِ حق کے لیے تعلیم حق کی (کیوں کہ وہ تو اوّل روز سے ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ رہی ہے) بلکہ حق پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے۔"

(ترجمان القرآن: ۱/۲۸۲)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾ ﴾ (النساء: ۱۳۶)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اُتاری ہے، اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہے، ایمان لاؤ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، تو وہ بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جارہا ہے۔"

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے روز پر ایمان لانے سے انکاری ہو، وہ شخص دُور کی گمراہی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ

اَهْوَاءَ هُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَّاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝﴾ (الشوریٰ: ۱۵)

''پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے، اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں، اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں، میرا ان پر ایمان ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔ ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں، ہم تم میں کوئی کٹ حجتی نہیں، اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝۱۰۶﴾ (الاسراء!۱۰۶)

''اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اُتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں، اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۴۵)

''اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ کر دی۔ تم ان کو کوشش کے ساتھ عمل میں لاؤ، اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں، بہت جلد میں تم کو ان نافرمانوں کا مقام دکھلاؤں گا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ ﴾ (الاعراف : ۳)

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اُتاری گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی پیروی مت کرو، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''جو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن، اور جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی حدیث، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قرآن اور اُس کی مثل اُس کے ساتھ دیا گیا ہوں۔'' ان دونوں کا اتباع ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی کا اتباع ضروری نہیں ہے، بلکہ ان کا انکار لازمی ہے۔'' (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۵۵ ﴾

(الانعام : ۱۵۵)

''اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس آیت مبارکہ میں غور کرنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) توحید کی تعلیم۔

(۲) توحید کا عملی نمونہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ۔

(۱) توحید کی تعلیم:

اوّلاً یہ بتایا کہ توحید کی تعلیم دنیا میں گو پہلے بھی آتی رہی ہے، لیکن وہ کامل تعلیم جو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے بھیجی جاتی ہے، وہ اس کتاب میں ہے، جو مبارک ہے، جس کی خیر دائمی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی۔

(۲) توحید کا عملی نمونہ:

توحید کا عملی نمونہ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا ہے۔ اور یوں بتایا ہے کہ توحید عملی رنگ میں، کمال کے ساتھ اگر قرآنِ مجید میں موجود ہے تو اس کا عملی نمونہ کمال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں موجود ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝﴾ (الاعراف : ۱۷۰)

''اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱﴾

(الشوریٰ : ۵۱)

''ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اس آیت میں وحی الٰہی کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، پہلی یہ کہ دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ دوسری، پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر کیا گیا۔ تیسری، فرشتے کے ذریعے اپنی وحی بھیجنا، جیسے جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے اور پیغمبروں کو سناتے رہے۔'' (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید : ۲۵)

''یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا، تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝﴾ (آل عمران : ۳)

''اس (اللہ) نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اُتارا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝١٦٣﴾ (النساء : ۱۶۳)

''اور ہم نے داوٗد (عَلَیْہِ السَّلَام) کو زبور عطا فرمائی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ﴾ (الحدید : ۲۷)

''اور ہم نے اسے (عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو) انجیل عطا فرمائی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ﴾ (البقرۃ : ۲۸۵)

''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتاری گئی، اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔''

۴۔ رسولوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت وراہنمائی کے لیے جتنے انبیا اور رسول علیہم السلام بھیجے، سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اُن میں سے کسی ایک کا انکار اسلام و ایمان کے منافی ہے۔ نیز جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا ضروری ہے، اور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار اسلام کے منافی اور دائرہ اسلام سے خروج کا سبب ہے۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۟﴾

(الاحزاب: ٤٠)

”تمہارے مردوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ نہیں، اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝﴾

(النحل: ٣٥-٣٦)

''مشرک لوگوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے، نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔ یہی فعل ان سے پہلے کے لوگوں کا رہا، تو رسولوں پر تو صرف کھلم کھلا پیغام پہنچا دینا ہے۔ ہم نے ہر اُمت میں رسول (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اور جب اللہ کی مشیت یہی ہوئی کہ انسان کو کسی ایک حالت پر مجبور نہ کردیا جائے، بلکہ ہر طرح کی حالت اختیار کرنے کی قدرت دی جائے، تو اللہ کے رسولوں سے کیسے اس کی توقع کی جائے کہ لوگوں سے یہ قدرت سلب کرلیں؟''

مزید لکھتے ہیں:

''پس اللہ کا قانون ہدایت و شقاوت ایسا ہی چلا آیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ لوگوں کو جبراً ہدایت یافتہ بنادیا گیا ہو۔'' (ترجمان القرآن: ۲/۳۱۵، ۳۱۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

''تجھ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ

وَ النَّبِيّٖنَ ۚ﴾ (البقرة : ۱۷۷)

''ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان لایا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶ ﴾ (النساء : ۱۳٦)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اُتاری ہے۔ اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے، اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ﴾ (الحديد : ۱۹)

''اللہ اور اس کے رسول پر جو ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا: "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ.")) [1]

[1] صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿قولوا امنا بالله وما انزل الينا﴾، رقم : ٤٤٨٥.

''تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، بلکہ یہ کہا کرو: ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو ہماری طرف اُتاری گئی، اور اس پر جو ہم سے پہلے (رسولوں) پر اُتاری گئی۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کے ایمان سے متعلق استفسار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهٖ، وَكُتُبِهٖ، وَلِقَائِهٖ، وَرُسُلِهٖ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهٖ .))[1]

''کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کی ملاقات پر، اور اس کے رسولوں پر، اور روزِ قیامت پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔''

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّهُ سَيَكُوْنَ فِي أُمَّتِي كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ .))[2]

''عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے، سب کے سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے، حالاں کہ میں خاتم النّبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ایمان بالرسالت کے متضمنات:

(۱) رسالت پر ایمان لانا درحقیقت اللہ کی حکمت بالغہ اور وسیع رحمت پر ایمان لانا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ اپنے احکام پہنچائے بغیر انسانوں کا احتساب کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الايمان، رقم: ٥٠، صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٦٠٩.

[2] سنن أبي داؤد، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، رقم: ٤٢٥٢، سنن ترمذي، ابواب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، رقم: ٣٣١٩، سنن ابن ماجة، كتاب الفتن، باب مايكون من الفتن، رقم: ٣٩٥٢، مسند أحمد: ٥/ ٢٨٤ـ ٢٧٨، اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝﴾ (الاسراء: ۱۵)

''اور ہماری سنت نہیں کہ بغیر رسول بھیجے عذاب کرنے لگیں۔''

(۲) ایمان بالرسالت کا ایک مفہوم وحدت دین کا اقرار ہے۔ کیونکہ ہر نبی کا دین ایک ہی رہا ہے، اگرچہ شرائع میں اختلاف ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ: ۱۳۶)

''ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔''

ایمان بالرسالت کا تقاضا:

ایمان بالرسالت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی ملا یا اُن پر نازل ہوا، سب پر ایمان لایا جائے۔ کسی بھی کتاب یا رسول کا انکار نہ کیا جائے۔ کسی ایک کتاب یا نبی کو ماننا، کسی کو نہ ماننا، یہ انبیا علیہم السلام کے درمیان تفریق ہے، جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ البتہ عمل اب صرف قرآنی احکام پر ہوگا۔ سابقہ اُمتوں کی کتب اور ان کے احکام کو منسوخ سمجھا جائے گا۔ سوائے ان احکامات کے جنہیں اسلام نے برقرار رکھا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی یہ احکام اسلامی قرار پائیں گے۔

۵۔ روزِ قیامت (آخرت) پر ایمان

قیامت کے روز پر ایمان لانا اجزائے ایمان میں سے ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دنیوی حیات عارضی ہے۔ موت کے بعد جو حیات یعنی زندگی ملے گی، وہ دائمی اور ابدی ہوگی۔ ہر انسان کو دوبارہ زندہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہونا ہے۔ اور نیکوکاروں کو آخرت میں جنت ملے گی اور بدکاروں کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ٥ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (یونس: ۷۔۸)

"جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ اُن کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ٥ وَّإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ٥﴾ (الذاریات: ۵۔۶)

"یقین مانو کہ تم سے جو وعدے کیے جاتے ہیں سب سچے ہیں اور بے شک انصاف ہونے والا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾﴾ (المؤمن: ۵۹)

”قیامت بالیقین اور بے شبہ آنے والی ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ ﴾

(الاعراف : ۱۸۷)

”یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمانوں و زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”انسان کی ایک عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے کہ جب کوئی انسان روحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، تو لوگ چاہتے ہیں اسے انسانیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں لیکن قرآن نے پیغمبر اسلام کی حیثیت ایسے صاف اور قطعی لفظوں میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لیے اس گمراہی کا ازالہ ہوگیا۔“

مزید لکھتے ہیں:

”صرف یہی ایک بات ان کی صداقت کے اثبات کے لیے کفایت کرتی ہے جو دنیا اپنے پیشواؤں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی خواہش مند تھی، اسلام کے پیغمبر

نے اُس سے اتنا بھی نہ چاہا کہ کاہنوں کی طرح مجھے غیب دان تسلیم کرلو۔ زیادہ سے زیادہ جو بات اپنی نسبت سنائی، یہ تھی کہ "انکار و بدعملی کے نتائج سے خبردار کردینے والا اور ایمان و نیک عملی کی برکتوں کی بشارت دینے والا ایک بندہ ہوں، اگر میں غیب دان ہوتا تو زندگی کا کوئی گزند مجھے نہ پہنچتا، مجھے کیا معلوم قیامت کب آئے گی۔" (ترجمان القرآن: ۲/۴۸-۴۷)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝١ ﴾ (الحج: ۱)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝ ﴾ (الزمر: ۳۰)

"یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تم سب کے سب قیامت کے روز اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۝٩٣ ﴾ (الانعام: ۹۳)

"اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے

کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے، اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹی باتیں لگاتے تھے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ ﴾ (الانبیاء: ٣٤)

''آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے دوام اور ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یہ کفار کے جواب میں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کہتے تھے کہ ایک دن اسے مر ہی جانا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موت تو ہر انسان کو آتی ہے اور اس اُصول سے یقیناً محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنیٰ نہیں، کیوں کہ وہ بھی انسان ہی ہیں اور ہم نے کسی انسان کے لیے دوام اور ہمیشگی نہیں رکھی ہے۔'' (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ﴾

(ابراھیم: ٢٧)

''ایمان والوں کو اللہ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو

چاہے کر گزرتا ہے۔‘‘

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ’’ موت کے بعد جب مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے، تو وہ جواب میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ، اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کا۔‘‘ [1]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝﴾ (البقرة : ٤)

’’اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں، اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ (البقرة : ٢٠١)

’’اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (الحج : ٧)

’’اور بے شک قیامت آنے والی ہے، جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔‘‘

[1] صحیح بخاری، تفسیر سورة ابراهیم.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ ﴾ (المطففين: ٤۔٦)

''کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اُٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جبکہ سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ ﴾ (القيامة: ١۔٤)

''میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہیں جمع کریں گے۔ ہاں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کے پور پور تک درست کر دیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۰ ﴾ (النحل: ٣٨۔٤٠)

''وہ لوگ بڑی سخت سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں ضرور زندہ کرے گا یہ تو اس کا برحق لازمی وعدہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس لیے بھی کہ یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کرتے تھے، اسے اللہ تعالیٰ صاف بیان کر دے اور اس لیے بھی کہ کافر لوگ خود اپنا جھوٹا ہونا

جان لیں۔ ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہوجا، پس وہ ہوجاتی ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (النحل: ۷۷)

''آسمانوں وزمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اور قیامت کا امر تو ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (البقرة: ۲۸)

''تم اللہ (کے ایک معبود ہونے) کا کیسے انکار کرتے ہو، حالانکہ تم مردہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں زندہ کیا۔ پھر وہ تمھیں موت دے گا اور پھر (قیامت کے دن) وہ تمھیں زندہ کرے گا اور پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝۱۶﴾ (المؤمنون: ۱۵۔۱۶)

''پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن ضرور (زندہ کرکے) اُٹھائے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ کا نظامِ خلقت اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ یہاں کوئی بات بغیر حکمت و مصلحت کے نہیں ہے۔ سورج کی تپش، چاند کی گردش کی منزلیں، ستاروں کی روشنی یہ کچھ اگر بغیر مصلحت کے نہیں ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کا وجود، بغیر کسی غرض و مصلحت کے ہو۔

اور صرف اس لیے ہو کہ کھائے، پیئے اور مر کر ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے۔ یا کیا داستانِ حیات بس اتنی ہی ہے کہ رحم مادر اُگل دے اور بطنِ خاک نگل لے اور اس کے بعد کچھ نہ ہو یا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ

﴿إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ﴾

''(زندگی) تو صرف دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے جیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں کہ ہم پھر اُٹھائے جائیں۔''

بلکہ کائنات ہستی کی ہر بات یقین دلا رہی ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے اور ورنہ تدبیر و مصلحت کا سارا کارخانہ باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس پر بھی لوگوں کی غفلت کا یہ حال ہے کہ حیاتِ آخرت کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس سے زیادہ عجیب بات کون سی ہو سکتی ہے؟

٦۔ اچھی بری تقدیر پر ایمان

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ﴾
(قٓ : ٤)

”زمین جو کچھ ان میں سے کم کرتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ﴾

(الاحزاب : ٣٨)

”جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مقرر کی ہیں، ان میں کوئی حرج نہیں (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہا جو پہلے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کیے ہوئے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (الانفال : ٤٢)

”جب کہ تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دُور والے کنارے پر تھے۔ اور قافلہ تم سے نیچے تھا۔ اگر تم آپس میں وعدے کرتے تو یقیناً تم وقت معین پر پہنچنے

میں مختلف ہو جاتے۔ لیکن اللہ کو تو ایک کام کر ہی ڈالنا تھا، جو مقرر ہو چکا تھا، تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل پر یعنی (یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے، بے شک اللہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَأْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۟ۙ ۝٣ ﴾ (سبا: ۳)

"کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی، آپ فرما دیجیے کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی، اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕۛ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝١٢ ﴾ (یٰسٓ: ۱۲)

"بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝٥١ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَى ۝٥٢ ﴾ (طٰہٰ: ۵۱-۵۲)

"اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ جواب دیا کہ

ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹ ﴾ (القمر: ٤٩)

''بے شک ہم نے ہر چیز کو قدر (تقدیر و مقدار) کے ساتھ پیدا کیا ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''ائمہ اہل سنت نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا مقدر ان کی پیدائش سے پہلے مقرر کر دیا ہے اور ہر چیز اپنے ظہور سے پہلے خدا کے ہاں لکھی جا چکی ہے، فرقہ قدریہ اس کا منکر ہے۔ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخری زمانہ میں ہی نکل چکے تھے۔ اہل سنت ان کے اس مسلک کے خلاف اس قسم کی آیتوں کو پیش کرتے ہیں اور اس مضمون کی احادیث کو بھی۔'' (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۲ ﴾

(الحدید: ٢٢)

''زمین میں اور تمہاری جانوں کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ واقع ہونے سے پہلے ہماری کتاب میں درج ہے، اللہ کے لیے یہ (بہت) آسان ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی سب باتیں لکھ دیں ہیں، جیسے حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((قَدَّرَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ .))[1]

"اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی ساری تقدیریں لکھ دی تھیں۔" (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ﴾ (التوبة : ٥١)

"فرما دیجیے! ہمیں تو صرف وہی مصیبت پہنچتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ رکھی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ○﴾ (الفرقان : ٢)

"اور اس اللہ نے ہر چیز پیدا کی، پس اس نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ ﴾

(الرعد : ٣٩)

"اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دے، اور جو چاہے ثابت رکھے، لوحِ محفوظ اسی کے پاس ہے۔"

قرآنی آیات کے بعد اب ذیل میں تقدیر سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں، چنانچہ سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ ، فَقَالَ رَبِّ وَمَا ذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُوْمَ

[1] صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسیٰ علیہما السلام.

السَّاعَةُ .)) [1]

''بے شک اللہ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق کر کے اسے حکم دیا: لکھ۔ قلم نے کہا: اے میرے رب! کیا لکھوں؟ تو ارشاد فرمایا: قیامت کے وقوع تک تمام چیزوں کی تقدیر لکھ دے؟''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے اس استفسار پر کہ کیا ہم تقدیر پر بھروسہ کریں اور عمل چھوڑ دیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إعْـمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ، أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمْلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ . ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝﴾ ......الليل: ٥ـ ١٠ ......)) [2]

''تم عمل کرتے رہو پس ہر ایک کے لیے وہی آسان ہوگیا (جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے) اگر وہ اہل سعادت میں سے ہے تو اہل سعادت کے اعمال اس کے لیے آسان کردیے گئے ہیں اور اگر وہ اہل شقاوت میں سے ہے تو اس کے لیے بدبختی والے اعمال آسان کردیے گئے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی: ''جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہا۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخل اور بے پرواہی سے کام لیا اور نیک بات کی تکذیب کی۔

[1] سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في القدر، رقم الحديث: ٤٧٠٠، سنن ترمذي، القر، باب اعظام امر الايمان بالقدر، رقم الحديث: ٢١٥٥، مسند أحمد بن حنبل: ٥/ ٣١٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾، رقم: ٤٩٤٩، صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الادمى ، فى بطن أمه ...... رقم: ٦٧٣١.

تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ .)) [1]

''اللہ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا اور فرمایا: ''اور اس کا عرش پانی پر تھا۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ ، وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ ، اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ إِنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ ، قَدَّرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ .)) [2]

''اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے قوی مومن بہتر اور پسندیدہ ہے اور (ان) سب میں خیر ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے اس کی حرص کر، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا کہ اگر میں ایسے ایسے کرتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہہ اللہ کی یہی تقدیر ہے، اس نے جو چاہا ہوا، کیونکہ لَوْ (اگر، مگر) شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسیٰ، رقم الحدیث: ٦٧٤٨، سنن الترمذي، ابواب القدر، باب إعظام امر الایمان، رقم الحدیث: ٢١٥٦.

[2] صحیح مسلم، کتاب القدر، رقم: ٦٧٧٤.

بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ ، اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ ، وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفِ .))❶

”اے لڑکے! میں تجھے کچھ باتیں سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا، اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب (مافوق الاسباب) سوال کرے تو اللہ سے سوال کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر سب لوگ تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف وہی فائدہ پہنچے گا جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف وہی نقصان پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے، قلم اُٹھا لئے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔“

امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) فرماتے ہیں:

((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ ، قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ . "))❷

”میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ فرماتے ہوئے پایا ہے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے

---

❶ سنن ترمذي، كتاب الزهد، باب حديث حنظلة، رقم: ٢٥١٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كل شئى بقدر، رقم: ٢٦٥٥.

اور میں نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر چیز تقدیر سے ہے حتی کہ (دماغی) عاجزی اور ذہانت بھی تقدیر سے ہے۔''

قدریہ (منکرین تقدیر) کے بارے میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((إِنِّي بَرِيْءٌ مِّنْهُمْ وَأَنَّهُمْ بَرَاءٌ مِّنِّيْ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ، مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ .)) [1]

''میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں، اللہ کی قسم! اگر ان میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کردے تو تقدیر پر ایمان لائے بغیر (اللہ کے ہاں) قبول نہ ہوگا۔''

تقدیر کے مسئلہ میں قدریہ اور جبریہ دونوں فرقے گمراہ ہوئے ہیں۔ قدریہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ اللہ نے یہ افعال ان کی تقدیر میں نہیں لکھے، کبھی یہ بندے اپنے افعال کے پیدا کرنے میں اللہ سے بے نیاز ہیں اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خالق نہیں ہے۔ یہ عقیدہ باطل ہے کیوں کہ اللہ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے افعال کا بھی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (الرعد: ١٦)

''کہہ دو کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔''

جبکہ جبریہ نے بندوں سے اختیارات چھین لیے ہیں۔ اور اس کے لیے کسی مشیت اور ارادہ کے قائل نہیں ہیں۔ انھوں نے اختیاری حرکات اور اضطراری حرکات کو برابر کردیا ہے۔ الغرض انسان مجبور محض ہے یعنی ان میں انسان کے کسب اور ارادے کا کوئی دخل نہیں ہوتا، جب کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندے کے پاس مشیت اور ارادے کی طاقت موجود ہے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ٩٣.

اچھے عمل پر اسے انعام اور برے عمل پر اُسے سزا ملتی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ مسئلہ تقدیر میں غالی جبریوں اور منکر قدریوں کے درمیان ہے۔ انھوں نے بندے کے لیے مشیئت کا اثبات کیا ہے اور رب کے لیے مشیئت عام کا اثبات کیا ہے اور بندے کی مشیئت کو اللہ کی مشیئت کے تابع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝۲۸ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۹ ﴾ (التکویر: ۲۸۔۲۹)

''اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ ربّ العالمین چاہے۔''

باب نمبر 3

اہل ایمان سے تقاضا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۴ ﴾

(آل عمران : ١٠٤)

’’تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔‘‘

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَان)) [1]

’’تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو ہاتھ (کی طاقت) کے ذریعے اس کو بدل دے، اگر اس میں طاقت نہیں تو زبان سے بدل دے، ہاں اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔‘‘

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دیگر فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ’’امر بالمعروف ونہی عن المنکر‘‘ (نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا) ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ایمان والوں سے تقاضا کیا

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٤٩ ـ سنن أبي داؤد، كتاب الصلوٰة، باب الخطبة يوم العيد، رقم: ١١٤٠، ٤٣٤٠ ـ سنن الترمذى، كتاب الفتن، باب ماجاء فى تغيير المنكر باليد ......، رقم الحديث: ٢١٧٢.

ہے، اس فریضہ کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد الرسول اللہ ﷺ کی اہل کتاب کی نسبت جو ذمہ داریاں بتائی ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے: ﴿يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ﴾......وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔'' اور پھر یہ تقاضا صرف اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی سے نہیں کیا جارہا بلکہ پہلی اُمتوں سے بھی کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ اہل کتاب کی بابت اس فریضہ کی عدم ادائیگی پر وعید سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

(المائدة : ۷۹)

''آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے۔ جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً بہت بُرا تھا۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا یہ فریضہ صرف مسلمانوں پر ہی عائد نہیں بلکہ پہلی اُمتوں پر بھی تھا۔ اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے کہ جس کی ادائیگی میں دنیاوی نجات بھی ہے اور اُخروی فوز و فلاح بھی۔ اور یہ تقاضا اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی ادائیگی میں غفلت اور سستی کرنے والوں کو زبانِ نبوت سے عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ .)) [1]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے، ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرو گے تو وہ تمہاری دُعا کو قبول نہیں کرے گا۔''

[1] سنن الترمذی، کتاب الفتن، رقم: ۲۱۶۹۔ مسند أحمد: ۵/ ۳۳۸۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۸٦۸.

باب نمبر 4

اہل ایمان کی صفات اور علامات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④﴾ (الانفال: ۲۔۴)

’’اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو، بے شک ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں، ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔‘‘

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’ان آیات میں اہلِ ایمان کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ (۱) وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں نہ کہ صرف اللہ کی یعنی قرآن کی۔ (۲) اللہ کا ذکر سن کر، اللہ کی جلالت وعظمت سے اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔

(۳) تلاوتِ قرآن سے اُن کے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے، (جس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے، جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔)، (۴) اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ توکل کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُۥٓ أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَـٰفِرِينَ يُجَـٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾ ﴾

(المائدة: ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کفار پر سخت دل ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَٱعْفُ عَنْهُمْ وَٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى ٱلْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ ﴾ (آل عمران: ١٥٩)

''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے ہو، آپ ان سے

درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ کا ارادہ پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝﴾

(البقرۃ: ١٦٥)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ پر ایمان، اور اللہ کی محبت دونوں لازم وملزوم ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو بھی ویسی ہی چاہت سے ماننے لگے جیسی چاہت سے ماننا صرف اللہ ہی کے لیے ہے تو پھر یہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو ہم پلہ بنا دینا ہوا، اور توحیدِ الٰہی کا اعتقاد درہم برہم ہوگیا۔ مومن وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کی محبت رکھنے والا ہے۔'' (ترجمان القرآن: ١/٢٦٧)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ (التوبة : ١٣)

’’تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے، جنھوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلاوطن کرنے کی فکر میں ہیں۔ اور خود ہی پہلی بار انھوں نے تم سے چھیڑ کی ہے، کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴿٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ﴿٤﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٥﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ ﴾ (المؤمنون : ۱ تا ۱۱)

’’یقیناً ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور عہدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ (السجدہ: ۱۵۔۱۶)

''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنھیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ (الانفال: ۷۴)

''جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنھوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔''

اہل ایمان کی صفات و علامات کے متعلق قرآنی آیات پیش کرنے کے بعد اب ذیل میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطٰى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ.)) [1]

---

[1] سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان، رقم: ٤٦٨١۔ طبرانی کبیر، رقم: ۷۶۱۳۔ اسے علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

’’جس نے اللہ کے واسطے محبت کی، اور اللہ کے واسطے دشمنی کی، اور اللہ کے واسطے مال دیا، اور اللہ کے واسطے منع کیا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔‘‘

سیّدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ .))[1]

’’مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت بھیجنے والا، فحش گو، اور بدزبان نہیں ہوتا۔‘‘

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ .))[2]

’’انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔‘‘

---

[1] سنن الترمذی، ابواب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۷، بیهقي: ۳/ ۱۹۳، مستدرك حاكم: ۱/ ۱۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب علامة الايمان حب الانصار، رقم: ۱۷/ ۳۷۸٤.

باب نمبر 5

اہل ایمان بہترین مخلوق ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝﴾ (البیّنۃ: ۷۔۸)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

(سورۃ العصر)

''بے شک (بالیقین) انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور (جنھوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

یوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مخلوق کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا ہے۔ مگر جو شکل

وصورت کی خوبصورتی، ہر اہم عضو دو دو اور ان میں مناسب فاصلہ، عقل و تدبر، فہم و فراست کی قوتیں، انسان کو عطا کی ہیں، یہی اسے احسن تقویم بنا رہی ہیں۔ پھر اس احسن تقویم طبقے سے جو لوگ دل کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے اعضاء کے ساتھ اعمال کیے وہ تمام مخلوقات سے بہتر و افضل ٹھہرے۔ یعنی ایمان والے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں۔

باب نمبر 6

اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۹ ﴾ (الحدید: ۱۹)

"جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے، اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، وہ جہنمی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُـوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ ھَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ: ۱۴۳)

"ہم نے اسی طرح تمھیں عادل اُمت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں رسول کا سچا متبع کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنھیں اللہ نے

ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۠﴾ (الحج: ۷۸)

''اور اللہ کے راستے میں ویسا ہی جہاد کرو، جیسے جہاد کا حق ہے۔ اسی نے تمھیں برگزیدہ بنایا ہے۔ اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی لیے اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ۔ پس تمھیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے، پس وہ کتنا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے۔''

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل اُمت کہا اور مقصد اس کا یہ ہے کہ تم لوگوں پر گواہی دو، جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ جب کل قیامت کو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام سے دریافت کریں گے کہ کیا تم نے میرا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا تھا؟ تو وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہارا کوئی گواہ؟ تو انبیاء کرام (علیہم السلام) فرمائیں گے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اُمت۔ چنانچہ یہ اُمت گواہی دے گی۔'' (تفسیر ابن کثیر)

باب نمبر 7

ایمان کے ثمرات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو جن انعامات وثمرات کی بشارت سنائی گئی ہے، ان سے متعلق چند قرآنی آیات اور احایث مبارکہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی کھری باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بہت بڑی مراد پالی۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یعنی ایسی بات جس میں کجی اور انحراف ہو، نہ دھوکہ اور فریب، بلکہ سچ اور حق ہو۔ سَدِیْدٌ، تَسْدِیْدُ السَّهْمِ سے ہے، یعنی جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے تاکہ ٹھیک نشانے پر لگے، اسی طرح تمہاری زبان سے نکلی ہوئی بات اور تمہارا کردار راستی پر مبنی ہو، حق وصداقت سے ذرا برابر انحراف نہ ہو۔''

مزید لکھتے ہیں:

''یہ تقویٰ اور قول سدید کا نتیجہ ہے کہ تمہارے عملوں کی اصلاح ہوگی اور مزید توفیق مرضیات سے نوازے جاؤ گے اور کچھ کمی کوتاہی رہ جائے گی، تو اسے اللہ

تعالیٰ معاف فرما دے گا۔‘‘ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۹ ﴾ (الانفال: ۱۹)

’’اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ہے۔ اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرہ بھی کام نہیں آئے گی، گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۱۵ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۱۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۷ ﴾

(السجدة: ۱۵ـ۱۷)

’’ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنھیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے ہیں، کوئی نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے، یہ ان کا

بدلہ ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ ﴾ (السجدة: ۱۹)

’’پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے ہیں۔‘‘

ان ثمرات کو جو مذکورہ بالا آیات میں اہل ایمان کے لیے ایمان کی بدولت بیان ہوئے جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اس کی تفسیر میں نبی رحمت ﷺ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالىٰ: أَعْدَدْتُّ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ . ذُخْرًا ، مِنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ .)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ .))[1]

’’اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جنھیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، اور کسی کان نے نہیں سنا، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی وہم وگمان پیدا ہوا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا وہم وخیال بھی پیدا نہیں ہوا) پھر آنحضرت ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ: ’’سو کسی مؤمن نفس کو معلوم نہیں جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لیے چھپا کر رکھا ہے، یہ بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٧٨٠.

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵ ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ﴾ (یونس: ۹۔۱۰)

''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا نعمت کے باغوں میں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی ''سبحانك اللّٰهم

''اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا ''السلام علیکم'' اور ان کی آخری بات یہ ہوگی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (الروم: ٤٤۔٤٥)

''جو آدمی کفر کرے گا، اس کے کفر کا وبال اُسی پر ہوگا، اور جو لوگ نیک عمل کریں گے وہ اپنے لیے ہی بھلائی کی راہ ہموار کریں گے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو اپنے فضل سے اچھا بدلہ دے، وہ یقیناً کافروں کو ناپسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (الروم: ٤٧)

''اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا تھا، جو ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، پس جن لوگوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا، اور ہم پر ایمان والوں کی نصرت وتائید واجب تھی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ ﴾ (البيّنة: ٧۔٨)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (التوبة: ۷۲)

''ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ .))

قَالَ أَبُو عَبْدُاللَّهِ قَالَ: أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ . [1]

''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کے دل میں جو برابر بھی خیر ہے تو وہ

[1] صحيح بخاري، كتاب الايمان، رقم: ٤٤.

(ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا، اور دوزخ سے وہ شخص بھی ضرور نکلے گا، جس نے کلمہ پڑھا اوراس کے دل میں گیہوں کے دانے برابر خیر ہے، اور دوزخ سے وہ بھی نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اوراس کے دل میں اک ذرہ برابر بھی خیر ہے۔''

امام ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابان رحمہ اللہ نے بروایت قتادہ بواسطہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی جگہ ایمان کا لفظ بیان کیا ہے۔

باب نمبر 8

ایمان کے کمزور ہونے کے اسباب

ایمان کے کمزور ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں:

(۱) توحید سے لاعلم ہونا۔

(۲) شریعتِ اسلامیہ پر غور نہ کرنا۔

(۳) قرآنِ حکیم کی تلاوت سمجھ کر نہ کرنا۔

(۴) علم سے دُوری۔

(۵) اہل علم سے دُوری۔

(۶) نماز کو خشوع وخضوع اور سمجھ کر نہ پڑھنا۔

(۷) صالحین کی مجالس سے دُوری۔

(۸) موسیقی اور مجالس رقص میں شرکت۔

(۹) فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والی مجالس میں شرکت کرنا۔

(۱۰) مال ودولت کی حرص۔

(۱۱) خواہشات کی پیروی اور امیروں کی دنیا میں رہنا۔

(۱۲) غیر محرم مرد وزن کا آپس میں آزادانہ اختلاط۔

باب نمبر 9

ایمان کے کمزور ہونے کی علامات

ایمان کے کمزور ہونے کی مندرجہ ذیل علامات ہیں:

(۱) احکامِ شریعت کی نافرمانی۔
(۲) عبادات میں سستی۔
(۳) عبادات کو ضائع کرنا۔
(۴) ذکرِ الٰہی پر توجہ نہ دینا۔
(۵) دین کے کاموں میں بخل و کنجوسی کرنا۔
(۶) نیکی کو حقیر سمجھنا۔
(۷) خودنمائی اور شہرت کی خواہش۔
(۸) قول و عمل میں تضاد۔
(۹) ہر حالت میں بے صبری کا مظاہرہ۔
(۱۰) لوگوں سے ڈرنا۔
(۱۱) قطع رحمی۔
(۱۲) حسد۔
(۱۳) لوگوں کو تکلیف دینا اور ان کے عیب تلاش کرنا۔

باب نمبر:10

ایمان کی کمزوری کا علاج

(۱) اللہ سے محبت۔

(۲) اللہ کے رسول ﷺ سے محبت۔

(۳) قرآن وحکیم میں غور وحوض۔

(۴) قرآنِ حکیم کے دروس اور دینی پروگراموں میں شرکت۔

(۵) اعمالِ صالحہ میں جلدی اور ہمیشگی۔

(۶) مسنون اذکار کا اہتمام۔

(۷) اللہ کی عظمت کو سمجھنا۔

(۸) سیرت النبی ﷺ کا گہرا مطالعہ۔

(۹) انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت مطہرہ کا مطالعہ۔

(۱۰) سیرت الصحابہ رضی اللہ عنہم پر نظر۔

(۱۱) سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات کا مطالعہ۔

(۱۲) موت کو کثرت سے یاد کرنا۔

(۱۳) نمازِ جنازہ میں شامل ہونا۔

(۱۴) قبرستان جانا۔

(۱۵) آخرت کو یاد کرنا۔

(۱۶) عذابِ قبر سے خوف کھانا۔

(۱۷) جہنم سے پناہ مانگنا۔

(۱۸) امر بالمعروف ونہی عن المنکر ۔

(۱۹) اپنا محاسبہ کرنا۔

(۲۰) صغیرہ گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھنا اور کبیرہ سے کلی طور پر اجتناب ۔

(۲۱) اسلامی کتب کا مطالعہ۔

باب نمبر 11

نواقض الایمان

(ایمان توڑنے والے اعمال)

(۱) اللہ سے شرک کرنا۔

(۲) خالق ومخلوق کے درمیان کسی کو وسیلہ بنانا۔

(۳) اللہ کی ذات وصفات کا انکار۔

(۴) مشرکوں کو کافر نہ سمجھنا۔

(۵) رسالت کا انکار۔

(۶) نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے فیصلے کو بہتر جاننا۔

(۷) نبی کریم ﷺ کی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند سمجھنا۔

(۸) قرآن یا رسول اللہ ﷺ کا استہزاء و مذاق کرنا۔

(۹) کتب سماویہ کا انکار۔

(۱۰) فرشتوں کے وجود کا انکار۔

(۱۱) یومِ اخرت کا انکار۔

(۱۲) فرائض اسلام کا انکار۔

(۱۳) جادو سیکھنا، کرنا اور کروانا۔

(۱۴) کافروں سے دوستی کرنا۔

(۱۵) مسلمانوں کے خلاف کفار ومشرکین کو تعاون فراہم کرنا۔

(۱۶) بعض افراد کو شریعت کی پابندی سے آزاد سمجھنا۔

(۱۷) کہانت یا کاہنوں کی تصدیق۔

باب نمبر 12

ایمان، اعمال ومتعلقات

(ا)......ایمان اور نبی کریم ﷺ

ایک انسان کو کامل مؤمن ومسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام پر ایمان لائے اور آخر الزمان محترم محمد الرسول اللہ ﷺ پر تفصیلاً ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ ﴾ (آل عمران: ۵۳)

”اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اُتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ﴾ (الحدید: ۱۹)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک سچے اور گواہ ہیں۔“

یعنی جن لوگوں نے تصدیقِ ایمانی کی، انھوں نے کامل مؤمن ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبۂ صدیقیت وشہادت پر سرفراز ہو گئے۔

ذیل کی سطور میں نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور ان سے بے پناہ محبت کرنے کی چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ .)) ❶

”تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔“

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِیمَان: أَنْ یَکُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ یُحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ یَکْرَهَ أَنْ یَعُودَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ أَنْ یُقْذَفَ فِی النَّارِ .)) ❷

”جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں، اور دوسرے یہ کہ وہ کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے، اور تیسری بات یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔“

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِیْمَانِ ، مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِیْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلًا .)) ❸

---

❶ صحیح بخاري، کتاب الایمان، رقم: ۱۵، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ٤٤.

❷ صحیح بخاري، کتاب الایمان، باب من کره ان یعود فی الکفر …… رقم: ۲۱، ۱٦، ٦۰٤۱، ٦۹٤۱.

❸ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳٤.

''اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ .))❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس اُمت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہوجائے، پھر جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا وہ اس پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔''

(۲)...... ایمان اور نبی کریم ﷺ کا ادب واحترام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾﴾ (البقرة: ١٠٤)

''اے ایمان والو! تم (نبی ﷺ کو) '' رَاعِنَا '' نہ کہا کرو، بلکہ '' انْظُرْنَا '' کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے اور ہماری بات سنیے اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''﴿رَاعِنَا﴾ کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجیے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعمال کرکے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا، لیکن یہودی اپنے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٣٨٦ـ مسند أحمد: ٢/ ٣١٧، ٣٩٦.

بغض وعناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کے استعمال کرتے تھے، جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہ عناد کی تسلی ہوجاتی۔ مثلاً وہ کہتے: ''رَاعِنَا'' (ہمارے چرواہے) یا ''رَاعِنَا'' (احمق) وغیرہ۔ جیسے وہ ''السلام علیکم'' کی بجائے ''السام علیکم'' (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ''انْظُرْنَا'' کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ جن میں تنقیص واہانت کا شائبہ ہو، ادب واحترام کے پیش نظر اور سد ذریعہ کے طور پر ان کا استعمال صحیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال واقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ٢٩)

اور اگر تم اللہ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو (یاد رکھنا) یقیناً اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

ایک جگہ فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ (الاحزاب: ٦٩)

''اے ایمان والو! تم ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ، جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی، پس جو بات انھوں نے کہی تھی، اللہ نے انھیں اس سے بری کر دیا، اور اللہ کے نزدیک وہ باعزت تھے۔''

اس آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے اہل ایمان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم اپنے پیغمبر کو بنی اسرائیل کی طرح ایذا نہ پہنچاؤ اور آپ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی ایسی بات نہ کرو، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهٖ، ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ .)) [1]

”نبی ﷺ نے ایک دفعہ مال (غنیمت) تقسیم کیا، ایک شخص نے کہا: یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی آپ ﷺ غصے ہوئے حتی کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے۔ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تھی، مگر انھوں نے صبر کیا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ ﴾ (الحجرات : ۲)

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝﴾

(الحجرات : ٤)

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الانبیاء، رقم: ٣٤٠٥، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم علی الاسلام وتصبر من قوی إیمانه، رقم: ١٠٦٢.

”جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔“

ان مذکورہ بالا آیات میں رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کا تقاضا کیا جا رہا ہے، جو ہر ایمان دار آدمی سے مطلوب ہے۔ اور اس چیز کا بھی بیان ہے کہ جو آپ ﷺ کا ادب و احترام اور آپ کی عزت و تکریم کرتے ہیں وہ ایمان والے، اور اللہ کے مقرب ہیں، جب کہ آپ کی عزت و تکریم نہ کرنے والے، آپ کی جلالتِ شان اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کے تقاضوں کا خیال نہ رکھنے والے بے عقل ہیں۔

(۳)......ایمان اور نبی کریم ﷺ سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾

(الاحزاب : ٦)

”پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔ اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی انسان کے لیے سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ مومن کے لیے خود اُس کی ذات پر بھی مقدم ہیں، کیوں کہ آپ ﷺ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں، ان کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں۔ مخلوق میں سب سے بڑھ کر رحیم اور سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ ان پر مخلوق میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا احسان ہے، کیوں کہ انہیں اگر ذرہ بھر بھلائی حاصل ہوئی ہے یا ان سے کوئی ذرہ بھر برائی دُور ہوئی ہے تو آپ (ﷺ) سے ہوئی ہے۔“ (تفسیر سعدی: ۳/۲۱۲۶، ۲۱۲۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (التوبة: ٢٤)

"آپ کہہ دیجیے کہ! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے اور تمہاری کمائی ہوئی دولت اور وہ تجارت جس کے خسارے سے تم ڈرتے ہو، اور وہ گھر جنھیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت کریمہ میں مذکور اشیاء کی اہمیت بھی ناگزیر اور ان کی محبت بھی قلوبِ انسانی میں ایک طبعی عمل ہے جو مذموم نہیں ہے، لیکن اگر ان چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں رکاوٹ ہو جائے، تو یہ بات اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور اس طرح کرنے سے انسان دولت ایمان سے بھی محروم ہوسکتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں بھی یہ مضمون بڑی شرح وبسط سے بیان ہوا ہے، چند ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ . " فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضي الله عنه: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ

لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "اَلْآنَ يَا عُمَرُ")) ❶

ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میں تجھے تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشک وشبہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اب بات بنی ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ .)) ❷

''تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .)) ❸

''تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔''

محبت رسول ﷺ کے ثمرات:

نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اس بات کی قطعاً محتاج نہیں کہ ہم ان سے محبت کریں۔

❶ صحيح بخاري، كتاب الايمان والنذور، رقم: ٦٦٣٢.

❷ صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب حب الرسول من الايمان، رقم: ١٤.

❸ صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب حب الرسول من الايمان، رقم: ١٥، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب محبة رسول الله اكثر من الأهل، رقم: ١٦٩.

بلکہ ہم آپ ﷺ سے محبت کر کے دنیا و آخرت میں بیش قیمت ثمرات و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ کی محبت دنیا میں ایمان کی لذت پانے کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .))[1]

"ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرا یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرا یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔"

آپ ﷺ سے محبت، رحمتِ الٰہی، ابدی و دائمی جنت اور آپ کی ہمسائیگی کا باعث بھی ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"))[2]

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک قوم سے

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب حلاوة الايمان، رقم: ١٦، ٢١، ٦٠٤١، ٦٩٤١ واللفظ له، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان، رقم: ١٦٦.

[2] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عزوجل، رقم: ٦١٦٩، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحبّ، رقم: ٢٦٤٠.

محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہوسکا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
''انسان اس کے ساتھ ہے، جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) قَالَ: " وَمَا أَعْدَدْتَّ لَهَا؟ " قَالَ: مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. قَالَ: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ")) [1]

'' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا: '' تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے عرض کیا: میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' تم اس کے ساتھ ہو، جس سے تم محبت رکھتے ہو۔''

ان احادیث میں ان کے لیے بڑی خوشخبری ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ، اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی پتہ چلا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت عظیم وسیلہ نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اطاعتِ نبوی ﷺ اور اعمال بھی مطابق سنت ضروری ہیں۔ ورنہ یہ صادق آئے گا۔

تَعْصِي الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ　　هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِيَاسِ بَدِيْعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ　　أَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يَحِبُّ مُطِيْعٌ

''یقیناً تو رسول سے محبت کے اظہار کے باوجود ان کی نافرمانی کرتا ہے،

[1] صحيح البخاري، كتاب الادب، باب علامة حب اللّٰه عزوجل، رقم: ٦١٧١، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، رقم: ٢٦٣٩.

اور یہ بات تو بالکل عقل سے دُور ہے،
اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ان کی اطاعت کرتا
اس لیے کہ مُحب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔‘‘

(۴)......ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع واطاعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ ﴾ (محمد: ۲۔۳)

’’اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اُتاری گئی ہے، اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دُور کردیئے اور ان کے حال کی اصلاح کردی، یہ اس لیے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ا۟لَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

(الاعراف: ۱۵۷۔۱۵۸)

”جو لوگ ایسے رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان پر حلال فرماتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دُور کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت اور مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے اور ان کا اتباع کرو، تاکہ تم راہ پر آ جاؤ۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت (۱۵۷) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے اور ان کی پیروی کرنے والے ہوں گے، جو رسالت محمدیہ پر ایمان نہیں لائیں گے، وہ کامیاب نہیں، خاسر اور ناکام ہوں گے۔ علاوہ ازیں کامیابی سے مراد بھی آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی قوم رسالت محمدیہ پر ایمان نہ

رکھتی ہو اور اسے دنیاوی خوش حالی و فراوانی حاصل ہو۔‘‘ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ ﴾

(آل عمران : ۳۱۔۳۲)

’’کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجیے! کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’جو کوئی اللہ سے محبت رکھنے کا دعویدار ہے، تو اُسے چاہیے اللہ کے رسول کی پیروی کرے، اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتلانے والے کی پیروی سے انکار، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔‘‘

مزید لکھتے ہیں:

’’اللہ کا قانون یہ ہے کہ ہدایت خلق کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے، جو اُن کی پیروی و اطاعت کرتے ہیں، کامیاب ہوتے ہیں، جو انکار و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں، اس کی نصرت سے محروم رہتے ہیں۔‘‘ (ترجمان القرآن: ۳۲۳/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ (الحشر: ۷)

’’اور تمھیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکیں رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ

سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا أَضْعَافًا مُّضْعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ○ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ○﴾ (آل عمران : ۱۳۰ تا ۱۳۲)

''اے ایمان والو! سود کو بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ تم نجات پا جاؤ، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۞﴾ (النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی، رسول کی اور اُن لوگوں کی جو با اختیار ہیں، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اُسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف، اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر اور باعتبار انجام کے اچھا ہے۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت میں مسلمانوں کے لیے جو حکم بیان ہوا ہے، اُس کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس حکم سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اپنے تمام مذہبی اختلاف کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع ہونا چاہیے نہ کہ انسانوں کے اقوال و آراء کی طرف، اگر مسلمانوں نے اس حکم قرآنی پر عمل کیا ہوتا تو مذہبی اختلاف اور تفرقہ سے محفوظ

رہتے اور ان کی ایک جماعت بہت سی جماعتوں اور مذہبوں میں متفرق نہ ہو جاتی۔" (ترجمان القرآن: ۳۸۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ (المائدة: ۹۲)

"اور تم (ایمان والو!) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو، اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو، اگر اعراض کرو گے تو یہ جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانفال: ۱)

"یہ لوگ آپ سے مالِ غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں، سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝﴾

(الانفال: ۴۵-۴۶)

"اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو، (آپس میں اختلاف نہ کرو) اور بکثرت اللہ کو یاد کرو، تا کہ تمھیں کامیابی حاصل ہو۔ اور

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱﴾ (النور: ۵۱)

''ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انھیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳﴾ (محمد: ۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى . قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَنْ أَبٰى؟ قَالَ: "مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى . "))[1]

''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی، سوائے ان کے جنھوں نے انکار کیا۔''

[1] صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم: ۷۲۸۰ـ مسند أحمد: ۲/ ۳۶۱.

صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ انکار کون کرے گا؟ فرمایا ''جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، اُس نے انکار کیا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْا فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ .)) [1]

''کہ جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس کی تعمیل کرو اور جب میں تمھیں کسی چیز سے روکوں تو اس کو چھوڑ دو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور بہترین عملی نمونہ قرار دیا۔ اور آپ ﷺ کے ارشادات واحکام کی غیر مشروط اطاعت کا بھی حکم دیا ہے، جس قدر اتباع رسول ﷺ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، اسی قدر اللہ تعالیٰ نے اس کا دوسرا پہلو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر اس کے باوجود کسی نے میری اور میرے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾ (النساء: ١٤)

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ آگ میں ڈالیں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہے۔''

اس مضمون پر بے شمار دلائل موجود ہیں، اتمامِ حجت کے لیے درج بالا آیت ہی کافی ہے۔

درج بالا دلائل و براہین کو سامنے رکھ کر اگر ہم قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی دین پسندی

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرّۃ فی العمر، رقم: ١٣٣٧.

اور مذہبی بیداری کا جائزہ لیں کہ ان لوگوں کا ایمانی جذبہ کس قدر تھا کہ وہ فرمانِ نبوی ﷺ کی ہر حال میں تعمیل کرتے تھے، جب کہ آج یہ حال ہے کہ عوام کی بات تو دُور، خواص کی زبان سے محبت کے دعوے سننے کو ملتے ہیں اور دوسری طرف عملی میدان میں یہ دعوے کھوکھلے ثابت ہوتے ہیں اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کررہے ہیں

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(۵)......ایمان اور مدینۃ الرسول ﷺ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى حَجْرِهَا .))[1]

''(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا، جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آجاتا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں ایمان اور مدینۃ الرسول ﷺ کا گہرا ربط بیان ہوا ہے کہ جیسے شروعِ اسلام میں اہل ایمان مدینہ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے، اسی طرح قیامت کے قریب پھر ایسا ہی دور پلٹ آئے گا کہ سچے ایمان والے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں چلے آئیں گے۔ مدینۃ الرسول ﷺ سے محبت اہلِ ایمان کی فطرت اور اس کی زیارت کا اشتیاق کامل ایمان کی دلیل ہے۔

(۶)......ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کرۂ ارض پر وہ عظیم المرتبت اور عظیم الشان

---

[1] صحيح بخاري، كتاب فضائل المدينة، باب الايمان يأرز الى المدينة، رقم: ١٨٧٦ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان أن الاسلام بدأ غريبًا ......، رقم: ١٤٧.

ہستیاں ہیں کہ جن کے اعلیٰ ایمان اور راہ یافتہ ہونے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مقدس میں کیا ہے۔اس ضمن میں چند قرآنی آیات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاعْلَمُوٓا اَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُونَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۸﴾ ﴾

(الحجرات : ۷۔۸)

”اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمہاری اطاعت کرتے بہت اُمور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو، تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔ اللہ کے احسان و انعام سے، اور اللہ بہت دانا اور بہت باحکمت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾ ﴾ (الفتح : ۱۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ ان اصحابِ بیعت رضوان کے لیے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سچے مؤمن

ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے، جنھوں نے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے۔''

مزید لکھتے ہیں:

''ان کے دلوں میں جو صدق وصفا کے جذبات تھے، اللہ ان سے بھی واقف ہے، اس سے ان دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ردّ ہوگیا، جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا، دل سے وہ منافق تھے۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (المجادلة: ۲۲)

''اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو رکھ دیا ہے۔ اور جن کی تائید اپنی طرف سے روح (جبرائیل) سے کی ہے۔ اور جنھیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے۔ آگاہ رہو بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

''اور جو مہاجرین و انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ (البقرة: ۱۳۷)

''اگر وہ تم (صحابہ) جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا، اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔''

سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر اہل زمین کے ایمان کا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان وزن میں زیادہ ہوگا۔''[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہ عظیم ہستیاں ہیں جو ایمان کی دعوت لے کر ساری دنیا پر چھا گئے۔ آج اگر ہمارے پاس دولت ایمانِ ہے تو یہ ان نفوسِ قدسیہ کی کاوشوں سے ہی ہم تک پہنچا ہے۔ لیکن بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جن کے ذریعے ہم تک ایمان پہنچا، آج ہم

[1] کتاب السنة از امام عبداللہ بن احمد بن حنبل: ۱/ ۳۷۸.

لوگ ان کے ایمان پر شک کرتے ہیں، اور ان کو مؤمن ثابت کرنے کے لیے مناظرے اور مباحثے منعقد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان نصیب فرمائے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ آمین ثم آمین

(۷)......ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰ ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

’’اور جو مہاجرین و انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ .))[1]

’’انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا، نفاق کی نشانی ہے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمارے محسن ہیں اور محسنوں کو یاد رکھنا اچھے لوگوں کی فطرت ہوتی ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ذریعہ سے ہم تک قرآن وسنت پہنچے ہیں۔ اگر ہم ان سے محبت نہیں کریں گے، ان کی مخالفت کریں گے یا ان کے بارے میں دلوں میں بغض وعداوت

[1] صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب علامة الايمان حب الانصار، رقم: ۱۷ / ۳۷۸۴.

رکھیں، جیسا کہ گمراہ لوگ کرتے ہیں تو ہمارا ایمان جاتا رہے گا۔ جیسا کہ امام الائمہ سیّدنا ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

((إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيْقٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّسُوْلَ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنُ حَقٌّ وَإِنَّمَا اَدّٰى إِلَيْنَا هٰذَا الْقُرآنَ وَالسُّنَنَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّمَا يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَجْرَحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْجَرْحُ أَوْلٰى بِهِمْ وَهُمْ زَنَادِقَةٌ .)) [1]

’’جب تو کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی میں نقص تلاش کرتا ہے تو تو جان لے کہ وہ زندیق ہے کیوں کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور قرآن سچا ہے اور ہم تک یہ قرآن اور سنتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعہ سے پہنچی ہیں وہ (صحابہ کے مخالف) چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو شریعت کے گواہ ہیں) پر جرح کریں تاکہ کتاب وسنت کو باطل کردیں اور جب کہ وہ خود جرح کے زیادہ مستحق اور زندیق ہیں۔‘‘

(۸)......ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝۱۶۵ ﴾ (البقرة: ١٦٥)

[1] تهذيب الكمال: ١٩/ ٩٦.

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اَوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ کاش کہ ظالم لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (تو ہرگز شرک نہ کرتے۔)''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ پر ایمان اور اللہ کی محبت، دونوں لازم وملزوم ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو بھی ویسی ہی چاہت سے ماننے لگے جیسی چاہت سے ماننا صرف اللہ ہی کے لیے ہے، تو پھر یہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو ہم پلہ بنا دینا ہوا، اور توحید الٰہی کا اعتقاد درہم برہم ہوگیا۔ مومن وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کی محبت رکھنے والا ہو۔'' (ترجمان القرآن: ۱/۳۶۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ ﴾

(المائدة: ٥٤)

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک ایسی قوم کو لائے گا، جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے، وہ نرم دل ہوں گے، مسلمانوں پر اور کافروں پر سخت دل ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بھی پرواہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت اور

زبردست علم والا ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ .))[1]

''ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرا یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرا یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔''

محبت الٰہی کا حصول:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے کہ زبانی دعوؤں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اس کا اتباع کرو، گویا کہ اس آیت نے مدعیانِ

[1] صحیح بخاري، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، رقم: ۲۱، ۱۶، ۶۰۴۱، ۶۹۴۱، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان، رقم: ۱۶۵.

محبت کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے کہ محبت الٰہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ یقیناً اپنی طلب کو پا لے گا اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ جھوٹا بھی ہے اور اس کا مقصد بھی ناکام رہے گا۔

(۹)......ایمان اور اللہ تعالیٰ سے خوف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(الاحزاب: ۷۰۔۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو، جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔''

یعنی مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور اس کی فرماں برداری اور وفاداری پر قائم رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾﴾ (السجدة: ۱۵۔۱٦)

''ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنھیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے ہیں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی اس کی رحمت اور فضل و کرم کی اُمید بھی رکھتے ہیں اور اس کے عتاب و غضب اور مؤاخذۂ عذاب سے ڈرتے بھی ہیں۔ محض اُمید ہی اُمید نہیں رکھتے کہ عمل سے بے پرواہ ہو جائیں (جیسے بے عمل اور بدعمل لوگوں کا شیوہ ہے) اور نہ عذاب کا اتنا خوف طاری کر لیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ہی مایوس ہو جائیں کہ یہ مایوسی بھی کفر و ضلالت ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۱۰)......ایمان اور اللہ سے اُمید

آیت مذکورہ بالا میں ان لوگوں کی جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت برضا و رغبت کی جائے، اس میں اُمید وخوف کی بات ہونی چاہیے نہ کہ جنت کی طلب و جہنم سے بچاؤ کی سوچ۔ تردید ہوتی ہے کہ مؤمنین کی تو یہ صفت ہے کہ اللہ رب العزت کو اُمید و خوف، یعنی اس کی رحمت، بخشش، مغفرت کے طلب گار اور جنت کے متلاشی ہوتے ہوئے، اور اس کے غضب، قہر، غصے، ناراضگی سے خوف رکھتے ہوئے، جہنم سے بچاؤ کی خاطر اس کی عبادت بجالاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝﴾ (فاطر: ۲۹)

”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔“

(۱۱)......ایمان اور اللہ کی رحمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ

مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾

(النساء: ۱۷۵)

"پس جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسے مضبوط پکڑ لیا، انھیں تو وہ عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں لے لے گا اور انھیں اپنی طرف کی راہِ راست دکھا دے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ ﴾ (التوبة: ۷۱)

"مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار، معاون اور دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

(۱۲)......ایمان اور اللہ کی یاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا o وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا o﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

"اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔"

اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی زبان پر ہر وقت، ہر گھڑی اور زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام آتا رہے، یہ کیفیت آدمی پر اُس وقت تک طاری نہیں ہوتی، جب تک اس کے خانۂ قلب میں اللہ تعالیٰ کا خیال رچ بس نہ گیا ہو۔ مثلاً وہ کھائے تو ''بسم اللہ'' کہہ کر کھائے، فارغ ہو تو ''الحمدللہ'' کہے، سوئے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اور اُٹھے تو اللہ تعالیٰ ہی کا نام لے کر اُٹھے۔ اسی طرح اپنے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کرے اور ہر نعمت ملنے پر اس کا شکر ادا کرے اور ہر وقت زبان سے اللہ کا ذکر کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (الانفال: ۴۵)

''اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو، اور بکثرت اللہ کو یاد کرو تا کہ تمھیں کامیابی حاصل ہو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴾

(البقرة: ۱۵۲)

''پس تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمھیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ

الذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾ ﴾ (الاحزاب : ۳۵)

''بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ ﴾ (الرعد : ۲۸)

''جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو! اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔''

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ أَحْیَانِہٖ .))[1]

'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ، وَأَنَا مَعَہٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہِ ، ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَإِنْ ذَکَرَنِیْ

[1] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب ذکر اللّٰہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ وغیرھا، رقم: ۸۲۶.

فِیْ مَلَإٍ ، ذَکَرْتُهُ فِیْ مَلَإٍهِمْ خَیرٍ مِنْهُمْ .)) ❶

''اللہ عزوجل کہتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔''

سیّدنا ابوہریرہ اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

((أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ.)) ❷

''ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی جماعت اللہ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے انھیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور رحمت (الٰہی) انھیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پاس رہنے والوں کے درمیان یاد کرتا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: أَنَا مَعَ عَبْدِيْ إِذَا هُوَ ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ.)) ❸

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ، رقم: ٢٦٧٥.

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، رقم: ٢٧٠٠، سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب فضل الذکر، رقم: ٣٧٩١.

❸ سنن ابن ماجة، کتاب الأدب، باب فضل الذکر: ٣٧٩٢۔ اسے علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند أحمد: ٢/ ٥٤٠۔ مستدرك حاکم: ١/ ٤٩٦۔ شرح السنة: ١٢٤٢.

جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے ہیں۔‘‘

فائدہ :...... اللہ کی یاد صرف تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ عمل جو قرآن وسنت کے موافق اور اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو وہ ذکرِ الٰہی ہے۔

(۱۳)...... ایمان اور نصرتِ الٰہی

جب اللہ رب العزت نے سیّدنا موسیٰ وسیّدنا ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جا کر دعوت دینے کا حکم دیا تو دونوں بزرگوں اور رب العزت کے مابین یہ مکالمہ ہوا:

﴿قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی o قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی o﴾ (طٰہٰ: ۴۵،۴۶)

’’دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے، جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا رہوں گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾﴾ (الروم: ۴۷)

’’اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، وہ ان کے پاس دلیلیں لائے۔ پھر ہم نے گناہ گاروں سے انتقام لیا، ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾﴾ (محمد: ۷)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کے ساتھ نصرتِ الٰہی کارگاہِ زندگی کے ہر لمحہ میں موجود رہے گی۔ خواہ وہ وسوسۂ شیطانی ہو یا لغزشِ نفسانی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۴۰ ﴾ (الحج: ٤٠)

''اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرة: ١٥٣)

''اے ایمان والو! تم صبر اور نماز سے مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اُس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝﴾ (الفتح: ٨-٩)

''یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٦٩٩.

مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اس کی صبح وشام پاکی بیان کرو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوٓا۟ أَنصَارَ ٱللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّۦنَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ ۖ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ۖ فَـَٔامَنَت طَّآئِفَةٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ وَكَفَرَت طَّآئِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا۟ ظَٰهِرِينَ ﴿١٤﴾ ﴾

(الصف : ۱٤)

’’اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے حواریوں سے فرمایا: کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں، پس بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا، تو ہم نے مؤمنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی پس وہ غالب آ گئے۔‘‘

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ جان و مال، عزت و آبرو، قول فعل، نقل وحرکت سے دل اور زبان سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تمام تر باتوں کی قبولیت میں رہیں۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ جہاں ایمان والوں کو مرنے کے بعد جنت الفردوس جیسا انعام عطا فرماتے ہیں، وہاں اس دنیا میں ان کو فتح ونصرت سے نوازتے ہیں، بشرطیکہ اہل ایمان ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنتُمُ ٱلْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝﴾ (آل عمران : ۱۳۹)

’’تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔‘‘

(۱۴)......ایمان اور اعتصام بحبل اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳ ﴾ (آل عمران : ۱۰۳-۱۰۲)

''اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو، جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمھیں بچالیا۔''

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد اس کا دین ہے، اور اس کو رسی سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف تمام اہل ایمان کو باہم ملا کر ایک منظّم جماعت بناتا ہے۔ نیز اس رسی کو ''مضبوط پکڑنے کا'' مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں اصل اہمیت ''دین'' کی ہو، اسی سے ان کو دلچسپی ہو، اسی کی اقامت میں وہ کوشاں رہیں اور اسی کی خدمت کے لیے آپس میں تعاون کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ (الحج: ۷۸)

"اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو، جیسے جہاد کا حق ہے اسی نے تمھیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس قرآن سے پہلے اور اُس میں بھی، تا کہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ، پس تمھیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس وہ کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○﴾ (آل عمران: ۱۰۰-۱۰۱)

"اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمھیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے۔ (گویہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کرسکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اور تم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھادی گئی۔"

(۱۵)......ایمان اور نماز

نماز دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے، نماز اور ایمان آپس میں مربوط ہیں، اسی بنیاد پر نماز کو کئی ایک مقامات پر اور وہ بھی مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ان

میں سے چند ایک مقامات درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَo﴾

(الانعام: ١٦٢،١٦٣)

''آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اس کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾﴾ (النساء: ١٠٣)

''پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اُٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو، اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو، یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٢﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿٤﴾﴾ (الانفال: ٢۔٤)

''بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں، جو کہ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں، ان کے لیے بڑے درجے ہیں اور ان کے رب کے پاس مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱسْتَعِينُوا بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ (البقرۃ: ۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَدْ أَفْلَحَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ ٱلَّذِينَ هُمْ فِى صَلَاتِهِمْ خَٰشِعُونَ ﴿٢﴾ ﴾

(المؤمنون: ۱۔۲)

''یقیناً ایمان والوں نے کامیابی حاصل کرلی۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّنِىٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدْنِى وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكْرِىٓ﴾

(طٰہٰ: ۱۴)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے آپ میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں:

''یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا منکر ہوتا ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۸۹۱)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ٥ إِلَّا أَصْحٰبَ الْيَمِينِ ٥ فِي جَنّٰتٍ قف يَتَسَآءَلُونَ ٥ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ٥ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ٥ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ٥﴾ (المدثر: ۳۸ تا ۴۳)

''ہر شخص اپنے کیے کے بدلے گروی ہے، سوائے دائیں طرف والوں کے، یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، پوچھیں گے مجرمین سے تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا حریث بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ .)) [1]

''بے شک آدمی سے قیامت کے دن اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب ہوگا، اگر نماز ٹھیک ہوئی تو (وہ آدمی) کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی اور اگر اس میں فساد رہا تو (وہ آدمی) گھاٹے اور خسارے میں گیا۔''

ایمان اور نماز کا آپس میں اس قدر باہمی ربط ہے کہ جو انسان اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا غفلت سے یا عمداً اس کو مؤمن کہنا تو دور کی بات شریعت اسے مسلمان بھی نہیں مانتی۔

(۱۶)......ایمان اور زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رُکن زکوٰۃ بھی ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے، جس کا ادا کرنا ہر مال دار کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت

[1] سنن الترمذي، كتاب الصلوٰة، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، رقم: ۴۱۳، علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند أحمد بن حنبل: ۲/ ۲۹۰.

المال اس کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم میں زکوٰۃ اور صدقات و خیرات کا جابجا اہل ایمان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣ ﴾

(البقرة: ٤٣)

”اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ ﴾

(البقرة: ٢٧٦)

”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے اپنے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کرلو تو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ ﴾

(الانفال: ٢-٣)

”بے شک ایمان لانے والے وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ ﴾ (المؤمنون: ١-٤)

''یقیناً ایمان والوں نے کامیابی حاصل کرلی۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾ (النور: ٥٦)

''نماز کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی تابعداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ٣٥)

''بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی

کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.)) [1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔''

(۱۷)......ایمان اور روزہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ ﴾ (البقرة: ١٨٣)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''روزہ کے حکم سے یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان کا فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا کوئی ایسی بات ہے جس میں پاکی و نیکی ہے، بلکہ تمام تر مقصود

[1] صحيح البخاري، كتاب الزكوٰة، باب البيعة على إيتاء الزكوٰة، رقم: ٢٧٠٥، ٢٧١٤، ٥٢٤، ٢١٥٧، ١٤٠١، ٥٧.

نفس انسانی کی اصلاح وتہذیب ہے۔ روزہ رکھنے سے تم میں پرہیزگاری کی قوت پیدا ہوگی، اور نفسانی خواہشوں کو قابو رکھنے کا سبق سیکھ لوگے۔''

(ترجمان القرآن: ۲۷۲/۱)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.)) [1]

''جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہوا اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(۱۸)......ایمان اور حج

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک رکن ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی ہر ادا اُس جمیلِ مطلق اور محبوبِ برحق کی محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے، پس ضروری ہے کہ جسے اُس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت واستطاعت رکھتا ہو، کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیارِ محبوب میں حاضری دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى

[1] صحیح البخاري، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایماناً واحتسابًا ونیّة، رقم: ۱۹۰۱.

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲﴾

(المائدة : ٢)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر (حج وعمرہ کے مناسک) کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، جن لوگوں نے تمھیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ڬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾﴾ (؟؟)

"اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو تمام دنیا کے لیے برکت اور ہدایت والا ہے۔ جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم (علیہ السلام) ہے، اس میں جو آئے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی راہ پا سکتے ہیں، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے ’’کفر‘‘ سے تعبیر کیا ہے، جس سے حج کی فرضیت اور اس کی تاکید میں کوئی شبہ تک نہیں رہتا۔ احادیث اور آثار میں بھی ایسے شخص کے لیے سخت وعید آئی ہے۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر)

(۱۹)......ایمان اور قربِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُوا فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣٥﴾﴾ (المائدۃ: ۳۵)

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تمہارا بھلا ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ ٱلْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُۥ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُۥٓ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۵۷)

’’جنھیں یہ لوگ پکارتے ہیں (یعنی فرشتے جن کو مشرک پکارتے تھے) خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ ترے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔‘‘

فائدہ:...... وسیلہ کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کسی مقصود کے حصول یا اس کے قرب کا ذریعہ ہو۔ ’’اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو‘‘ کا مطلب ہوگا ایسے اعمال اختیار کرو جس سے تمھیں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔

(۲۰)......ایمان اور قرآنِ حکیم

قرآنِ حکیم نطق و کلامِ انسانی کا مجموعہ نہیں، اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا کلام ہے، اور کلام بھی ایسا جو معنویت، افادیت، گہرائی اور رفعت بیان و مفہوم کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔

قرآن صرف ایک ضابطۂ اخلاق نہیں ہے، صرف ایک نظامِ زندگی نہیں ہے، صرف ایک دستورِ اجتماعی نہیں ہے، وہ علم بھی ہے اور حکمت بھی، نور بھی ہے اور ہدایت بھی، ذکر بھی ہے اور فکر بھی، عبرت بھی ہے اور موعظت بھی۔ قرآنِ حکیم جب اتنے اوصاف حسنہ سے مزین ہے تو اُس پر ایمان لانا بھی فطری اور عقلی ہر اعتبار سے ایک یقینی اور لازمی امر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۴۴﴾ ﴾ (حٰمٓ السجدة: ٤٤)

”اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجیے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دُور دراز جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ ﴾ (بنی اسرائیل: ٨٢)

”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ ۝٥٧ ﴾ (یونس : ۵۷)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے، جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں، ان کے لیے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

قرآن اوّل سے آخر تک نصیحت ہے جو لوگوں کو مہلکات اور مضرتوں سے روکتا ہے۔ دلوں کی بیماریوں کے لیے نسخۂ شفا ہے۔ قرب اور رضائے الٰہی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں رحمتِ الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

(۲۱)...... ایمان اور حدیث رسول اللہ ﷺ

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا﴾

(النساء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان لوگوں کی جو بااختیار ہیں پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

الشیخ لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

''مجاہد اور دُوسرے علمائے سلف نے کہا ہے کہ ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو'' سے مقصود قرآن وسنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو یہ حکم

دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی اختلافی مسئلہ میں قرآن وسنت کا حکم نہیں مانے گا وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ قرآن وسنت کی طرف رجوع میں ہی ہر خیر ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔'' (تیسیر الرحمٰن، تفسیر آیت مذکورہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ٦٥)

''پس، تیرے رب کی قسم ہے! وہ مؤمن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تجھے ان جھگڑوں میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں جو ان کے درمیان پڑ جائیں، پھر اپنے دلوں میں اس فیصلے سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو آپ ﷺ نے کیا اور اسے اچھی طرح (کھلے دل سے) تسلیم لیں۔''

ایک مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات: ٢)

''اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو، اور ان کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض بعض کے سامنے اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کر سکو گے۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اس آیت کے پیش نظر

مسلمانوں پر واجب ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر جمیل آئے، یا آپ کا کوئی حکم یا کوئی حدیث بیان کی جائے تو ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے، آپ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی نہ ہونے پائے، آپ کی حدیث پر کسی دوسرے کے قول کو مقدم نہ کیا جائے، چاہے وہ دنیا کا کوئی بھی انسان ہو۔'' (تیسیر الرحمٰن، ص: ۱۴۴۷)

محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ایمان کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے فرمودات پر بھی ایمان رکھنا ناگزیر ہے۔ حدیثِ رسول اللہ ﷺ کی حجیت اور اس پر ایمان رکھنے سے متعلق متعدد آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ منقول ہیں۔

(۲۲)......ایمان اور نور

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ ﴾

(البقرة: ۲۵۷)

'' ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں، وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ ﴾ (الحدید: ۱۲)

”(قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، آج تمھیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ عرصہ محشر میں پل صراط میں ہوگا، یہ نوران کے ایمان اور عمل صالح کا صلہ ہوگا، جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کرلیں گے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۲۳)......ایمان اور تقویٰ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ ﴾

(الاحزاب: ۷۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی، کھری) باتیں کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝﴾ (یونس: ۶۲-۶۳)

”یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴾ (الاعراف: ٩٦-٩٩)

’’اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔ کیا پھر ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آئے، جس وقت وہ سوتے ہیں۔ اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جس وقت وہ اپنے کھیتوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں، سو اللہ کی پکڑ سے سوائے ان کے جن کی شامت آ گئی ہو کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ: ١-٤)

’’الم۔ اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہو) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔"

تقویٰ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عطا ہے کہ جس کسی کو نصیب ہو جائے، اس کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس کا مفہوم ایک عربی شاعر درج ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:

خَلِ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا ذٰلِكَ التقٰى
واصلنع كَمَاشٍ فَوْقَ اَرْضِ الشَّوْكِ يَحْزَرُهَا يرىٰ
لَا تُحَقِّرَنَّ صَغِيْرَةً اَنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحُصٰى

"چھوٹے بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دے، یہی تقویٰ ہے۔ اور ایسے انسان کی طرح زندگی گزار جو کانٹوں کی زمین پر چلتے ہوئے دیکھ کر قدم رکھتا ہے۔ چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھ۔ کیوں کہ (بلند و بالا) پہاڑ کنکریوں کا ڈھیر ہیں۔ (یعنی چھوٹے گناہ ہی تیری تباہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔)"

(۲۴)......ایمان اور عمل صالح

ایمان کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ بھی ضروری ہیں، کیوں کہ محض ایمان انسان کو کچھ فائدہ دینے والا نہیں، انسان کی کامیابی اور کامرانی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایمان کے بعد نیک اعمال بھی پورے اخلاص کے ساتھ ادا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جا بجا عمل صالح کا ایمان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح کا بدلہ بھی بتایا گیا ہے۔ اس ضمن میں چند قرآنی آیات اور احادیث ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (المائدة : ٥)

''پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں۔ جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اس طرح کہ تم ان سے با قاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ نقصان والوں میں سے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (الاعراف : ٤٢)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلّف نہیں بناتے، وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''ایمان اور عمل صالح یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جو انسانی طاقت سے زیادہ ہوں اور انسان ان پر عمل کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، بلکہ ہر انسان ان کو بہ آسانی اپنا سکتا ہے اور ان کے مقتضات کو بروئے عمل لا سکتا ہے۔''

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

﴿ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ﴾

(سورة العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ﴾ (التين: ٤-٦)

”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ (البقرة: ٨٢)

”اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ یہود کے دعوے کی تردید کرتے ہوئے جنت وجہنم میں جانے کا اصول بیان کیا جا رہا ہے، جس کے نامۂ اعمال میں برائیاں ہی برائیاں ہوں گی، یعنی کفر و شرک (کہ ان کے ارتکاب کی وجہ سے اگر بعض اچھے عمل بھی کیے ہوں گے تو وہ بھی بے حیثیت رہیں گے) تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہیں اور جو ایمان اور عمل

صالح سے متصف ہوں گے، وہ جنتی اور جو مومن گناہ گار ہوں گے، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ اِۨلْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ﴾ (الکہف : ۸۸)

''ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْــًٔا ﴿٦٠﴾ ﴾

(مریم : ۵۹۔ ۶۰)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا، سوائے ان کے جو توبہ کرلیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ ﴾

(العنکبوت : ۵۸)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انھیں ہم یقیناً جنت کے ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کام

کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۲۲ ﴾

(الشوریٰ: ۲۱۔۲۲)

’’کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں، جنھوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں، اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ یقیناً (ان) ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے، جن کا وبال ان پر واقع ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے، وہ جو خواہش کریں گے اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے، یہی ہے بڑا فضل۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝۱۰۷ ﴾ (الکہف: ۱۰۷)

’’جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی کیے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ (الکھف : ١١٠)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ (الحج : ٥٦)

''اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں بھری جنتوں میں ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ۭ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٥٥﴾ (النور : ٥٥)

''تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا، جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے، اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان میں بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے

ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں گے، وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۚ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (الفتح : ۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں رہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ

أَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۚ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿١٠﴾ ﴾ (المؤمن: ۷۔۱۰)

''عرش کے اُٹھانے والے اور اس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے۔ پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ حق تو یہ ہے کہ اس دن جسے تو نے برائیوں سے بچالیا، اس پر تو نے رحمت کردی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، انھیں یہ آواز دی جائے گی کہ اللہ کا تم پر غصہ ہونا یقیناً اس سے بھی زیادہ ہے جو تم اپنے آپ سے غصے ہوتے تھے۔ جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے تو کفر کرتے تھے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ)) [1]

''ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم: ۹.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . قِیْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: أَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ . قِیْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ .)) [1]

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہیں اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو، اور برے کام سے رنج وقلق ہو تو تُو مؤمن ہے۔'' [2]

ایمان پر نجات کا دارومدار تو ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے۔ جس قدر اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے، اس قدر اعمال کرنے والے کی عزت ہوگی۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اعمال ایمان سے الگ نہیں ہیں بلکہ ایمان میں داخل ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی انسان اعمال تو کرتا ہے لیکن دولت ایمان سے محروم ہے تو اس کے کیے ہوئے اعمال آخرت میں اس کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔

(۲۵)......ایمان ارکانِ اسلام اور احسان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال إن الایمان هو العمل، رقم: ٢٦/ ١٥١٩.

[2] مسنـد أحمد بن حنبل : ٥/ ٢٥٢، مسند الشهاب : ٤٠٢، الایمان لابن منده: ١٠٨٨، مستدرك حاکم: ١/ ١٤، ٢/ ١٣. امام حاکم نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣﴾ (المائدة : ٣)

''آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پر رضا مند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے، بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾﴾ (آل عمران : ٨٥)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔''

سورہ النساء آیت نمبر ۱۷۱ میں اللہ کریم فرماتے ہیں: ﴿لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ ''اپنے دین میں غلو نہ کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''غلو سے بچو تم سے پہلے لوگوں کو غلو ہی نے تباہ و برباد کیا تھا۔'' [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾﴾

(الحجرات : ١٤)

---

[1] مسند احمد: ١/٣٤٧، حاكم: ١/٤٦٦، سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، رقم: ٣٠٢٩، سلسلة الصحيحة، رقم: ١٢٨٣.

''دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجیے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (الصف: ۹)

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے۔ اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.))[1]

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے: اوّل گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک (سیّدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (سچے) رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا

[1] صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس، رقم: ۸/ ۴۵۱۵، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان أركان الاسلام ودعائمه العظام، رقم: ۱۱۱.

رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ ، شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثْرُ السَّفَرِ ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ ، وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ ، وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا . " قَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهٗ ، يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيْمَانِ؟ قَالَ: " أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلَائِكَتِهٖ ، وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ . " قَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ: " أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ . " قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: " مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ . " قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: " أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا ، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ ، رِعَاءَ الشَّاةِ ، يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ . " قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ، ثُمَّ قَالَ لِيْ: "يَا عُمَرُ! أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟" قُلْتُ: أَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ . قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ .)) [1]

’’ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، تو ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا، جس کا لباس بالکل سفید اور بال نہایت ہی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی بھی اسے پہچان

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم : ٥٠، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم : ١/ ٨.

نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے استفسار کرنے لگا: اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟ ارشاد ہوا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور تو نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج کرے۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہم نے اس بات پر تعجب کیا کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور اس کی تصدیق بھی۔ پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری (ہر) تقدیر پر ایمان لائے۔'' وہ آپ ﷺ کی تائید کرتے ہوئے احسان کے بارے میں پوچھتا ہے۔ ارشاد ہوا: ''تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دکھ پاتا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔'' پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے قیامت کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' پھر اُس نے کہا: مجھے قیامت کی نشانیوں سے آگاہ فرمایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کی نشانیوں میں ہے) کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، تم دیکھو گے ننگے پاؤں، برہنہ جسم، نہایت غریب بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات بنانے پر فخر کریں گے۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب وہ چلا گیا تو میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا آپ اس پوچھنے والے کو جانتے ہیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل امین تھے جو تمھیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران : ۱۹) ''دین تو اللہ کریم کے نزدیک اسلام ہی ہے۔''

اصل دین دینِ اسلام ہی ہے اور اس کو ماننے والے مسلم اور مؤمن ہیں۔ ایمان، اسلام، احسان اور اعتقادِ قیامت یہ سب چیزیں دین اور ایمان میں داخل ہیں، یہ آپس میں مغائر نہیں ہیں، جیسا کہ اس مذکورہ بالا حدیث جبریل کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ((جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنَ الْاِيْمَانِ .)) ...... ''کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں (جو حدیث جبریل میں بیان ہوئی ہیں) کو ایمان ہی قرار دیا ہے۔''

(۲۶)......ایمان اور اسلام میں فرق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴﴾

(الحجرات : ١٤)

''دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجیے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہوگئے) حالاں کہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اسلام کیا ہے؟

اسلام کا لغوی معنی ہے: اپنے آپ کو کسی دوسرے کے سپرد کرنا، فرماں برداری اور خوشی سے کسی کا حکم بجالانا۔ شرعاً اس کا مفہوم ہے کہ: دین کے احکام اور ارکان بجالانا۔ ان میں

سب سے پہلے یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس تشریح کے اعتبار سے اسلام زبانی اقرار اور جسمانی عمل کا نام ہے۔

ایمان کیا ہے؟

لغت میں ایمان تصدیق کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں دینی عقائد ونظریات کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایمان اصطلاحِ شریعت میں چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) وہ ظاہری ایمان جس پر دنیاوی احکام کا دارومدار ہے اور جس کی وجہ سے انسان کی جان اور مال محفوظ ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی ایمان کے بارے میں رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ , وَيُقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّى دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ .))[1]

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ اس بات کی شہادت نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب انھوں نے ایسا کرلیا تو انھوں نے مجھ سے اپنی جان اور مال بچالیے، مگر یہ کہ اسلام کا کوئی حق ان پر ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔''

(۲) ایمان کی دوسری قسم وہ ہے جس پر آخرت کی نجات کا انحصار ہے اور اس میں تمام درست

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، رقم: ٢٥.

عقائد، اعمالِ حسنہ اور اخلاق محمودہ شامل ہیں اور یہی ایمان ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔ اخلاق و اعمال میں سے کسی ایک پر ایمان کا اطلاق اسی معنی کی بناء پر ہوتا ہے، مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهٗ ، لَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ .))

''جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں، اور جس میں وعدے کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔''

ایمان کے معنی مراد لیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

ایمان کے اہم اجزاء اور شاخیں باہم مساوی نہیں بلکہ ان کی دو قسمیں ہیں:

الف: اہم اجزاء جن کو ارکانِ اسلام و ایمان کہا جاتا ہے، جو حدیث جبرائیل علیہ السلام میں بیان کیے گئے: (۱) اللہ پر ایمان، (۲) فرشتوں پر ایمان، (۳) اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ایمان، (۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان، (۵) آخرت کے دن پر ایمان، (۶) اچھی اور بری تقدیر پر ایمان۔

ب: دوسرے اجزاء جن کا درجہ مندرجہ بالا اجزاء کے برابر نہیں، جن کو رسولِ اکرم ﷺ نے ستر سے کچھ اوپر بیان فرمایا ہے۔

(۳) ایمان کا تیسرا معنی وہ سکون و اطمینان اور لذت و سرور ہے جو مقربین کا حصہ ہے، قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ ﴾ (الفتح : ٤)

''اور اسی نے مومنوں کے دلوں میں سکون نازل فرمایا تاکہ ایمان میں مزید اضافے کا باعث ہو۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَزْنِی الزَّانِی حِینَ یَزْنِی وَھُوَ مُؤْمِنٌ .))

''کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یقین اور سکونِ ایمانی سے محروم ہو جاتا ہے۔''

(۴) ایمان کے چوتھے معنی ہیں تصدیقِ قلبی، اس میں تمام ضروری عناصر مثلاً ایمان بالرسل، ایمان بالکتب سب شامل ہیں۔

اگر ایمان کے بارے وارد شدہ آیات و احادیث کو انہی چار معنوں کو روشنی میں دیکھا جائے تو کسی شبہ اور غلطی کا امکان باقی نہیں رہتا۔

(۲۷)......ایمان اور دلی سکون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۟ۙ ﴾ (الفتح : ٤)

''وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا، باحکمت ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۟۠ ﴾ (الانعام : ۸۲)

''جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔''

اس دنیا میں قوت و طاقت رکھنے والوں کی کمی نہیں، حسن و جمال کے پیکر بھی ہیں، بے

حساب خزانوں کے مالک قارون بھی ہیں۔ اور باجبروت بادشاہ بھی ہیں، اگر ان سب سے پوچھا جائے کہ کیا وہ اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہیں تو جواب نفی میں ملے گا، کیونکہ سکونِ قلب کا مصدر صرف اور صرف ایمان ہے۔ اور مومن فطرت کی آواز پر لبیک کہتا ہے اور فطرت سے ہم آہنگی رکھنے والا کبھی مضطرب نہیں ہوتا۔

(۲۸)......ایمان اور فلاح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (المائدۃ: ۹۰)

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا، آستانے اور فال نکالنے کے پانسے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱)

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔''

شریعت کی نظر میں مفلح (کامیاب) وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کرے اور اس کے بدلے آخرت میں اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار پائے۔ اس کے ساتھ اگر دنیا کی سعادت بھی میسر آجائے تو کیا کہنے۔ ورنہ اصل کامیابی اور فلاح تو اُخروی ہی ہے۔ ان مذکورہ بالا آیات میں ایمان والوں کو اس (اُخروی) کامیابی ہی کی نوید سنائی گئی ہے۔

(۲۹)......ایمان اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ

فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿٨٢﴾ (البقرۃ: ۸۲)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ جنتی ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا لَا يَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا ۝﴾ (الکھف: ۱۰۷۔۱۰۸)

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی اچھے کیے یقیناً ان کے لیے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے، جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا ﴿٦٠﴾ ﴾

(مریم: ۵۹۔۶۰)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔ سوائے ان کے جو توبہ کر لیں، ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ ؕ فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الحج: ۵۶)

''اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان

اور نیک عمل والے تو نعمتوں والی جنتوں میں ہوں گے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۵۸﴾

(العنکبوت : ۵۸)

’’اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے، انھیں ہم یقیناً جنت کے ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝۱۲۴﴾

(النساء : ۱۲۴)

’’جو ایمان والا خواہ مرد ہو یا عورت نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۴۲﴾ (الاعراف : ۴۲)

’’اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلّف نہیں بناتے، وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔‘‘

اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ، ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُ

تَعَالٰی: أَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ ، فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ . شَكَّ مَالِكٌ . فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً .)) [1]

''جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر نہر حیات میں ڈالے جائیں گے، اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتَّى تَحَابُّوْا ، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ .)) [2]

''تم جنت میں نہیں جا سکتے یہاں تک کہ مؤمن بن جاؤ، اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہاری ایک ایسی چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں کہ جب تم اس کو کرو تو تمہاری ایک دوسرے سے محبت ہو جائے؟ (فرمایا) آپس میں سلام (السلام علیکم) عام کر دو۔''

ان دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ جس کے دل میں کم سے کم بھی ایمان ہوگا، وہ کسی نہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الأعمال، رقم الحدیث: ۲۲/ ۴۵۸۱، ۴۹۱۹، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹.

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة الا المؤمنون، رقم: ۱۹۵.

کسی طرح جہنم سے مشیت الٰہی کے تحت گناہوں کی سزا بھگت کر چھٹکارا پا لے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے۔

(۲۹)......ایمان اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝﴾ (الواقعۃ: ۷۔۱۴)

''اور تم تین جماعتوں میں ہوجاؤ گے، پس داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (الشعراء: ۹۰)

''اور پرہیزگاروں کے لیے جنت بالکل قریب کردی جائے گی۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً مؤمن کے لیے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا ایسا خیمہ ہے، جو (رہائش کے لیے) اندر سے خالی ہے اور اس کی لمبائی یا چوڑائی ساٹھ میل ہے۔ اس کے ایک کنارے پر (جنتی کے) گھر والے ہوں گے، جو کہ (دوسرے کنارے والوں) کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مؤمن ان سب کے پاس جائے گا، اور مومن کے

لیے دو محل ایسے ہوں گے جن کے برتن و دیگر اشیاء سونے کی ہوں گی۔ جنتیوں اور ان کے رب کے درمیان، جنت عدن میں سوائے رب کی کبریائی کی چادر کے سوا کچھ نہ ہوگا۔'' [1]

اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے بھی درجات ہیں اور ان کو یہ درجات اعمال سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر کسی انسان کے اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے تو اس کی قدر زیادہ کی جائے گی اس آدمی کی نسبت جس کے نامہ اعمال میں برے اعمال ہوں گے۔

(۳۰)......ایمان اور مؤمنین کی ایک دوسرے پر فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ ﴾ (الواقعۃ: ۸۸۔۹۱)

''پس جو کوئی بارگاہِ الٰہی سے قریب ہوا ہوگا۔ اسے تو راحت ہے، اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے تو بھی تیرے لیے سلامتی ہے کہ تو داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٣٢﴾ ﴾ (الفاطر: ۳۲)

''پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب (قرآن) کا وارث بنایا جن کو ہم نے

---

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی صفة الخیام: ۲۸۳۸.

اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا، پھر بعض تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں، یہ بہت بڑا فضل ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اُمت محمدیہ کی تین قسمیں بیان فرمائی۔ یہ پہلی قسم ہے، جس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو بعض فرائض میں کوتاہی اور بعض محرمات کا ارتکاب کر لیتے ہیں، یا بعض کے نزدیک وہ ہیں جو صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں، انھیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس لیے کہا کہ وہ اپنی کچھ کوتاہیوں کی وجہ سے اپنے کو اس اعلیٰ درجے سے محروم کر لیں گے جو باقی دو قسموں کو حاصل ہوں گے۔

دوسری قسم یعنی یہ ملے جلے عمل کرتے ہیں یا بعض کے نزدیک وہ ہیں جو فرائض کے پابند، محرمات کے تارک تو ہیں لیکن کبھی مستحبات کا ترک اور بعض محرمات کا ارتکاب بھی ان سے ہو جاتا ہے۔ یا وہ جو نیک تو ہیں لیکن پیش پیش نہیں ہیں۔

تیسری قسم والے یہ وہ ہیں جو دین کے معاملے میں پچھلے دونوں سے سبقت کرنے والے ہیں۔'' (تفسیر احسن البیان)

ایک طویل حدیث میں سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَا أَنْتُم بِأَشَدَّ لِی مُنَاشَدَةً فِی الْحَقِّ ، قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِی إِخْوَانِهِمْ ، يَقُولُونَ :رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا ، وَيَصُومُونَ مَعَنَا ، وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، وَيُحَرِّمُ اللَّهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ ، وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِی النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ ،

وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ . فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَان فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا . قَالَ: أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾ .))[1]

’’تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے۔ اور جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انھیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے : اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے، (ان کو دوزخ سے نجات دے دے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکال لو اور اللہ ان کے چہروں کو دوزخ پر حرام کردے گا۔ چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض کا تو جہنم میں قدم اور آدھی پنڈلی جلی ہوئی ہے۔ چنانچہ جنھیں وہ پہچانیں گے انھیں دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے مزید فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لو۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے نکالیں گے، پھر وہ واپس آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اسے نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ جن کو پہچانتے ہوں گے نکالیں گے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے

[1] صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قوله تعالىٰ: ﴿وجوه يومئذ ناضرة. الى ربها ناضرة﴾ رقم: ٧٤٣٩۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب معرفة طريق الروية، رقم: ٤٥٤.

اس پر کہا: اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو: بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ . قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ إِيمَانٍ مَكَانَ مِنْ خَيْرٍ .)) [1]

''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر بھی خیر ہے تو وہ (ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا، اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) ضرور نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر چیز ہے، اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔''

سیّدنا امام ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابان رحمہ اللہ نے بروایت قتادہ رحمہ اللہ بواسطہ انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی جگہ ایمان کا لفظ نقل کیا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی کہ اہل ایمان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہ فضیلت اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہے، جس قدر انسان نیک اعمال زیادہ کرے گا، اسی قدر ایمان بڑھتا چلا جائے گا اور اگر انسان برائیوں میں پڑ جائے گا تو اس کے ایمان میں کمی آئے گی، اور اس کا مقام گھٹ جائے گا۔ (جو انسان ایمان کی کمی وبیشی کا عقیدہ رکھتا ہے وہ تو اس بات کو تسلیم کرے گا جبکہ ﴿لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ﴾ کے عقیدہ والا آدمی اس

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، رقم: ٤٤، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، رقم: ٤٦٩.

بات کو نہیں مانے گا کیونکہ اس کے نزدیک سب ایمان والوں کا ایمان برابر ہے۔)

(۳۱)......ایمان اور نجات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣ ﴾

(سورة العصر)

’’قسم ہے زمانے کی! بے شک انسان خسارے میں ہے۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝٢٢ ﴾

(الشوریٰ: ۲۲)

’’آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے، جن کا وبال ان پر واقع ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے، وہ جو خواہش کریں گے، اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے، یہی ہے بہت بڑا فضل۔‘‘

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ

مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هَذِهِ الَّتِي مَعَكَ قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِي وَاللَّهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ . قَالَ الْأَعْرَجُ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ تُصَلِّي وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوهَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَعْطُوهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً .)) [1]

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ (نمرود کے ملک سے) ہجرت کی تو ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ رہتا تھا یا (یہ فرمایا کہ) ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا، اس سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کسی نے کہہ دیا کہ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت عورت لے کر یہاں آئے ہیں، بادشاہ نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے ابراہیم! یہ عورت جو تمہارے ساتھ ہے، تمہاری کیا لگتی ہے؟ انھوں

[1] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء المملوك من الحربی وهبته وعتقه، رقم: ۲۲۰۷، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ابراهیم الخلیل علیہ السلام، رقم: ۲۳۷۱.

نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ پھر جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو ان سے کہا میری بات نہ جھٹلانا، میں تمھیں اپنی بہن کہہ آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! آج روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے سارہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ کے ہاں بھیجا، یا بادشاہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ اس وقت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑی ہوگئی تھیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان رکھتی ہوں، اور اگر میں نے اپنے شوہر کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے، تو تو مجھ پر ایک کافر کو مسلط نہ کر۔ اتنے میں وہ بادشاہ تھرایا اور اس کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔''

امام اعرج فرماتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ''سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حضور دُعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ چنانچہ وہ پھر چھوڑ دیا گیا۔ اور سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا۔ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگیں اور دُعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر (ابراہیم علیہ السلام) کے سوا اور ہر موقع پر میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔'' چنانچہ وہ پھر تھرایا کانپا اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ نے بیان کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی دُعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ بھی وہ بادشاہ چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ کہنے لگا کہ تم لوگوں نے میرے یہاں ایک شیطان بھیج دیا ہے۔ اسے سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس لے جاؤ اور انھیں آجر (سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا) بھی دے دو۔ پھر سارہ رضی اللہ عنہا، ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ساتھ ایک لڑکی بھی دلوادی۔''

ایمان ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو دنیا میں مصائب سے نجات دلاتی ہے۔ اور آخرت میں کامیابی کا سبب بنتی ہے۔

نوٹ :......سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے توریہ سے کام لیا تھا۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا دونوں سیّدنا آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لیے بہن بھائی ہیں۔

(۳۲)......ایمان اور حشر کا میدان

دراصل میدانِ حشر آخرت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ صور پھونکے جانے کے بعد لوگ میدانِ حشر کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، اس وقت لوگوں کی مختلف حالتیں ہوں گی اور اس میدان سے کوئی بھی راہِ فرار نہیں پا سکے گا۔ اور وہ ایسا دن ہے کہ جس کا اہل ایمان سے وعدہ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ (النساء: ۱۰۳)

''وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انھیں غمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ﴾

(النمل: ۸۹)

''جو لوگ نیک عمل لائیں گے، انھیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا، اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾﴾

(عبس: ۳۸۔۳۹)

"اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے۔ (جو) ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔"

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اہل ایمان کے لیے قیامت کا دن ظہر اور عصر کے درمیانی وقفہ کے برابر ہوگا۔" ❶

(۳۳)......ایمان اور میزان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝﴾ (القارعة: ٦ـ ١١)

"پس جس کا ترازو بھاری ہوگیا، وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔ اور جس کا ترازو ہلکا ہوگیا۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝﴾ (الاعراف: ٨ـ ٩)

"اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا، سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے، اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ یہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔"

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

❶ مستدرك حاكم: ١/ ٨٤.

”ان آیات میں وزنِ اعمال کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے جو قیامت والے دن ہوگا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ترازو میں اعمال تولے جائیں گے،جس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوگا، وہ کامیاب ہوگا اور جس کا بدیوں والا پلڑا بھاری ہوگا وہ ناکام ہوگا۔“

مسئلہ میزان اور وزن پر بحث کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

”بہرحال میزان اور وزنِ اعمال کا مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس کا انکار یا اس کی تاویل گمراہی ہے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کے انکار کی اب کوئی مزید گنجائش نہیں کہ بے وزن چیزیں بھی تولی جانے لگی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ روزِ قیامت ہمارا میزان اپنی رحمت خاص سے وزنی فرما دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ ﴾ (الانبياء: ٤٧)

”قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو کو درمیان میں لا رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا۔ ہم اسے لا حاضر کریں گے۔ اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ﴾ (الكهف: ١٠٥)

”یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کی آیات اور ملاقات سے کفر کیا۔ اس لیے ان کے اعمال ضائع ہوگئے۔ پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔“

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ . وَقَالَ إِقْرَءُ وْا: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ○﴾ .)) ❶

''بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو: قیامت کے دن ہم ان کے لیے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر ایمان لائے جنت، جہنم اور میزان پر ایمان لائے۔ موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے۔ نیز اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔'' ❷

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' کافر تہامہ پہاڑ کے برابر (نیک اعمال) لے کر آئے گا لیکن اس کا وزن کچھ بھی نہیں ہوگا۔'' ❸

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ کل قیامت والے دن اعمال کا وزن ہوگا برخلاف معتزلہ کے۔ اور وہی اعمالِ خیر میزان حشر میں وزن ہوں گے۔ جو ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے کیے گئے ہوں گے۔

(۳۴)......ایمان اور گناہ

ایمان ایک ایسی عظیم قوت ہے کہ جس آدمی کے دل میں بس جائے، اللہ تعالیٰ اس کے پاداش میں، اُس کی برائیاں ختم کردیتے ہیں، اور روزِ قیامت اُس کو جنت کے اعلیٰ مقامات

---

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب اولئك الذین کفروا بآیات ربهم، رقم: ٤٧٢٩.

❷ شعب الایمان للبیهقی : ١/ ١١٢، ١١٣، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢٧٩٨ واللفظ له.

❸ تفسیر ثعلبی: ٦/ ٢٠١.

سے نوازتے ہیں، اسی ضمن میں چند قرآنی آیات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾﴾ (الحجرات: ١١)

''اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اُڑائیں ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اُڑائیں ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق برا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾﴾ (التغابن: ٨۔٩)

''سو تم اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل پر باخبر ہے۔ جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہی دن ہے ہار جیت کا اور جو شخص اللہ پر ایمان لا کر نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دُور کردے گا۔ اور اسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے،

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (الصف: ۱۰۔۱۲)

اے ایمان والو! کیا میں تمہاری اس تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمھیں ان جنتوں میں پہنچائے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں، جو ہمیشگی والی جنت میں ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

(العنکبوت: ٦۔٧)

’’اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ بے شک اللہ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو اس سے دُور کردیں گے اور انھیں ان کے نیک اعمال

کے بہترین بدلے دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ ﴾

(الانفال: ۲۹)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے، تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں۔''

غلطی کا مرتکب ہو جانا یہ انسانی فطرت ہے، جب کہ غلطی کر کے اس پر ڈٹ جانا یہ مستحسن عمل نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ غلطی کر کے اس کا ازالہ کرتے ہیں انھیں ہر کوئی اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہی کیفیت ایمان والوں کی بھی ہے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے رب سے اس کی معافی مانگ کر اس کو راضی کر لیتے ہیں۔

(۳۵)......ایمان اور شرک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ ﴾

(الانعام: ۸۲۔۸۳)

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، ایسے لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔ اور یہ ہماری حجت تھی وہ جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی

تھی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا ربّ بڑا حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ کی تفسیر ’’صحیح بخاری‘‘ میں منقول ہے۔ چنانچہ مفسر کبیر سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

((لَمَّا نَزَلَتْ : ﴿اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.)) [1]

’’سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اُتری: کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم (گناہ، زیادتی، غلطی، کوتاہی وغیرہ) نہیں کیا؟ تب اللہ تعالیٰ نے (سورۂ لقمان کی) یہ آیت اُتاری کہ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘

شرکِ کی مذمت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾﴾ (التوبة: ١١٣ـ١١٤)

’’پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے دُعائے مغفرت کریں اگرچہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے دُعائے مغفرت مانگنا وہ

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب ظلم دون ظلم رقم: ٣٢، ٣٣٦٠، ٤٧٧٦، ٣٤٢٩.

صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (التوبة: ٢٨)

''اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں، اگر تمھیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمھیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾﴾

(الزمر: ٤٥)

''اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اور جب اس کے سوا (اوروں کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شِفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا.))[1]

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب اختبأ النبى ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، رقم: ٣٩١.

''ہر نبی کے لیے ایک دُعا ہے قبول کی ہوئی، پس ہر نبی نے اپنی دُعا کرنے جلدی کی اور میں نے اپنی دُعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تک مؤخر کردیا اور تو یہ (ہر اُس شخص تک) پہنچنے والی ہے، جو فوت ہوا میری اُمت میں سے اور شرک سے بچ بچا کر زندگی گذار گیا۔''

جب ایک انسان ایمان لے آتا ہے تو اس پر شرک کے سارے دروازے بند ہوجاتے ہیں، کیوں کہ وہ امن والا ہوجاتا ہے۔ اور قرآنِ مجید سے یہ بات معلوم ہے کہ جو مؤحد ہے اسے ضرور امن ملے گا، چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی انسان ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد شرک جیسے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔ کیوں کہ شرک ایمان کو بالکل ضائع کردیتا ہے۔

(۳۶)......ایمان اور طاغوت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ: ۲۵۶)

''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت یقیناً ضلالت سے واضح ہوچکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ

الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾ (النحل : ٣٦)

''ہم نے ہر اُمت میں رسول (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ ﴾

(یٰسٓ : ٦٠ ـ ٦١)

''اے اولادِ آدم علیہ السلام! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا، سیدھی راہ یہی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾ ﴾ (النساء : ٦٠)

''کیا آپ نے انھیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔ حالاں کہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انھیں بہکا کر دور ڈال دے۔''

طاغوت:

یہ طغیان سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب ہے، مقرر حد سے آگے بڑھ جانا، شیطان، کاہن اور ہر اُس چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے اللہ کے سوا پوجا جائے اور وہ اس پر راضی اور خوش ہو۔

(۳۷)......ایمان اور سود

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ ذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ ۚ وَ إِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ وَ لَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۹﴾ وَ إِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ ۚ وَ أَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۸۰﴾ ﴾

(البقرۃ: ۲۷۸۔ ۲۸۰)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے، اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے۔ اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۖ وَ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ (آل عمران : ۱۳۰۔۱۳۱)

”اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ تمھیں کامیابی ملے۔ اور ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”سود اس قدر اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ناپسندیدہ ہے کہ سود خود انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی وعید سنائی ہے جو اور کسی معصیت کے ارتکاب پر نہیں دی۔ اسی لیے سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”مملکت اسلامیہ میں اگر کوئی شخص سود چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اُڑا دی جائے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

سودی نظام کے برعکس اللہ تعالیٰ نے لین دین میں قرض کا نظام متعارف کروایا ہے جو ہمدردی، تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام ہے۔ مسلمان خود ہی اس بابرکت اور رحمت اور نظامِ الٰہی کو نہ اپنائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور اور اللہ تعالیٰ پر کیا الزام؟ کاش مسلمان اپنے دین کی اہمیت وافادیت کو سمجھ لیں اور اس پر اپنا نظامِ زندگی استوار کرلیں۔

(۳۸)......ایمان اور غیبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(الحجرات : ۱۲)

”اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں، اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی

بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

درج ذیل حدیث مبارکہ میں غیبت کی تعریف کی گئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا یَكْرَهُ . قِیْلَ: أَفَرَأَیْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ یَكُنْ فِیْهِ، فَقَدْ بَهَتَّهُ .)) [1]

''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: (دوسروں کے سامنے) کسی کی برائی کو بیان کرنا جسے وہ ناپسند سمجھے۔ پوچھا گیا اگر میری بیان کردہ برائی میرے بھائی میں موجود ہے تو؟ فرمایا: اگر تیری بیان کردہ برائی اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان طرازی کی ہے۔''

اس حدیث میں وارد غیبت اور بہتان اپنی اپنی جگہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں، اور مؤمن ایسے جرائم سے اجتناب کرتا ہے۔ پھر غیبت کہ جس کو مردار بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے اب مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو کوئی پسند نہیں کرتا، لیکن غیبت آج کے معاشرے کے لوگوں کی مرغوب غذا بن چکی ہے۔ اور یہ اس قدر میٹھا گناہ ہے کہ انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا اور یہ اس کو کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!!

(۳۹)......ایمان اور خیانت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الغیبة، رقم: ۲۵۸۹.

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○﴾ (الانفال: ۲۷۔۲۸)

"اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت نہ کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو، اور جب کہ تم جانتے ہو۔ اور تم اس بات کو جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں لفظ خیانت تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں کو شامل ہے۔ فرائض میں سستی، اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کا انکار، مسلمانوں کے راز کافروں کو بتانا اور اس جیسے دوسرے گناہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت میں داخل ہیں۔ امانتوں میں خیانت یہ ہے کہ کوئی آدمی مالِ غنیمت سے کوئی چیز چرالے یا اگر کسی دوسرے مسلمان نے اس کو اپنے راز، مال اور اہل وعیال کا امانت دار بنایا ہے تو اس میں خیانت کرے اس کا مال ہڑپ کر جائے، اس کے رازوں کو طشت از بام کرے۔

نبی اکرم ﷺ اپنے اکثر خطبوں میں امانت کی تاکید کرتے ہوئے کہتے تھے:

((لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ .))[1]

"کہ اس کا ایمان نہیں جس کے اندر امانت کی پاسداری نہیں، اور اس کا دین نہیں، جس کے اندر عہد و پیمان کی پابندی کا احساس نہیں۔"

(۴۰)......ایمان اور ریاکاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ

[1] مسند أحمد بن حنبل: ۲/ ۱۳۵. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "جید" کہا ہے۔ تعلیقات الألبانی علی المشکوٰۃ.

كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶۴﴾ (البقرۃ: ۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، اس شخص کی جو اپنا مال دکھلاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور نہ قیامت پر، کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے، جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا۔''

اس آیت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ احسان جتلانا اور ریاکاری کے لیے خرچ کرنا یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ یہ کام منافق لوگوں کا ہے۔ پھر ریاکاری کی نیت سے خرچ ہونے والے مال کو ایک ایسی چٹان سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس پر مٹی ہے اور آدمی اس میں پیداوار کی خاطر بیج بودے لیکن بارش کا ایک جھٹکا، بیج سمیت مٹی کی صفائی کے لیے کافی ہے۔ یعنی جس طرح بارش اس پتھر پر موجود بیج کے لیے نفع مند ثابت نہیں ہوئی، بعینہٖ اسی طرح ایک ریاکار انسان کے جو اعمال ہیں اس کے لیے آخرت میں بالکل سود مند نہیں ہوں گے۔

ریاکاری پر تفصیلاً بات ''شرکِ اصغر'' کی بحث میں ہو چکی ہے۔

(۴۱)......ایمان اور بخشش

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ o رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o﴾ (المؤمن: ۷۔۹)

''عرش کے اُٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی والی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے (بھی ان) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کردی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا﴾ (نوح: ۲۸)

''اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی چیز میں نہ بڑھا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ (الحشر: ۱۰)

’’اور جو لوگ ان کے بعد آئیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾ ﴾

(الحدید: ۲۱)

’’(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے۔ یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۵۔۱۶)

’’آپ کہہ دیجیے کیا میں تمھیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟ متقی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، جن

میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما! اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

ایمان ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے بہت ہی قریب کر دیتی ہے۔ پھر اگر انسان کا ایمان اعمالِ صالحہ سے مزین اور کبائر کے ارتکاب سے پاک ہو تو اس کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ خود ہی معاف کرتے چلے جاتے ہیں، پھر سب سے بڑا انعام ان فرشتوں کی دعائے مغفرت کی صورت میں ایمان والوں کو مل رہا ہے جو عرشِ الٰہی کو تھامے ہوئے رب کی حمد و تسبیح کے ساتھ ایمان والوں کی بخشش کی دُعائیں بھی کر رہے ہیں۔

(۴۲)......ایمان اور جہنم سے چھٹکارا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۹۱۔۱۹۴)

"جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب

سے بچالے۔ اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا، اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا باآواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے ربّ پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ یا الٰہی! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دُور کردے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾﴾ (مریم: ۸۵۔۸۶)

''جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطورِ مہمان کے جمع کریں گے۔ اور گناہ گاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''وَفْدٌ، وَافِدٌ کی جمع ہے، جیسے رَکْبٌ رَاکِبٌ کی جمع ہے، مطلب یہ ہے کہ اُنھیں اونٹوں، گھوڑوں پر سوار کرا کے نہایت عزت و احترام سے جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ وِرْدًا کے معنی پیاسے، اس کے برعکس مجرمین کو بھوکا پیاسا جہنم میں ہانک دیا جائے گا۔'' (تفسیر احسن البیان)

اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءِ وَلَا شُهَدَاءِ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ . قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللّٰهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطُوْنَهَا فَوَاللّٰهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ

لَنُوْرٌ وَإِنَّهُمْ عَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ ، وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (یونس : ٦٢) .))[1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو کہ نبی اور شہید تو نہیں ہیں، لیکن انبیاء وشہداء قیامت کے دن ان کی اللہ کے ہاں قدر ومنزلت کی بناء پر ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ بغیر کسی رشتہ داری اور ایک دوسرے سے مال حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں صرف اللہ کے حکم کی وجہ سے باہم محبت کریں گے۔ پس اللہ کی قسم! یقیناً ان کے چہرے نور (سے منور) ہوں گے، اور یقیناً وہ خود بھی نور پر ہوں گے، (روزِ قیامت) جب لوگ خوف زدہ اور غمگین ہوں گے، وہ خوف دہ نہ ہوں گے نہ غمگین۔ اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''خبردار! اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ، ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ ، فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ . فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً .))[2]

''جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ

---

[1] سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب في الرهن، رقم: ٣٥٢٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔
[2] صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان في الأعمال، رقم : ٢٢.

ارشاد فرمائیں گے: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے، (یہاں راوی مالک کو شک ہو گیا ہے) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔''

یہ اہل ایمان ہی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نجات دلائیں گے، یہاں تک کہ جس انسان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوا، وہ کسی نہ کسی طرح مشیتِ ایزدی سے جہنم سے چھٹکارا حاصل کر لے گا۔ اور جن کے پاس ایمان کی زیادتی ہو گی ان کو تو اللہ تعالیٰ جہنم کی لو بھی نہیں لگنے دیں گے۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نجات کا دارومدار ایمان پر ہے۔ جس انسان کے پاس ایمان ہے، اسے نجات ملے گی، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے، جس قدر انسان کے اعمال اچھے ہوں گے، اس قدر اس کو جنت میں زیادہ عزت و احترام سے نوازا جائے گا۔

(۴۳)......ایمان اور عزت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ ﴾ (المنافقون: ۸)

''یہ (منافقین) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا، سنو! (ذرا غور سے سنو!) عزت تو

صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران : ۱۳۹)

’’تم نہ سستی دکھاؤ اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان والے ہو۔‘‘

ایک عزت اور بزرگی تو وہ ہے جو ایک انسان کو بلحاظ انسان حاصل ہے، لیکن اگر وہ صاحب ایمان ہو تو عزت وشرف کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہوجاتا ہے۔ اور اللہ کی نظر میں نہایت معزز ومحترم ٹھہرتا ہے۔ اسے دنیا میں غلبہ اور مقام قیادت و سیادت نصیب ہوتا ہے۔ اس کا ہر فعل اصلاحِ اعمال کا معیار اور ہر قول محکم ومعتبر ہوتا ہے۔ اس کی رضامندی اور ناراضگی خالصتاً اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ غرض یہ ایمان ہے جو انسان کو سطح خاک سے اُٹھا کر اوجِ افلاک پر پہنچا دیتا ہے۔

ومـمّـا زادنـی شـرفًا وعزًّا   ولدتُّ باحمصی أَطأ الثُرىّا

آج ہم عزت کا معیار دنیاوی جاہ وجلال اور حسب ونسب کو سمجھتے ہیں، حالانکہ عزتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور معزز بھی وہی ہے، جسے وہ معزز سمجھے نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو معزز یا اہل دنیا جس کو معزز سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے صرف اور صرف اہل ایمان ہوں گے۔

(۴۴)......ایمان اور آپس میں محبت

اہل ایمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار اور دوست ہوتے ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے صدقِ دل سے ایمان لانے کا، اس ضمن میں چند قرآنی آیات اور احادیث ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْۢ بَغَتْ إِحْدٰىهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰٓى أَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ فَآءَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا ۖ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۞ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۞ ﴾

(الحجرات : ۹ ـ ۱۰)

’’اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے، لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پس اگر وہ لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کروادو۔ اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو!) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (التوبۃ : ۷۱)

’’مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی بات

مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غلبے اور حکمت والے ہیں۔‘‘

اور سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) ❶

’’ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رکھتا ہے، (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں، (یعنی قینچی کی طرح کرلیا۔)‘‘

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحِمِهِمْ وَتَعَاطِفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى .)) ❷

’’مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے، ایسے کہ نیند اُڑ جاتی ہے، اور جسم بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے۔‘‘

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ .)) ❸

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، رقم: ٦٠٢٦، ٤٨١، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ٢٥٨٥.

❷ صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الناس بالبهائم، رقم: ٦٠١١، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ٢٥٨٦.

❸ صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب من الإيمان ان يحب لأخيه ما يحب لنفسه، رقم: ١٣، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان ان يحب لأخيه، رقم: ٧١/ ٤٥.

”تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

ایمانی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اخوتِ اسلامی کا نام دیا ہے تو جب ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہوں گے تو ان سب کی اصل ایمان ہے اور اس اصل (ایمان) کا تقاضا ہے کہ ایک ہی دین پر ایمان رکھنے والے ایک دوسرے کے دست و بازو اور مونس و خیر خواہ بن کر رہیں۔ بقولِ شاعر

اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی باہمی محبت کو عمارت سے تشبیہ دی کہ جس طرح عمارت کے پتھر ایک دوسرے کو تھامے رہتے ہیں، ایسے ہی مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کی قوتِ بازو ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان پر کہیں ظلم ہو تو دوسرے اس کی امداد کو اُٹھ کھڑے ہوں۔

کاش! امت مسلمہ اپنے پیارے رسولِ مقبول ﷺ کی اس پیاری نصیحت کو یاد رکھتی تو آج یہ تباہ کن حالات نہ دیکھتے پڑتے کہ

نہیں دستیاب اب دو ایسے مسلماں
کہ ہوا ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

(۴۵)......ایمان اور اخلاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۴ ﴾

(آل عمران : ١٣٤)

”جو لوگ آسانی میں اور تنگی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں،

غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔''

اخلاق حسنہ کی اہمیت وفضیلت درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .))❶

''مؤمنین میں سب سے زیادہ کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جس کا اخلاق اچھا ہے۔''

سیّدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَیْءٍ أَثْقَلَ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيَبْغَضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ .))❷

''مؤمن بندے کے میزان میں قیامت کے دن اچھے اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ بدکار اور بدکلام آدمی کو ناپسند فرماتا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرَ مَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ ، قَالَ: تَقْوَی اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ . وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرَ مَا یَدْخُلُ النَّاسَ النَّارَ . قَالَ: الْفَمُ وَالْفَرَجُ .))❸

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کون سی چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔ اور آپ

---

❶ سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الإیمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٢، مسند أحمد: ٢/ ٢٥٠، صحیح ابن حبان، رقم: ٤٧٩، شرح السنة: ٢٣٤١. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٢، سلسلة الصحیحة، رقم: ٨٧٦.

❸ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن الإسناد'' کہا ہے۔

سے پوچھا گیا: کس وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے (یعنی جہنم میں لے کر جانے والی کون سی چیز ہوگی؟) آپ ﷺ نے فرمایا: (انسان کی) زبان اور شرمگاہ۔''

اچھا اخلاق ایک ایسی صفت ہے جس سے انسان کائنات کو تسخیر کرسکتا ہے، انسان کا اچھا برتاؤ دکھی دل کو راحت پہنچا سکتا ہے، اور حُسنِ اخلاق مردہ دل انسان کو نئی زندگی سے ہمکنار کرسکتا ہے، کیوں کہ اخلاق ایک ایسی چیز ہے جس سے سخت دلوں کو نرم اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا جاسکتا ہے۔ اور اچھا خُلق ایمان کو مزین کر دیتا ہے۔ اور اس جہاں میں انسان کے وقار اور قد کاٹھ کو بڑھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسن اخلاق پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے فرمایا: ((بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ .)) ...... ''کہ مجھے بہتر اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔'' گویا سارے دین اسلام کی اساس اچھا اخلاق ہے۔

(۴۷)......ایمان اور شرم وحیاء

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيْمَانِ .))[1]

''ایمان کے ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر (یہاں راوی کو شک ہوا ہے) اجزاء ہیں، ان میں افضل ترین لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان میں شامل ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم: ۹، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وأفضلها وأدناها، رقم: ۵۸ /۳۵ واللفظ له.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَان .))❶

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے کہ وہ اپنے ایک بھائی سے کہہ رہا تھا کہ تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو؟ آپ نے اس انصاری سے فرمایا: اس کو اس کے حال پر رہنے دو، کیوں کہ حیاء بھی ایمان ہی کا حصہ ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا ، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ .))❷

''ہر مذہب میں ایک اچھی صفت ہے اور اسلام کی صفت شرم وحیاء ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ .))❸

''بے حیائی جس چیز میں بھی ہو اس کو بدزیب بنا دیتی ہے اور حیاء ہر چیز کو زینت دے دیتی ہے۔''

حیاء طبیعت کے انفعال کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی ایسے کام کے نتیجہ میں پیدا ہو جو کام عرفاً یا شرعاً مذموم، برا اور بے حیائی سے متعلق سمجھا جائے۔ حیا و شرم ایمان کا اہم ترین درجہ ہے۔ بلکہ جملہ اعمالِ خیرات کا مخزن ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب الحياء من الايمان، رقم: ٢٤، ٦١١٨، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان وأفضلها وأدناها، رقم: ٥٩/ ٣٦.

❷ سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الحياء، رقم: ٤١٨١، سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ٦٩٤٠.

❸ سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء فى الفحش، رقم: ١٩٧٤ـ اسے علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے، سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب الحياء، رقم: ٤١٨٥، مسند أحمد: ٣/ ١٦٥، مصنف عبدالرزاق، رقم: ٢٠١٤٥، شرح السنة للبغوی، رقم: ٣٥٩٦، ابن حبان، رقم: ٥٥١.

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلىٰ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ، فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .))❶

''کہ پہلی نبوتوں کے احکام سے جو چیز لوگوں نے پائی ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تو حیا کا دامن چھوڑ دے تو جو جی میں آئے کرتا رہ۔''

اس حدیث مبارکہ میں یہ وضاحت فرمائی گئی ہے کہ حیاء سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ہر جگہ موجود رہی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ حیاء دار انسان برائی کے ارتکاب سے دُور رہتا ہے۔ جب کہ حیاء کا دامن چھوڑ دینے والا ہر قسم کی بے ہودگی کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ عربی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے

إذا المرء لم يدنس بن اللؤم عرضه
فكل رداء يرتديه جميلُ

''جب لعنت و ملامت سے کسی انسان کی عزت پر حرف نہ آئے تو وہ جو بھی لباس پہن لے خوبصورت ہے۔''

(۴۸)......ایمان اور صبر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ

❶ صحيح البخاري، كتاب الادب، رقم: ٦١٢٠.

﴿مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾﴾

(البقرة : ۱۵۳۔۱۵۷)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے، اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے، جنھیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی رحمتیں اور نوازشیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں: آرام و راحت (نعمت) کی یا تکلیف و پریشانی کی نعمت میں شکر الٰہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے استعانت کی تاکید ہے۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک محرمات اور معاصی کے ترک اور اس سے بچنے پر اور لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر۔ دوسرا احکامِ الٰہیہ کے بجالانے میں جو مشقتیں اور تکلیفیں آئیں، انھیں صبر و ضبط سے برداشت کرنا۔''
(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ﴿١﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿٢﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾﴾

(سورة العصر)

''زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے

جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔''

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.))[1]

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اگر اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اس میں اس کے لیے خیر ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، اس حالت میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔''

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثٌ، لَمْ يَبْلُغُوْا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ.))[2]

''اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے نتیجے میں جو ان بچوں سے وہ رکھتا ہے، مسلمان (بچے کے ماں، باپ) کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: ابْنَ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدَمَةِ الْأُوْلٰى، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ.))[3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمرة كله خير، رقم: ٢٩٩٩.

[2] صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولدٌ فاحتسب، رقم: ١٢٤٨، ١٣٨١.

[3] سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب فى الصبر على المصيبة، رقم: ١٥٩٧، مسند أحمد بن حنبل: ٥/ ٢٥٨، الأدب المفرد: ٥٣٥۔ اسے علامہ البانی نے ''حسن'' کہا ہے۔

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے فرزندِ آدم! اگر تو نے شروع صدمہ میں صبر کیا اور میری رضا اور ثواب کی نیت کی تو میں تجھے جنت عطا کر کے ہی راضی ہوں گا۔“

اس دنیا میں بہت کچھ ایسا ہوتا ہے جو طبع انسانی پر نا قابل بیان حد تک ناگوار گزرتا ہے۔ اور اس کی آرزوؤں اور امنگوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیتا ہے۔

جب ایک عام انسان کی کیفیت یہ ہے تو مؤمن آدمی تو مصائب و آلام کی بھٹی سے گزر کر کندن بنتے ہیں۔ جو ان مصائب میں صبر کا دامن نہیں چھوڑتے وہ عنداللہ مقرب بن جاتے ہیں اور جن کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں وہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔

(۴۹)......ایمان اور پاکیزگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ (المائدۃ: ٦)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمھیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اسے اپنے چہروں پر اور

ہاتھوں پر مل لو اور اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمھیں پاک کرنے کا ہے، اور تمھیں اپنی پوری نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝۲۲۲ ﴾ (البقرة: ٢٢٢)

"آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

ان آیات میں غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح پاکیزگیٔ نفس ایک نعمت ہے، ٹھیک اسی طرح پاکیزگیٔ جسم بھی ایک نعمت ہے۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اس وقت مکمل ہو سکتی ہے جب کہ نفس و جسم دونوں کی طہارت و پاکیزگی ہو۔

سیّدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلطَّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ . ...))[1]

"پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور "الحمدللہ" ترازو کو بھر دیتا ہے۔ ...... (آگے طویل حدیث ہے۔)"

انسانی زندگی کی بقا کے لیے پاکیزگی نہایت ہی اہم ہے۔ اگر انسان صفائی، ستھرائی کو چھوڑ کر غلاظت میں لت پت رہتا ہے تو اس سے پیدا ہونے والے تعفن کی وجہ سے کوئی بھی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم: ٢٢٣، مسند أحمد بن حنبل: ٥/ ٣٤٢، سنن دارمی، رقم: ٦٥٣.

اس کے قریب نہیں جائے گا۔ اگر انسان مؤمن و مسلمان ہے تو اس سے اس کا ایمان صفائی کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ مؤمن کی زندگی ایک ایسے پھول کی مانند ہے، جو جہاں بھی جاتا ہے، اپنی مہک سے دوسروں کو معطر کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہوگی جب پاکیزگی کا خیال رکھا جائے گا۔

(۵۰)......ایمان اور مسجد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ فَعَسَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ ۝١٨ ﴾ (التوبة: ۱۸)

''اللہ کی مسجدوں کی رونق اور آبادی تو ان کے حصے میں ہے، جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اللہ کے گھر کی آبادی مومنوں کے ہاتھوں ہوتی ہے، پس جس کے ہاتھ سے مسجدوں کی آبادی ہو اس کے ایمان کا قرآن گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مسجدوں کی آبادی کرنے والے اللہ کے اور قیامت کے ماننے والے ہی ہوتے ہیں۔''

مزید لکھتے ہیں:

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ مسجدیں اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں جو یہاں آئے اللہ پر حق ہے کہ اس کی عزت کرے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ سجدہ بھی ایک رکنِ نماز ہے، اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو

مسجد کہا جاتا ہے۔ مساجد کو آباد کرنا، اس کی صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھنا، ان میں ذکرِ الٰہی کی محافل کا انعقاد کرنا، یہ مسلمانوں ہی کا کام ہے، لیکن افسوس آج کل مسلمانوں کا تعلق مسجدوں سے صرف تزئین و آرائش کی حد تک رہ گیا ہے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مساجد بڑی اور خوبصورت بنا رہے ہیں، جب کہ یہی مساجد نمازیوں کو ترستی دکھائی دیتی ہیں۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے ، برسوں سے نمازی بن نہ سکا

(۵۰)......ایمان اور ذکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿٤٤﴾ ﴾

(الاحزاب: ٤١۔٤٤)

”اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمھیں اندھیروں سے اُجالوں کی طرف لے جائیں اور اللہ تعالیٰ مؤمنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ جس دن یہ (اللہ تعالیٰ سے) ملاقات کریں گے، ان کا تحفہ سلام ہوگا، ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ

الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۞﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں کو زندگی بخشتی ہے اور غافل انسان کو مستعد کرتی ہے، حدیث میں ذکر کرنے والے انسان کو زندگی اور نہ ذکر کرنے والے کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے، تو جس طرح انسانی ڈھانچہ کی زندگی کھانے پر منحصر ہے۔ اگر کھانا نہ ملے تو اس ڈھانچہ پر موت طاری ہوجاتی ہے بعینہٖ روح ہے اور اس کی غذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہے اگر اسے یہ غذا نہ ملے تو اس پر موت طاری ہوجاتی ہے، چاہے اس کا ظاہر خول (جسم) کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ ایمان والے اپنی روح کو تر وتازہ رکھنے کے لیے ہر وقت اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔

(۵۲)......ایمان اور بھروسہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾ ﴾ (التوبة : ٥١)

''آپ فرما دیجیے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو تو اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾ ﴾ (المائدة : ١١)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے، اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((عَنِ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا

أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ .))[1]

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے (جس کا ترجمہ یہ ہے): ''اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے، تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے، اور تمام کی تمام حمد بس تیرے ہی لیے مناسب ہے۔ تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا نور ہے، اور تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اور تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء (علیہم السلام) سچے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں، اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کیے گئے دلائل کے ذریعے بحث کرتا ہوں اور تجھی کو فیصل بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر میں ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ انسان کو دنیا وآخرت کے غموں اور پریشانیوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس انسان کے تمام کاموں کو آسان بنا دیتے ہیں۔ معاملاتِ زندگی کی دشوار گزاریاں ہوں یا دشمن کے مقابلہ میں معرکۂ حق و باطل، اگر ایمان والے اللہ پر مکمل بھروسہ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب التهجد باللیل، رقم: ١١٢٠، ٧٤٤٢، ٧٣٨٥، ٦٣١٧، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الأدعیة، رقم: ٢٧١٧ مختصرًا.

کر کے میدان میں اتر پڑیں تو اللہ تعالیٰ انھیں ہر میدان میں کامیاب و کامران فرماتا ہے۔

(۵۳)......ایمان اور درودِ پاک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ٥٦)

’’اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، نبی (ﷺ) پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر دُرود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔‘‘

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سیّد عالم ﷺ کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں تو ہم پر بھی واجب ہے کہ ہم بھی ہر وقت آپ ﷺ کا ایسا ہی اور اس انداز میں احترام کریں۔

چنانچہ سیّدنا اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجٰتٍ .))[1]

’’جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس مجلس میں لوگ اللہ کا ذکر نہ کریں اور نبی اکرم ﷺ پر دُرود نہ بھیجیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعث حسرت ہوگی، اگرچہ وہ اعمالِ صالحہ اور

---

[1] سنن النسائي، كتاب السهو، باب الفضل فى الصلوٰة على النبى ﷺ، رقم: ١٢٩٨، مسند أحمد بن حنبل: ٣/ ١٥٢۔ اسے علامہ البانی نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

ثواب کی بنا پر جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔'' [1]

نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنا ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے دونوں پر لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنے اور اس میں ترقی و اضافہ کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کا ذکرِ جمیل کثرت سے کیا جائے اور آپ ﷺ پر بہت زیادہ دُرود پڑھا جائے۔ کیوں کہ اس سے ایک مسلمان کا دل ہمیشہ نبی ﷺ کے ذکر سے معمور ہوگا اور اس کی زبان نبی ﷺ پر دُرود سے تر ہوگی تو لازمی طور پر دل میں آپ ﷺ سے محبت بھی بڑھے گی۔

حدیث میں آتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی تشہد میں السلام علیك ایها النبی پڑھتے ہیں) ہم دُرود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ ﷺ نے نماز والا دُرودِ ابراہیم سکھایا۔ [2]

اس کے علاوہ بھی نبی ﷺ سے کئی ایک دُرود منقول ہیں۔

ایک وضاحت:......تاہم '' الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله '' ایک تو یہ نبی کریم ﷺ سے منقول نہیں ہے، دوم اس کا پڑھنے والا اس فاسد عقیدے سے پڑھتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس کو براہِ راست سنتے ہیں، جب کہ یہ عقیدہ سراسر خلاف قرآن وسنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متبعِ شریعت بنائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ ہمیں دُرود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے جو دُرود و سلام نبی کریم ﷺ کی زبانِ اطہر سے ادا ہوئے ہیں اس میں اللہ کی رضا اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں۔

(۵۴)......ایمان اور دعائے خیر

اہل ایمان کے لیے دُعائے خیر کرنا ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] مسند أحمد بن حنبل: ۲/ ۴۶۳، سلسلة الصحيحة للألباني: ۷۶.

[2] صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله إن الله وملائكته يصلون على النبى، رقم: ۴۷۹۷.

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(الحشر : ۱۰)

''اوران کے لیے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے ضرور دے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ چاہے، تو میں اُسے ضرور پناہ دے دیتا ہوں۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَأُقَرِّبَنَّ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ .)) [2]

''البتہ میں ضرور تمھیں نبی ﷺ کی نماز کے قریب کردوں گا۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں قنوت کرتے تھے، ''سمع الله لمن حمده'' کے بعد مؤمنین کے حق میں دُعا کرتے اور کفار پر لعنت بھیجتے۔''

اہل ایمان کے لیے دُعائے خیر کرنا ایمان اس کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ مؤمنین کے

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ٦٥٠٢.

[2] صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل '' اللهم ربنا لك الحمد''، رقم: ٧٩٧، ٨٠٤، ٦٩٤٠، ٤٥٩٨.

اوصاف میں شامل ہے کہ وہ اپنے سے قبل ایمان والوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین عظام اور آئمہ محدثین رحمہم اللہ کی بلندیٔ درجات اور مغفرت کی ربّ سے التجاء کرتے ہیں۔

(۵۵)......ایمان اور برکت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾

(الاعراف : ٩٤)

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

اللہ تعالیٰ بیان فرمارہے ہیں کہ ایمان اور تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر بستیوں میں رہنے والے اسے اپنا لیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانوں وزمین کی برکات کھول دی جائیں کہ حسبِ ضرورت آسمان سے بارش کا نزول ہو، زمین انگوری اُگائے، نتیجتاً خوش حالی و فراوانی کا دور دورا ہوجائے۔ لیکن اس کے برعکس تکذیب وکفر کی روش اپنانے پر اقوام پر عذاب کے مسلط ہونے کی بھی بات کی ہے۔

(۵٦)......ایمان اور عہد و پیمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① ﴾ (المائدۃ : ۱)

''اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں، بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنادیئے جائیں گے، مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''مسلمانو! اپنے معاہدے پورے کرو یعنی احکامِ الٰہی کی اطاعت کا جو عہد کر چکے ہو اسے سچائی کے ساتھ پورا کرو۔ سچائی کے ساتھ پورا کرنا یہ ہے کہ جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا جائے کرو، جن سے روک دیا جائے رُک جاؤ۔''

(ترجمان القرآن: ۴۱۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴾

(الاسراء: ٣٤)

''اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونی ہے۔''

درج بالا آیات اس بات کی طرف نشان دہی کرتی ہیں کہ ہر قسم کے وعدوں کو پورا کرنا ضروری ہے اور نقضِ عہد کی صورت میں باز پرس ہوگی، جو انسان وعدہ کی پاسداری کرتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے تو جہاں عنداللہ اسے اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے، وہاں اس کا دنیا والوں کی نظروں میں بھی اعتماد بحال ہوتا ہے۔

(۵۷)......ایمان اور تحقیق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۞ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۞ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ ﴾

(الحجرات: ٦۔٨)

''اے ایمان والو! اگر تمھیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچادو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اُٹھاؤ، اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ بہت سے اُمور میں، تمھاری اطاعت کرتے تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنادیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔ اللہ کے احسان وانعام سے اور اللہ دانا، باحکمت ہے۔''

اس آیت کریمہ میں ایک نہایت ہی اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ جس کی انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر نہایت اہمیت ہے۔ مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ جب کوئی فاسق، کوئی اہم خبر لے کر آئے تو جلدی نہ کرو، اور کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے اس کی پوری پوری تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عجلت اور نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچادو اور بعد میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ فاسق کی خبر مردود ہے اور خبر دینے والا چاہے راوی ہو، شاہد ہو یا مفتی ہو، اس کا ثقہ، صدوق وثبت ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ ثقہ اور عادل ہے تو اس کی روایت مقبول ہے، چاہے وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

(۵۸)......ایمان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ ﴾ (التوبة: ۷۱)

''مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ أُمَّةٍ قَبْلِيْ ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ ، يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ، وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ .)) [1]

''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے ان کی اُمت میں ان کے خاص مددگار ہوا کرتے تھے۔ جو اس نبی کے طریقے پر گامزن رہتے اور اس کا حکم

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ۱۷۹.

مانتے، پھران کے بعد نالائق لوگ آئے وہ جو کہتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے کام کرتے تھے جن کا انھیں حکم نہیں تھا، جس نے ایسے لوگوں کو ہاتھ سے روکا وہ مومن ہے، اور جس نے ان کو زبان سے روکا وہ (بھی) مؤمن ہے، اور جس نے ان کو دل سے برا جانا وہ بھی ایمان والا ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔''

جس طرح ایک ایمان والے انسان کا خود برائیوں سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح اپنے دوسرے بھائیوں کی اصلاح کا فریضہ ادا کرنا اور ان کو برائیوں سے اجتناب برتنے کا کہنا بھی ضروری ہے۔ پھر برائی کو مٹانے کے تین طریقے خود نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمادیئے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

((مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .))[1]

''تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے اور اگر (زبان کی بھی) طاقت نہیں تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔''

ہاتھ سے برائی کا خاتمہ کرنا یہ قوی ترین ایمان کی نشانی ہے۔ اور اس کی پوری قدرت صرف امراء ہی رکھتے ہیں، اگر اللہ انھیں توفیق سے نوازے، زبان کے ساتھ برائی کے خاتمہ کی کوشش کو دوسرے درجے پر رکھا گیا ہے۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو میٹھے بول جادو کا کام کرجاتے ہیں اور بہت سی برائیاں اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔ پھر تیسرا درجہ برائی کو دل سے بُرا جاننا بتایا کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی زبان پر بھی پہرے بٹھا دیئے جاتے ہیں اور وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ١٧٧.

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(۵۹)......ایمان اور برے خیالات

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِي مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کردیا ہے۔ جب تک وہ انھیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((جَآءَ أَنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلُوْهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهٖ ، قَالَ: أَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ . قَالَ: ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ .)) ❷

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کا تصور نہیں کرسکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اسی طرح محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خالص ایمان ہے۔''

اس سے یہ پتہ چلا کہ بُرے خیالات کا دلوں میں آنا یہ ایمان کی دلیل ہے، کیوں کہ جس انسان کے پاس ایمان کا خزانہ موجود ہے، شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازی کرکے اس خزانہ

---

❶ صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخطا والنسیان فی العتاقه والطلاق ونحوه، رقم: ۲۵۲۸، ۶۶۶٤، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تجاوز اللّٰه من حدیث النفس والخواطر بالقلب، رقم: ۳۳۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الوسوسة فی الإیمان وما یقوله من وجدها، رقم: ۳٤۰.

کو لوٹنا چاہتا ہے۔ اور یہ پریشانی والی بات نہیں ہے، کیوں کہ شیطان نے اپنا کام کرنا ہے کہ تم کو برے وسوسے ڈال کر برائی کی طرف کھینچتا ہے۔ اور تم اپنی ایمانی طاقت کو مضبوط و مستحکم کر کے اس کے ہر وار کو ناکارہ کر دو۔

(٦٠)......ایمان اور دنیاوی زندگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَـيْــــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ (التوبة: ٣٨۔٣٩)

”اے ایمان والو! تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو، کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر ہی راضی ہو گئے ہو، سنو دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بالکل تھوڑی سی ہے۔ اگر تم نے کوچ نہ کیا تو تمھیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا اور تمہارے سوا اور لوگوں کو بدل لائے گا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ .))[1]

”کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔“

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن المؤمن وجنة للکافر، رقم: ٢٩٥٦، سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء أن الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر، رقم: ٢٣٢٤.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کے لیے یہ دنیا دار الامتحان بنائی ہے اور اس میں رہتے ہوئے انسان سے مطالبہ کیا ہے: ﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملك : ٢) کہ دنیاوی زندگی اس لیے ہے کہ تم اچھے اعمال کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کا راستہ لوگوں پر واضح کر دیا کہ جس کا چاہو انتخاب کرو۔ اور جنھیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے، یقیناً انھیں اچھائی کی پہچان کروا دی ہے۔ تو ان ایمان والوں کے لیے اس دنیا میں موجود تعیّشات آزمائش ہیں اور ان سے دامن کو محفوظ رکھنا ناممکن نہ سہی البتہ کافی حد تک مشکل ضرور ہے، پھر مؤمن بندہ خواہشات کی تکمیل میں بھی شریعت محمدیہ ﷺ کا پابند ہوتا ہے، اسی لیے مؤمن کی دنیاوی زندگی کو جیل (قید خانہ) سے تشبیہ دی ہے۔

(٦١)......ایمان اور مال و دولت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾﴾ (التوبة: ٣٤-٣٥)

''اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے! جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جس کو تم نے اپنے لیے خزانہ

بنا کر رکھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔‘‘

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ ، لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا ، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، صُفِّحتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ ، فَأُحِمى عَلَيْهَا فِمِنْ نَارِ جَهَنَّمَ ، فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أَعِيْدَتْ لَهُ ، فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ ، حَتَّى يَقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ ، فَيَرٰى سَبِيْلَهُ ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ .))[1]

’’کوئی بھی سونے اور چاندی والا (جس کا مال نصاب کو پہنچتا ہے) جو اس (سونے اور چاندی) کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔ قیامت والے دن اس کے مال کو جہنم کی آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا، جس سے اس کے پہلوؤں، پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا، جب بھی یہ آگ ٹھنڈی ہوگی اسے دوبارہ لایا جائے گا اس دن تک جو کہ پچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کے فیصلے ہو جانے تک (اس کا یہی حال ہوگا) پس وہ (اس کے بعد) اپنی راہ خواہ وہ جنت کی طرف ہو، یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا، (آگے روایت طویل ہے۔)‘‘

دنیاوی مال و دولت کی محبت فطرتِ انسانی کا حصہ ہے۔ اور انسان چونکہ پیدائشی طور پر لالچی واقع ہوا ہے، اس لیے اس کی یہ حرص عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس دنیاوی ذخیرہ اندوزی کا انجام عبرت بتایا ہے۔ اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے مال و دولت کو انفاق فی سبیل اللہ کا حصہ بنا کر آخرت کو بہتر بنائیں۔ وگرنہ گھناؤنے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پھر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بگڑے ہوئے علماء وصوفیا کے بعد اہل سرمایہ کا ذکر کیا

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، رقم الحديث: ٩٨٧.

ہے۔ یہ تینوں طبقے عوام کے بگاڑ میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ معاملات میں میانہ روی ہونی چاہیے۔ تاکہ انسان بے راہ روی سے بچا رہے۔

(٦٢)......ایمان اور مال و جان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ (الصف : ١٠ ـ ١٢)

”اے ایمان والو! کیا میں تمھیں وہ تجارت بتلادوں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمھیں ان جنتوں میں پہنچائے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ (المنافقون : ۹ـ ۱۰)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کریں وہ بڑا ہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تمھیں دے رکھا ہے، اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، اور وہ کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''یعنی مال اور اولاد کی محبت تم پر غالب نہ آجائے کہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے احکام وفرائض سے غافل ہو جاؤ اور اللہ کی قائم کردہ حلال وحرام کی حدود کی پروا نہ کرو۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ﴾ (التغابن : ۱۴ـ ۱۷)

''اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت

بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے، اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے، وہی کامیاب ہے۔ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو گے) تو وہ اسے تمہارے لیے بڑھاتا چلا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ اللہ بڑا قدر دان، بڑا بردبار ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''مال اور جان یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکتی ہیں کہ مال کی حرص انسان کو حدود اللہ پھلانگنے سے بھی باز نہیں رکھتی اور اپنی جان اور تسکین کے لیے آدمی دوسرے کے سکون و آرام کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اسی طرح اولاد کی محبت ہے۔ تو ایمان والوں کے لیے یہ مال، جان اور اولاد کی محبت کو آزمائش کہا گیا ہے۔ اور اس آزمائش میں صرف اسی وقت سرخرو ہو سکتے ہیں۔ جب اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کریں، یعنی مال، اولاد اور جان جہاں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں، وہاں انسان کے لیے فتنہ بھی ہیں۔ اس طریقے سے اللہ دیکھتا ہے کہ کون میرا اطاعت گزار اور کون نافرمان ہے''؟

(تفسیر احسن البیان)

(۶۳)......ایمان اور مقام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۲۰۔۱۲۲)

''موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو۔ بے شک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلے

دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝۱۰۹ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۱۰ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱۱ ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۹۔۱۱۱)

"ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝۷۹ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۸۰ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۱ ﴾ (الصّٰفّٰت: ۷۹۔۸۱)

"نوح (علیہ السلام) پر تمام جہانوں میں سلام ہو، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝۱۳۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳۱ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۲ ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۳۰۔۱۳۲)

"الیاس (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔"

ان درج بالا آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقرب رسل وانبیاء علیہم السلام کی عظمت کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ شان وشوکت اور مقام ومرتبہ ان کو صرف اور صرف ایمان کی بدولت ہی نصیب ہوا ہے۔

اگر ان کے پاس دولتِ ایمانی نہ ہوتی تو جس طرح ان کے مخالفین کے نام ونشان اس دن سے مٹ چکے ہیں۔ اور کسی کو ان کے ناموں تک کا علم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔ یہ مقام صرف ایمان سے عطا کیا جاتا ہے، آدمی کو دنیا میں بھی مقام و

مرتبہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی شان وشوکت عطا کی جاتی ہے۔

(۶۴)......ایمان اور خلافت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵﴾ (النور: ۵۵)

''تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے۔ اور ان کے اس خوف و خطر کو امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ٥ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ٥﴾ (المائدة: ٥٤ ـ ٥٦)

"اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے کفار پر سخت اور تیز ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے وہ دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ (مسلمانو!) تمہارا دوست خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آئے گی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾ ﴾ (آل عمران: ١٣٩)

"تم نہ سستی کرو، اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان دار ہو۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ ﴾

(الانبیاء: ١٠٥ ـ ١٠٦)

"یقیناً ہم زبور میں پند ونصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے (ہی) ہوں گے۔ عبادت گزار بندوں کے لیے تو اس میں ایک بڑا پیغام ہے۔"

ان سب آیات میں خلافت وحکومت کی بنیاد ایمان کو قرار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کو بھی ملایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو زمین کی حکومت وسلطنت دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق کہ:

((إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيْ الْأَرْضَ ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِيْ مِنْهَا .))[1]

''اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا، پس میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھا، عنقریب میری اُمت کا دائرہ اقتدار وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک میرے لیے زمین سکیڑ دی گئی۔''

زمین کی خلافت بھی مسلمانوں کے حصہ میں آئی اور فارس وشام اور مصر وافریقہ اور دیگر دُور دراز کے ممالک فتح ہوئے اور کفر وشرک کی جگہ توحید وسنت کی مشعلیں روشن ہوئیں۔ اسلامی تہذیب وتمدن کا ہر سمت ڈنکا بجا۔ اور آج مسلمانوں کی زبوں حالی اسلامی تعلیمات سے انحراف کا نتیجہ ہے کیوں کہ کائنات کو تسخیر کرنے اور اس پر خلافت وحکومت کا وعدہ مشروط ہے اور إِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ کے مطابق جب مسلمان اس خوبی سے محروم ہو گئے تو اقتدار سے بھی محروم ہو گئے۔ (تفسیر احسن البیان)

(۶۵)......ایمان اور جہاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَ رَسُولِهٖ وَ تُجَاهِدُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

[1] صحیح مسلم، کتاب الفتن واشتراط الساعۃ، باب ھلاك ھذہ الامۃ بعضھم ببعض، رقم: ۲۸۸۹.

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ ﴾ (الصف: ۱۰۔۱۳)

''اے ایمان والو! کیا میں تمھیں وہ تجارت بتلادوں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمھیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو ہمیشگی والی جنتوں میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور تمھیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا، جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے، ایمان والوں کو خوشخبری دے دو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ ﴾ (التوبۃ: ۱۱۱)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی

مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ (التوبہ : ۲۹)

''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔''

اس آیت میں راہِ الٰہی میں جان و مال خرچ کرنے والے اہل ایمان کی ایک دلچسپ تمثیل ہے۔ جس سے کمال لطف وکرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے انھیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا۔ یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور وہ بھی ایسی چیز کا جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے نہ پیدا کی ہوئی یعنی جان۔

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ ...... لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا إِيْمَانٌ بِيْ أَوْ تَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ أَنْ أَرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ ، أَوْ أَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوْ دِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ، ثُمَّ أُقْتَلُ .))[1]

[1] صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب الجهاد من الایمان، رقم: ۳۶، ۲۷۸۷، ۲۷۹۷، ۲۹۷۲.

"جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا، اللہ اُن کا ضامن ہوگیا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اس کو میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے۔ (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کردوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ، یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کردوں۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) اور اگر میں اپنی اُمت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔"

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ؛

((أَیُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ . قِیْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ .))[1]

"کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔"

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((جَاهِدُوْا الْمُشْرِکِیْنَ بِأَمْوَالِکُمْ وَأَنْفُسِکُمْ وَأَلْسِنَتِکُمْ .))[2]

"مشرکین سے اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔"

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من قال إن الإیمان هو العمل، رقم: ۲٦، ۱۵۱۹.

[2] سنن أبي داؤد، کتاب الجهاد باب کراهیة ترك الغزو، رقم: ۲۵۰٤، سنن النسائي، کتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، رقم: ۳۰۹۸، سنن دارمي، کتاب الجهاد، باب فی جهاد المشرکین باللسان والیه، رقم: ۲٤۳٦. علامہ البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

جہاد کا راستہ ایسا طاقت ور ہے کہ اس پر چل کر مؤمن خلافت وسلطنت حاصل کرتے ہیں۔
اور تاریخِ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب تک اس راستے پر قدم جمائے رکھے وہ تابندہ رہے اور جب اس راستے سے ہٹے تو شرمندگی سے دوچار ہوئے۔ محرم سن ۶۵۶ ہجری میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور خلیفہ معتصم باللہ کو قتل کر دیا تو ساڑھے سات سال تک مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، اگر یہ ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے تو تاتاری صفحۂ ہستی سے مسلمانوں کا نام ونشان تک مٹادیتے، مگر کچھ لوگوں میں زندگی کی رمق اور اسلامی جہاد کی غیرت تھی کہ وہ چاہے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں لڑے، مگر پے در پے دشمنوں کو شکستیں دے کر اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت میں کامیاب ہوگئے۔ آج ہمارے ہاں خانقاہی نظام کی ترویج کی جارہی ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف اہل اسلام کو جہاد سے دُور کرنا ہے۔ حکومت کے نصاب میں سب سے زیادہ تصوف پر زور دیا جارہا ہے۔ سیمینارز کا اہتمام ہوتا ہے، مباحثوں ومکالموں کی محفلوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ اقبال نے اسی کی طرف نشان دہی فرمائی تھی۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

کہ جب لڑنے کا وقت آئے تو یہ لوگ مکی زندگی اور جہاد بالنفس کا واویلا کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں۔ اور مساجد وحجروں کی گوشہ نشینی کو مقتل پر ترجیح دیں۔ اقبال نے اس امر کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے۔

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

(۶۶)......ایمان اور غفلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ۝ وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ۝﴾ (المنافقون: ۹۔۱۱)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمھیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی خسارے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تمھیں دے رکھا ہے۔ اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا وقت مقرر آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ سے انسان کو غافل کرنے والے دو اہم اسباب کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہے مال اور اولاد کی محبت کا غالب آ جانا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حلال وحرام کی حدود کا ہی خیال نہ کرے۔ اس سے قبل چونکہ منافقین کے کردار کا ذکر ہوا ہے جو انسان کو خسارے میں ڈالنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے مخاطب ہیں کہ ان کا کردار منافقین کے برعکس ہے کہ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور حلال وحرام کی پابندی بھی کرتے ہیں۔''

(تفسیر احسن البیان)

اس کے متعلق مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ

الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ (النور: ۳۷)

''ایسے لوگ کہ جنھیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ اس دن سے ڈرتے ہیں، جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی۔''

ایک مومن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زندگی کو غنیمت جانتا ہے کہ کیا معلوم کس وقت سانس کا یہ رشتہ منقطع ہو جائے، غفلت سے کام نہیں لیتا، بلکہ نیکی و تقویٰ کے افعال و اعمال میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، تاکہ موت غفلت و معصیت کے ارتکاب کی حالت میں نہ آئے، اور وہ اپنے رب سے حالتِ ایمان میں ہی ملاقی ہو۔

(۶۷)...... ایمان اور ظلم و دباؤ کا خوف نہ ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ ﴾ (طٰہٰ: ۱۱۲)

''اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہو، تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا اور نہ حق تلفی کا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ ﴾ (الجن: ۱۳)

''ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے اور جو بھی اپنے ربّ پر ایمان لائے گا، اسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے اور نہ ظلم و ستم کا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (الشعراء: ۴۹۔۵۱)

"فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سو تمھیں ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں اُلٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ انھوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی۔ اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرما دے گا۔"

پہلی دو آیات سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان چاہے اس دنیا میں ہیں یا آخرت میں انھیں کسی قسم کی ناانصافی اور زیادتی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، بلکہ ﴿أُولَـٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ﴾ (الانعام:۸۲)...... "ان کے لیے ہر جگہ اطمینان ہی اطمینان ہے۔" اور پھر تیسری آیت میں ایمان کی بنا پر پیدا ہونے والے اطمینان کی صورت عملاً دکھائی ہے کہ فرعون ڈرا، دھمکا رہا ہے اور ایمان لانے والے جادوگر بغیر کسی دباؤ اور جھکاؤ کے "لَا ضَيْرَ" کوئی پرواہ نہیں، کہہ رہے ہیں۔ یہ ایمان کی برکت ہے کہ ظلم و دباؤ کا خوف دل سے ختم ہو گیا۔

(۶۸)......ایمان اور بے خوف و غم ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۴۸)

''اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں، پھر جو ایمان لے آئے اور (اپنی) اصلاح کرلے، سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (یونس: ٦٢-٦٣)

''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور برائیوں سے پرہیز رکھتے ہیں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''خوف کا تعلق مستقبل اور غم کا تعلق ماضی سے ہے۔ یعنی اللہ کے وہ بندے جنھوں نے اپنی زندگی اللہ کے خوف کے ساتھ گذاری ان پر قیامت کا خوف اتنا نہیں ہوگا کہ جتنا دوسرے لوگوں پر ہوگا اور نہ ہی وہ حساب وکتاب کے معاملہ میں غمگین ہوں گے کیوں کہ ان کی سابقہ زندگی کے اچھے اعمال ان کے لیے نجات کا سبب بن جائیں گے۔ اور اپنے ایمان و تقویٰ کے سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خاص اُمیدواروں میں سے ہوں گے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں آنے والے آلام و مصائب اور آزمائشیں انھیں کسی قسم کے خوف و غم میں مبتلا نہیں کریں گی بلکہ وہ ان مصائب کو تقدیر سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے ہر جگہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ اور قضائے الٰہی پر مسرور و مطمئن ہوں گے۔'' (تفسیر احسن البیان)

(٦٩)...... ایمان اور شک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۰۴ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۱۰۵﴾

(یونس: ۱۰۴۔۱۰۵)

''آپ کہہ دیجیے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینے اور کبھی مشرکوں میں سے نہ ہونا۔''

ان آیاتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد مومن شک و شبہ میں مبتلا ہوتا ہے، اور نہ ہی دیگر لوگوں کے شکوک وشبہات اس کے ایمان کو متزلزل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایسا مؤمن جب مرنے کے بعد قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات درست دیتا ہے تو فرشتے اسے جنت کے مناظر دکھاتے ہوئے کہتے ہیں:

((هٰذَا مَقْعَدُكَ وَيُقَالُ لَهُ: عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ ، وَعَلَيْهِ مُتَّ ، وَعَلَيْهِ بُعِثْتَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .))

''یہ تیرا ٹھکانہ ہے، اور اسے کہا جائے گا، تو زندی یقین پر بسر کی، اسی یقین پر تو فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ تو (روزِ محشر) اُٹھایا جائے گا۔''

اس کے برعکس فاسق، فاجر، کافر کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھا کر کہا جائے گا: ((هٰذَا مَقْعَدُكَ ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ ، وَعَلَيْهِ مُتَّ ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) ''یہ جہنم تیرا ٹھکانہ ہے، تو نے شک پر زندگی گزار دی، اس پر مرا، اور اسی پر تجھے (روزِ محشر) اُٹھایا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔[1]

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر القبر والبلی: ۴۲۶۸ ۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کافر، مشرک ، فاسق ، فاجر کا انجام شک کی وجہ سے بُرا ہوتا ہے، جب کہ ایک مومن شک سے کوسوں دُور رہتے ہوئے دولت ایمان کی بدولت ، دامن یقین تھامے ہوئے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ .

(۷۰)......ایمان اور یقین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ (الحدید : ۸۔۹)

’’تم اللہ پر کیوں ایمان نہیں لاتے؟ حالانکہ خود رسول تمھیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مؤمن ہو تو وہ تو تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اُتارتا ہے، تاکہ وہ تمھیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔‘‘

ایمان شکوک وشبہات کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان یقینِ محکم سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایمان کے بارے میں شک و شبہ سے کام لینا اور اس کے احکامات پر یقین بالجزم نہ کرنا منافقین کا وطیرہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۱۴۳ ﴾ (النساء : ۱۴۳)

’’کہ وہ درمیان میں ہی ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے اُن کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لیے کوئی راہ نہیں

پائے گا۔“
یعنی نہ کفر پر یقین ہے اور نہ ایمان پر اگر ایمان والوں پر اللہ کی رحمت ہو تو اس طرف کھینچے چلے آتے ہیں، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو کفر کی طرف جھکاؤ کر لیتے ہیں۔

(۷۱)......ایمان اور غیرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ ﴾ (الممتحنة: ٤)

”(مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بے زار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں، جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔ اے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلامی غیرت کا کچھ اس انداز سے نقشہ کھینچتی ہیں کہ:

((مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ إِلَّا أَنْ تَنْتَهِكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔لیکن جب اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔''

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَحَرِّقِيْنَ وَلَا مُتَمَاوِتِيْنَ ، وَكَانُوا يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ فِي مَجَالِسِهِمْ ، وَيَذْكُرُوْنَ أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ فَإِذَا أُرِيْدَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَلَى شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ دَارَتْ حَمَالِيْقُ عَيْنَيْهِ كَأَنَّهُ مَجْنُوْنٌ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ کے صحابی تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو مردہ بنائے رکھتے، وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر پڑھتے اور جاہلیت کی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے۔البتہ جب ان سے اللہ کے دین کے سلسلے میں نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصہ کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں۔گویا کہ ان پہ جنون طاری ہو گیا ہو۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والے اور اصحابِ رسول ﷺ کی ایک تابندہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ ان کی سب سے زیادہ نمایاں صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لیے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے، دیکھا قوم توحید سے باغی ہو چکی ہے۔تو ان سے اعلانِ برأت کر لیا تا آنکہ وہ توحید کے پیروکار بن جائیں۔یعنی وہ دینی غیرت میں اس قدر آگے تھے کہ دین میں رواداری اور مداہنت سے نا آشنا، اگر کوئی خلافِ حق بات ہوئی تو فوراً اس پر

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ: ۳۵۶۰، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام: ۲۳۲۷ .

❷ الادب المفرد للبخاری: ۵۵۵، سلسلة الاحادیث الصحیحة: ۴۳۴۱ .

گرفت کی۔

(۷۲)......ایمان اور عزیز و اقارب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ (التوبة: ۲۳۔۲٤)

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ دوست رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا گنہگار ظالم ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے لڑکے، تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنھیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمھیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾ ﴾ (التغابن: ١٤۔١٦)

''اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور بچوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرجاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٦﴾ ﴾ (التحریم: ٦)

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنھیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے اس کو بجالاتے ہیں۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾

قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ...... أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ...... إِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنَى عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا . يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطْلِبِ لَا أَغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا صَفِيَّةَ عَمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِبْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .))[1]

” جب (سورۃ شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اُتاری: ” اور اپنے عزیز و اقارب کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! (یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ) تم لوگ اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آوں گا، (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کرسکتا) اے عبدمناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آوں گا۔ اور اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)! تو جو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے (تیرا باپ) تیرے کچھ کام نہیں آئے گا۔“

عزیز و اقارب اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہیں کہ یہ دکھ درد میں کام آتے ہیں مشکل وقت میں ساتھ دیتے ہیں۔ اگر عزیز و اقارب کی محبت آدمی کو عمل صالح اور اطاعت الٰہی کے راستے سے روکنے لگے تو انسان کو اللہ سے کافی دُور کردیتی ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: ﴿فَاحْذَرُوهُمْ﴾ کہ ”ان سے ہوشیار رہو۔“ اس قدر محبت میں آگے نہ چلے جاؤ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت پر بھی ان کی محبت غالب آجائے اور تمہارے ایمان کا خاتمہ ہوجائے۔

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والولد فى الأرقاب، رقم: ٢٧٥٣، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب فى قوله تعالىٰ: ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾، رقم: ٥٠٤.

(۷۳)......ایمان اور جنازہ کے ساتھ جانا

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتّٰى يُصَلِّي عَلَيْهَا وَيُفْرَغُ مِنْ دَفْنِهَا ، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيْرَاطٍ .)) [1]

"جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا، ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے اُحد کا پہاڑ، اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ . قِيْلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ لَهُ ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَاللّٰهُ فَشَمِّتْهُ ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ .)) [2]

"مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ دریافت کیا گیا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو اسے ملے تو سلام کہے، اور جب تجھے (تیرا مسلمان بھائی) دعوت دے تو اس کو قبول کرے، اور جب وہ تجھ سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کر، اور جب وہ چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو تو اس کا جواب دے، اور

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب اتباع الجنائز من الإیمان، رقم: ٤٧، ١٣٢٣، ١٣٢٥، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة علی الجنازة واتباعها، رقم: ٩٤٥.

[2] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم ردّ السلام، رقم: ٢١٦٢.

جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔''

اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے کہ جو اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے لیے جینے مرنے کا سبق دیتا ہے اور دُکھ سکھ میں شریک رہنے کا حکم دیتا ہے صرف یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ ایک انسان کے اس دُنیا سے اُٹھ جانے کے بعد کے حقوق کی ادائیگی کو بھی لازمی قرار دیتا ہے۔ کسی مسلمان کا نمازِ جنازہ پڑھنا اور اس کے ساتھ جانا ایک ایسا نیک عمل ہے جو ایمان میں داخل ہے، لیکن افسوس آج ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں، وہاں بے شمار حقوق پامال ہو چکے ہیں، اس حق کی ادائیگی سے بھی کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ اور ہندوانہ فرسودہ رسوم کے نام بدل کر بے شمار بدعات وخرافات آدمی کی وفات کے بعد ہوتی ہیں۔

(۷۴)...... ایمان اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۞ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۞ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ۞ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا ۞ ﴾ (الدھر: ٦۔٩)

''جو ایک چشمہ ہے، جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اس کی نہریں نکال لے جائیں گے، (جدھر چاہیں)۔ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمھیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں، نہ شکر گزاری۔''

حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

''طعام کی محبت اور خواہش وضرورت کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حاجت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، قیدی اگر غیر مسلم ہو تب بھی اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید ہے، جیسے جنگ بدر کے کافر قیدیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اُن کا اکرام کریں، چنانچہ کھانے پینے میں صحابہ رضی اللہ عنہم خود اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے حاجت مندوں کو ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کا اجر جنت بتایا ہے، کہ اللہ کی رضا اور محبت کے حصول کے لیے مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھلاؤ پلاؤ اور آخرت میں عنداللہ اجر وثواب کے حقدار بنو۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی زباں سے جہنم میں جانے کے اسباب بیان کروائے جن میں سے ایک یہ ہے:

﴿ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ ﴾ (المدثر: ٤٤)

''اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک عمل حاجت مندوں کی حاجتوں کو استطاعت ہونے کے باوجود پورا نہ کرنا بھی ہے۔

(٧٥)......ایمان اور عزت کی روزی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾ ﴾ (الانفال: ٢۔٤)

’’پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں، ان کے ربّ کے پاس، اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ (الانفال : ٧٤)

’’جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنھوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ (سبا : ٤)

’’تاکہ وہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔‘‘

آج کل ہر انسان کا بنیادی مسئلہ عزت کی روزی ہے، چاہے وہ انسان کسی بھی مذہب و ملک سے تعلق رکھتا ہو، اس رزق کے حصول کے لیے ہر جائز و ناجائز دھندے اختیار کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہیں کہ تمھیں عزت کی روزی صرف اور صرف ایمان اور اعمالِ صالحہ کے بعد ہی مل سکتی ہے۔ اور یہ نعمت نہ صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہوگی بلکہ

آخرت میں بھی اس سے تمھیں فائدہ پہنچایا جائے گا۔

(٧٦)......ایمان اور شکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ (البقرة: ١٥٢)

''پس تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمھیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٨﴾ ﴾ (ابراهيم: ٧-٨)

''اور جب تمہارے پروردگار نے تمھیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔''

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّآءُ، شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ، صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.))[1]

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کی ہر بات میں خیر ہے۔ اگر اسے خوشی

[1] صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خيرًا، رقم: ٢٩٩٩.

پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، دونوں ہی حالتیں اس کے لیے خیر ہیں۔''

حافظ صلاح الدین لکھتے ہیں:

''شکر کا مطلب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو اس کی اطاعت میں صرف کرنا ہے۔ خداداد صلاحیتوں کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنا، یہ اللہ کی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے۔ شکر کرنے پر مزید احسانات کی نوید اور ناشکری پر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے تو گویا کفرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، جس پر سخت عذاب کی وعید بیان فرمائی ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''عورتوں کی اکثریت اپنے خاوندوں کی ناشکری کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔'' [1]

(۷۷)...... ایمان اور دُعائے مغفرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾﴾ (التوبة: ۱۱۲-۱۱۳)

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے) رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا

[1] صحیح مسلم، کتاب العیدین، باب کتاب صلاة العیدین، رقم: ۸۸۵.

خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مؤمنین کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔ پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگیں، اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں۔''

سیّدنا سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد مسیّب بن حزن سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب ابوطالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَاللّٰهِ . فَقَالَ: أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ أُنْهُ عَنْكَ ، فَنَزَلَتْ: ﴿ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ ﴾ (التوبة: ۱۱۳) .))[1]

'' (آپ ایک بار زبان سے کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجیے۔ میں اسی کو (آپ کی نجات کے لیے وسیلہ بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔'' اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب میں آپ کے لیے برابر مغفرت کی دُعا کرتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا گیا'' تو یہ آیت نازل ہوئی: ''نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دُعا کریں، اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ اہل دوزخ سے ہیں۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾، رقم: ٤٦٧٥.

اسلام اپنے ماننے والوں کو جہاں اخوت اور محبت کا درس دیتا ہے، وہاں نہ ماننے والوں کے بارے میں دلوں کے اندر سختی کا حکم بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک طرف اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾(الحشر: ۱۰)

''اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب! تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔''

تو دوسری طرف مشرکین کے حق میں دُعائے مغفرت کرنے کو روک دیا ہے اور یہ حکم قیامت تک کے لیے عام ہے۔

(۷۸)......ایمان اور فرشتوں کی دُعاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾(المؤمن: ۷۔۹)

”عرش کے اُٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل کرتے ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن جس کو تو نے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کر دی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ (الانفال: ۹۔۱۰)

”اس وقت کو یاد کرو کہ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی، کہ میں تمھاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگا تار چلے آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تا کہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے۔ اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔“

پہلی آیت میں ملائکہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ ایمان والوں کے لیے بخشش و رحمت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ اور دوسری آیت میں اس کی عملی شکل

دکھائی گئی ہے کہ جب میدانِ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، جب کہ مدمقابل کفار اس سے تین گنا زیادہ (یعنی ہزار کے قریب) تھے۔ اور پھر مسلمان بے سروسامان جب کہ کافر اپنے دور کے جدید اسلحہ سے لیس تھے، ان حالات میں مسلمانوں کا سارا بھروسہ اللہ ہی کی ذات پر تھا، تو مسلمانوں نے گڑگڑا کر دُعائیں کیں۔ اللہ نے دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور فرشتوں کو ایمان والوں کی نصرت و تائید کے لیے مقرر کر دیا۔

(۷۹)......ایمان اور اجر و جزاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾﴾

(آل عمران : ۱۷۹)

”جس حال پر تم ہو اس پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا، جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمھیں غیب سے آگاہ کر دے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے، اس لیے تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ا۟لْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾﴾ (الکھف : ۸۸)

”ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے

اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا o﴾

(النساء: ۱۷۳)

’’پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، ان کو (اللہ تعالیٰ) ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا، اور جن لوگوں نے تنگ و عار اور سرکشی و انکار کیا انھیں المناک عذاب دے گا، اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔‘‘

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’بعض نے اس ’’زیادہ‘‘ سے مراد یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو شفاعت کا حق عطا فرمائے گا، یہ اذنِ شفاعت پا کر جن کی بابت اللہ چاہے گا یہ شفاعت کریں گے۔‘‘ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۞﴾

(حٰم السجدة: ۸)

’’بے شک جو لوگ ایمان لائیں اور بھلے کام کریں، ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ o جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

فِیْهَا اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ﴾ (البيّنة: ۷۔۸)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝﴾ (التین: ٦)

''لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کی تخلیق اپنی عبادت کے لیے کی ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے جس قدر ممکن ہو اللہ کی عبادت کرکے اس کو راضی کرلے۔ پھر جو لوگ اس مقصد کو یاد رکھ کر اپنے ربّ کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے لیے عظیم اجر وثواب کی نوید سنائی ہے کہ کل قیامت کو تمہارے کیے ہوئے چھوٹے سے چھوٹے عمل کا تمھیں اجر مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمھیں ہیشگی والی جنتوں میں داخل فرمائیں گے، جن میں تمام اہل جنت اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے، جو کبھی انقطاع پذیر نہیں ہوں گی۔

(۸۰)......ایمان اور نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ○ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ○ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○﴾

(الحدید: ۱۳۔۱۵)

"اس دن منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں، جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو، پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی، جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمھیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔ الغرض، آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا، اور نہ ہی کافروں سے۔ تم (سب) کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾﴾ (الاحزاب: ۷۳)

"(یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور

عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے تکالیف شرعیہ آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیں تو وہ ان کے اُٹھانے سے ڈر گئے لیکن جب انسان پر پیش کی گئیں تو وہ اطاعتِ الٰہی کے اجر وثواب اور اس کی فضیلت کو دیکھ کر اس بارگراں کو اُٹھانے پر آمادہ ہوگیا۔ اور پھر احکامِ شرعیہ کو امانت سے تعبیر کیا کہ جس طرح امانت کی ذمہ داری کے ساتھ ادائیگی کی جاتی ہے اسی طرح اس ذمہ داری کو بھی نبھانا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کون اہل نفاق واہل شرک میں سے ہے، اور کون اہل ایمان اور اہل توحید میں سے ہے، پھر اس کے مطابق جزا وسزا دی جائے۔

(۸۱)......ایمان اور شیطان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾ ﴾

(البقرۃ: ۲۰۸۔۲۰۹)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اگر تم باوجود اپنے پاس دلیلیں آنے کے پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰی مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ

لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ (النور: ۲۱)

''اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے، کردیتا ہے، اور اللہ سب سننے والا اور سب جاننے والا ہے۔''

ان آیات میں شیطان کی پیروی سے روکا گیا ہے، کیوں کہ آدمی پورے اسلام پر اسی وقت گامزن ہوسکتا ہے جب شیطان کی مخالفت کو اپنی زندگی کا شیوہ بنالے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اتباع سے منع فرمایا، اور تنبیہ کی وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، جو برائیوں کو مزین و مستحسن کر کے پیش کرتا ہے اور بدعات کو بھی نیکی باور کراتا ہے، تاکہ اس کے دام ہم رنگ زمین میں پھنسے رہو۔

(۸۲)......ایمان اور تفرقہ بازی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ﴿۱۰۵﴾ ﴾

(آل عمران: ۱۰۲-۱۰۵)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اتنا جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے، تو اس نے تمھارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمھیں بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمھارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا، جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انھیں لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرقہ واریت اور آپس میں مذہبی گروہ بندی سے بچنے کی تاکید فرمائی اور اہل کتاب کی شکوک وشبہات ڈالنے والی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان پر دھیان نہ دینے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

ع

شیطان مگر چال قیامت کی چل گیا

مسلمانوں کی بدقسمتی کہ ایک اللہ کو ماننے والے، ایک رسول کی پیروی کا دعویٰ رکھنے والے، ایک قرآن کو دینی آئین سمجھنے والے، دینی فرقوں اور ایک دوسرے سے متضاد مذہبی گروہوں میں ایسے بٹے کہ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ وارانہ لعنت سے نکلنے اور اتفاق واتحاد کا ہمیں راستہ دکھایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَأُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَ

الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ (النساء : ۵۹)

''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی ان لوگوں کی جو با اختیار ہیں۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمھیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور با اعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔''

(۸۳)......ایمان اور اہل کتاب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ (المائدة : ۵۱)

'' اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (المائدة : ۵۷)

'' اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں، (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو اہل کتاب ہیں یا کفار ہوں، اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ﴾

(آل عمران: ۱۰۰۔۱۰۱)

"اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمھیں تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد کافر بنادیں گے۔ (گو یہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کرسکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ (ﷺ) موجود ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھادی گئی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ ﴾ (المائدۃ: ۸۲)

"یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انھیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ (عیسائی) کہتے ہیں، یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"ہاں مسلمانوں سے دوستی میں زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں نصاریٰ

کہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے سچے تابعدار ہیں۔ انجیل کے اصلی اور صحیح طریقہ پر قائم ہیں ان میں ایک حد تک فی الجملہ مسلمانوں اور اسلام کی محبت ہے، یہ اس لیے کہ ان میں نرم دلی ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً﴾

''سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور رحم ڈال دیا ہے۔''

حتی کہ ان کی کتاب میں حکم ہے ''کوئی تمہارے دائیں رخسار پر مارے تو بایاں رُخسار بھی اُن کو پیش کردو۔'' یعنی مت لڑو۔ اُن کی شریعت میں لڑائی ہے ہی نہیں۔ یہاں ان کی دوستی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان میں خطیب اور واعظ ہیں اور عبادت گذار اور گوشہ نشین لوگ ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر)

اور حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس پر مزید رقمطراز ہیں:

''ان وجوہ سے یہ مسلمانوں کے بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ قریب ہیں۔ عیسائیوں کا یہ وصف یہودیوں کے مقابلے میں ہے۔ تاہم اسلام دشمنی کا تعلق ہے، کم و بیش کچھ فرق کے ساتھ، اسلام کے خلاف یہ عناد عیسائیوں میں موجود ہے، جیسا کہ صلیب و ہلال کی صدیوں پر محیط معرکہ آرائی سے واضح ہے اور جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے، اور اب تو اسلام کے خلاف یہودی اور عیسائی دونوں ہی مل کر سرگرم عمل ہیں۔ اسی لیے قرآن نے دونوں سے ہی دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافِقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ، يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ.))[1]

[1] صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الفرق، رقم: ۵۹۱۷، ۳۵۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی سدل النبی ﷺ.

"نبی ﷺ کو اگر کسی مسئلہ جب تک میں (اللہ کی طرف سے) کوئی حکم نہ دیا گیا ہوتا تو آپ اس میں اہل کتاب کے عمل کو اپناتے تھے۔ اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی (اہل کتاب کی موافقت میں) پہلے سر کے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے، لیکن بعد میں آپ بیچ میں سے مانگ نکالنے لگے۔"

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ اہل کتاب کو دوست نہ بناؤ اور اس کی نہایت ہی نفاست کے ساتھ حکمتیں بھی بیان کی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۲۔ وہ تمہارے دین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

۳۔ وہ تمہارے دشمن ہیں، اس دشمنی کا زبانی کلامی دعویٰ بھی کرتے ہیں جب کہ ﴿وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾

(۸۴)......ایمان اور کفار سے دوستی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿١٤٤﴾ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾ ﴾ (النساء: ١٤٤-١٤٥)

"اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کرلو۔ منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو کوئی ان کا مددگار پالے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (التوبۃ: ۲۳)

''اے ایمان والو! اپنے آباء واجداد کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز سمجھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا، وہ پورا گنہگار ظالم ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ ﴾

(آل عمران: ۲۸)

''ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں، مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو، اور اللہ تعالیٰ خود تمھیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۱۸)

''اے ایمان والو! تم اپنا دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ، (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے

ہیں کہ تم دُکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے، وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○﴾

(المجادلة : ۲۲)

''اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنھیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔''

جب کوئی آدمی اسلام قبول کرتا ہے تو اس میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار بدل جاتا ہے۔ جو کل تک اس کے دوست تھے، دشمن بن جاتے ہیں اور جو دشمن تھے، وہ دوست بن جاتے ہیں اور اس کی عملی مثال اس واقعہ میں موجود ہے کہ

سیّدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے جذبات کا اظہار جن الفاظ میں کیا، اسی طرح سیّدہ ہند بنت عتبہ جو کہ ابوسفیان کی بیوی تھیں کا اسلام لانا، (دونوں واقعات تفصیلاً بالترتیب صحیح بخاری، رقم: ۴۳۷۲ اور ۳۸۲۵ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔) یہ دونوں واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ اسلام کے بعد کس طرح ان کی زندگی میں تبدیلی آئی اور انھوں نے ایمان والوں کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور کفار سے کھلم کھلی دشمنی کا اعلان کیا۔

کفار سے دشمنی رکھنے کے مضمون کو اللہ تعالیٰ کے قرآن میں کئی جگہ بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے، کیوں کہ کافر اللہ کے بھی دشمن ہیں، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اور اہل ایمان کے بھی، تو پھر ان کو دوست بنانے کا جواز کس طرح ہوسکتا ہے؟

(۸۵)......ایمان اور ایمانی اُمور

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۱۷۷ ﴾ (البقرۃ: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد

کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً ، وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ .))[1]

''ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

اعمالِ صالحہ کو ایمان سے الگ قرار دینا اور نجات کے لیے صرف ''ایمان'' کو کافی جاننا۔ یہ بات قرآن وسنت کے خلاف ہے، کیوں کہ آیت بالا میں عقائد صحیحہ و ایمان راسخ کے بعد ایثار، مالی قربانی، صلہ رحمی، حسنِ معاشرت، رفاہِ عامہ کو جگہ دی گئی ہے، اس کے بعد ارکانِ اسلام نماز، زکوٰۃ وغیرہ کا ذکر ہے، پھر اخلاقِ فاضلہ کی ترغیب ہے۔ اس کے بعد صبر واستقلال کی تلقین ہے اور یہ سب لفظ ''بِرّ'' کی تفسیر ہے۔

(٨٦)...... ایمان اور ایمانی کمی وزیادتی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ ﴾

(الانفال: ٢)

''پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا

---

[1] صحیح البخاري، کتاب الإیمان، باب امور الإیمان، رقم: ۹۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان وافضلها وأدناها، وفضیلة الحیاء، وکونه من الإیمان، رقم: ۱۵۲.

ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

یعنی ہر ایسے موقع پر جب کہ کوئی حکم الٰہی آدمی کے سامنے آئے اور وہ اُس کی تصدیق کر کے سرِ اطاعت جھکا دے، آدمی کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر اس موقع پر جب کوئی چیز آدمی کی مرضی کے خلاف، اس کی رائے اور تصورات و نظریات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے رسول کی ہدایت میں ملے اور آدمی اُس کو مان کر فرمانِ الٰہی اور ہدایتِ رسول کو بدلنے کے بجائے اپنے آپ کو بدل ڈالے اور اس کی قبولیت میں تکلیف برداشت کر لے تو اس سے آدمی کے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے، اس کے برعکس اگر ایسا کرنے میں آدمی دریغ کرے تو اس کے ایمان کا گراف گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ایمان کوئی ساکن یا جامد چیز نہیں ہے، بلکہ تصدیق اور انکار میں انحطاط اور نشوونما کی صلاحیت ہے۔ ہر انکار کی کیفیت گھٹ بھی سکتی ہے اور بڑھ بھی سکتی ہے، اسی طرح ہر اقرار و تصدیق میں ارتقا بھی ہوسکتا ہے اور تنزل بھی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''سو بات یہ ہے کہ جو شخص پہلے سے صاحب ایمان ہو، اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور جنت کی خوشخبری اس کے حق میں ہے۔''

مزید لکھتے ہیں:

''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ نے اسی نوعیت کی آیتوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوسکتی ہے، جیسا کہ جمہور ائمہ کا مذہب ہے، بلکہ کہا گیا ہے کہ بہت سارے ائمہ کا اسی پر اجماع ہے۔ جیسے شافعی، احمد بن حنبل اور ابوعبید رحمہم اللہ وغیرہ۔'' (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٤﴾ (الفتح : ٤)

''وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اوراطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا و باحکمت ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾﴾ (الكهف : ١٣)

''ہم ان کا صحیح واقعہ تیرے سامنے بیان فرما رہے ہیں۔ یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿١٧﴾﴾

(محمد : ١٧)

''اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت میں اور بڑھا دیا اور انھیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ......﴾ (المدثر : ٣١)

''ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں۔ اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے تاکہ اہل کتاب یقین کرلیں، اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہوجائے اور اہل ایمان شک نہ کریں......''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿١٢٥﴾﴾ (التوبة: ۱۲۴۔۱۲۵)

''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ سو جو لوگ ایمان والے ہیں، اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدْ جَمَعُوا۟ لَكُمْ فَٱخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَٰنًا وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ وَنِعْمَ ٱلْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

''وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انھیں ایمان میں اور بڑھادیا اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّا رَءَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلْأَحْزَابَ قَالُوا۟ هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَصَدَقَ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّآ إِيمَٰنًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾﴾ (الاحزاب: ۲۲)

''اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ

اُٹھے کہ اسی کا تو وعدہ ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرمانبرداری میں مزید اضافہ کردیا۔"

اور سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَعَظَنَا فَذَكَرَ النَّارَ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَضَاحَكْتُ الصِّبْيَانَ وَلَاعَبْتُ الْمَرْأَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ أَبَابَكْرٍ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا تَذْكُرُ، فَلَقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَافَقَ حَنْظَلَةُ فَقَالَ مَهْ!؟ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيْثِ. فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا فَعَلَ، فَقَالَ: يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً، لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ قُلُوْبُكُمْ كَمَا تَكُوْنُ عِنْدَ الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُسَلِّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطُّرُقِ.))[1]

"ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ نے ہمیں آگ کے بارے میں وعظ فرمایا، پھر میں گھر آیا اور آ کر بچوں اور بیوی کے ساتھ ہنسی کھیل کیا۔ کہتے ہیں: پھر میں گھر سے نکلا اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اپنی اس کیفیت کو بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میرا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہم (دونوں) رسول اللہ ﷺ سے ملے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "کیا؟" (کیا کہہ رہے ہو) تو میں نے اپنی ساری بات بتلادی اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری حالت بھی ایسی

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فضل دوام الذكر والفكر في امور الأخرة، رقم: ٢٧٥٠، سنن الترمذي، صفة القيامة، باب حديث لو أنكم تكونون كما تكونون عندى، رقم: ٢٤٥٢ـ سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب المداومة على العمل، رقم: ٤٢٣٩.

جیسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حنظلہ گھڑی، گھڑی (یعنی وقت وقت میں فرق ہے) اگر تمہاری دلی کیفیت ویسی ہی رہے، جیسی وعظ و نصیحت کے وقت ہوتی ہے تو تم سے فرشتے مصافحہ کریں، یہاں تک کہ وہ تمہیں راستوں میں سلام کریں۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ .))❶

''تم میں سے جو بھی برائی دیکھے اپنی قوتِ بازو سے اسے روک دے، اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس برائی کو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔''

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ .))❷

''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے (دین) کے لیے بغض رکھا، اور اللہ کے نام پر دیا اور اللہ ہی کے لیے روکا اس نے ایمان مکمل کرلیا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا .))❸

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الايمان، وأن الايمان يزيد وينقص وأن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واجبان، رقم: ٧٨ / ٤٩، سنن النسائي، كتاب الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان، رقم الحديث: ٥٠١٢ .

❷ سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٠، سلسلة الصحيحه: ٣٨ .

❸ سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب الديل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٢، علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

"کامل ترین ایمان والا وہ مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔"

درج بالا دلائل اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان حسب مراتب گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے، جس طرح کہ خیر القرون میں فرائض، شرائع اور حدود و سنن سب ایمان میں داخل سمجھے جاتے تھے۔ اس کی مثال امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب "شعب الایمان" ہے، جس میں انہوں نے تفصیلاً قرآن و احادیث سے ایمان کے شعب ذکر کیے ہیں۔ اور ایمان کے کامل یا ناقص ہونے کا تصور ان جملہ امور کی ادائیگی و عدم ادائیگی پر موقوف تھا، اور مسلمانوں میں عام طور پر ایمان کی کمی وبیشی کی اصطلاحات مروج تھیں۔

یہ سب باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

(۸۷)......ایمان اور قول وعمل کا ایک ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝﴾ (الصف : ٢ـ٤)

"اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے، جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝﴾ (الحجرات : ٧)

"اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمھاری اطاعت کرتے بہت اُمور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے اور کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔"

اس آیت میں دیگر باتوں کے علاوہ دو باتیں قابل توجہ ہیں:

۱۔ اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے پسند کیا۔

۲۔ کفر، فسوق، اور نافرمانی کو ناپسندیدہ قرار دیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان اس دل میں زیادہ ہوتا ہے جس میں کفر اور فسق نہیں ہوتا اور کفر و فسق قولاً و عملاً یعنی زبان اور افعال دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ لہٰذا ایمان کی موجودگی اور بقاء کے لیے معصیت سے بچنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَآ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝﴾ (البقرۃ: ۱۴۳)

"ہم نے اسی طرح تمھیں عادل اُمت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم سے پہلے تھے، اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے، (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "الصلاۃ" کو "ایمان" سے تعبیر کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی ان نمازوں کو جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی گئی ہیں، رائیگاں نہیں جانے دے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے۔ اور ان کا ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ:

((أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ . قِيْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ .)) [1]

"کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج مبرور۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے بلادِ اسلامیہ کے مختلف علاقوں کے ایک ہزار سے زائد علماء سے ملاقات کی ہے اور کسی کو اختلاف نہیں تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔" [2]

امام اسحق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے، ہم نے یہ عقیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی صحیح احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے محکم آثار، تابعین اور جو ان کے بعد ہیں کے اقوال سے معلوم کیا ہے، اور اس میں کسی ایک کو اختلاف کرتے نہیں پایا۔ اسی طرح اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں شام اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب من قال إن الإيمان هو العمل، رقم: ٢٦، ١٥١٩.

[2] فتح الباري شرح صحيح البخاري: ١/ ٤٧.

کے عہد میں عراق اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں حجاز اور معمر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں یمن کے لوگوں کا یہی مذہب تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔''

حافظ المغرب ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تمام اہل فقہ اور اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور عمل بغیر نیت نہیں ہے اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت و نافرمانی سے کم ہو جاتا ہے اور اطاعت نیکی ہے۔ سوائے ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے، ان کا مذہب ہے کہ اطاعت کو ایمان نہیں کہنا چاہیے، ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے، اور بعض نے معرفت کا بھی اضافہ کیا ہے۔'' [1]

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان قول، بلا عمل کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ سراسر خطا پر ہیں اور کتاب وسنت ان کے اس عقیدہ کو باطل قرار دیتے ہیں۔ صحیح اور منہج سلف والا عقیدہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کا یقین رکھے کہ قول اور عمل یہ ایمان میں داخل ہیں اور ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب اور عمل بالجوارح ہے۔

(۸۸)......ایمان اور آزمائش

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الٓمّٓ ۞ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۞ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۞ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۞ ﴾

(العنکبوت: ۱۔٤)

[1] التمهيد لابن عبدالبر: ۹/ ۲۸۸.

’’الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انھیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے پہلوں کو بھی ہم نے خوب آزمایا یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انھیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔ کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں، انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے، یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں؟‘‘

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

’’یعنی یہ گمان کہ صرف زبان سے ایمان لانے کے بعد بغیر امتحان لیے انھیں چھوڑ دیا جائے گا، صحیح نہیں۔ بلکہ انھیں جان و مال کی تکالیف اور دیگر آزمائشوں کے ذریعے سے جانچا پرکھا جائے گا تاکہ کھرے کھوٹے کا، سچے جھوٹے کا اور مؤمن ومنافق کا پتہ چل جائے۔‘‘

مزید لکھتے ہیں:

’’یہ سنت الٰہیہ ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے، اس لیے وہ اس اُمت کے مومنوں کی بھی آزمائش کرے گا، جس طرح پہلی اُمتوں کی آزمائش کی گئی۔‘‘

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾ ﴾ (آل عمران: ۱۷۹)

’’جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا، جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ نہ کر دے، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمھیں غیب سے آگاہ

کر دے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے، انتخاب کر لیتا ہے، اس لیے تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے۔''

اب ذیل میں ایمان اور آزمائش سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جارہی ہیں۔

چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ .)) [1]

''اللہ کے ایمان والے بندے اور ایمان والی بندی پر اللہ کی طرف سے آزمائش آتی رہتی ہے، کبھی جان پر، کبھی مال پر، کبھی اولاد پر، یہاں تک جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔''

محمد بن خالد السلمی اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ .)) قَالَ أَبُوْ دَاؤُدَ زَادَ ابْنُ نُفَيْلٍ: ((ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلٰى ذٰلِكَ .)) ثُمَّ اتفقا: ((حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سُبِقَتْ لَهُ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .)) [2]

''جب کسی بندہ مؤمن کے لیے بلند مقام طے ہو جاتا ہے، جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مال یا اولاد کی طرف سے کسی

---

[1] سنن ترمذي، ابواب الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، رقم: ٢٣٩٩، سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٢٨٠، مسند أحمد: ٢/ ٢٨٧، شرح السنة: ١٤٣٦، مستدرك حاكم: ١/ ٣٤٦۔

[2] سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب الامراض المكفرة للذنوب، رقم: ٣٠٩٠، سلسلة الصحيحة: ٢٥٩٩۔ مسند أحمد: ٥/ ٢٧٢.

تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔" امام ابوداؤد فرماتے ہیں: "ابن نفیل نے یہ الفاظ زیادہ بیان فرمائے ہیں: "پھر اس کو (اس تکلیف) پر صبر کی توفیق دیتا ہے۔" پھر دونوں راویوں نے آگے ایک ہی الفاظ بیان کیے ہیں کہ" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔"

سیّدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ ، إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ ، إِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ ، فَوَاهًا .))[1]

" بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ اور جو امتحان اور آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر کیا تو اس کے کیا کہنے۔"

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطٰى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ ، لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ))[2]

" قیامت کے دن جب ان لوگوں کو جو دنیا میں مصائب میں مبتلا رہے۔ ان کے مصائب کے عوض اجر وثواب دیا جائے گا، تو وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ چین و آرام سے رہے، حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے

[1] سنن أبي داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب النهى عن السعى فى الفتنة، رقم: ٤٢٦٣، سلسلة الصحيحة: ٩٧٣.

[2] سنن الترمذي، کتاب الزهد، باب يوم القيامة وندامة المحسن، رقم: ٢٤٠٢، طبرانی صغیر، رقم: ٢٤١، علامہ البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

کاٹی گئی ہوتیں۔“

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَعْظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا ، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخْطُ)) [1]

”یقیناً آزمائش جتنی سخت ہوگی، اتنا ہی بڑا انعام ملے گا، (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہِ حق سے اکھڑ نہ جائے) اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لیے) آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ پس جو اللہ کے فیصلے پر راضی رہیں (اور صبر کریں) تو اللہ ان سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو لوگ (اس آزمائش میں) اللہ سے ناراض ہوں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہوتا ہے۔“

ان مذکورہ بالا آیات واحادیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ اور جس مؤمن کا جس درجہ ایمان ہوتا ہے، اسی درجہ کا اس کا امتحان بھی ہوتا ہے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے۔ اور اللہ کی یہ سنت بدل نہیں سکتی۔ جو بھی اللہ کے دین پر چلے گا، اس کی ضرور آزمائش ہوگی، تو جو لوگ ان مصائب اور آزمائشوں میں صبر واستقامت سے کام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سعادت نصیب فرمائیں گے۔ اور جو لوگ آزمائشوں میں پورے نہ اُترے اور دنیاوی پریشانیوں اور مصائب وآلام کو عذاب تصور کرلیا، انھیں آخرت میں محرومیوں اور ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو خطاب کرکے فرمایا ہے کہ ”تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ بغیر امتحان و آزمائش سے گزرے جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تک تمہاری ویسی آزمائش نہیں ہوئی ہے، جیسی آزمائش گذشتہ انبیاء ومومنین کی ہوئی“۔ ان پر جو مصیبتیں آئیں، ان کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے بعض اہل

[1] سنن الترمذي، كتاب الزهد، رقم: ۲۳۹۶، علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

ایمان شدتِ کرب والم سے یہ کہنے لگے کہ اے اللہ! اب تو اپنی مدد بھیج دے۔

اور جب ان کا امتحان ہو چکا تو اللہ نے کہا کہ ہاں، اب اللہ کی مدد میرے مؤمن و صالح بندوں کے قریب ہے، کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر ہر وقت قادر ہے۔ اللہ تو آزمانا چاہتا ہے کہ میدانِ عمل میں کون بندہ مخلص اور صادق ہے۔ اور کون ریاء کار و کاذب ہے۔

(۸۹)......ایمان اور ثابت قدمی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۱۷۷ ﴾ (البقرۃ: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿١٥٣﴾ ﴾ (البقرة: ۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں صبر و اثبات کی تعلیم دی جارہی ہے کہ اگر چہ دینِ اسلام کی تبلیغ میں مشکلات پیش آئیں، مگر آپ بدستور اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی احکامِ الٰہی کی پیروی کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ﴾ (مريم: ٦٥)

''آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا رب وہی ہے، تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہم نام، ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ ﴾

(ابراهيم: ۲۷)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ظالم لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَ صَابِرُوا وَ رَابِطُوا ۗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾ ﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

''اے ایمان والو! صبر سے کام لو، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرو، اور جہاد

کے لیے مستعد رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''پیروانِ دعوتِ قرآن کے لیے دستور العمل یہ ہے کہ صبر کریں، راہِ عمل میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ جائیں اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، اگر انھوں نے ایسا کیا تو کامیابی انہی کے لیے ہے۔'' (ترجمان القرآن: ۳۶۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝٣٠ ﴾ (حٰمٓ السجدة: ۳۰)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدۂ توحید اور عمل صالح) پر جمے رہے، ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔''

سیّدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ ایک روایت میں ہے آپ کے علاوہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ .))[1]

''تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جا۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ حم السجدہ آیت نمبر ۳۰ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یعنی سخت سے سخت حالات میں بھی ایمان وتوحید پر قائم رہے، اس سے انحراف نہیں کیا۔ بعض نے استقامت کے معنی اخلاص کیے ہیں۔ یعنی صرف ایک اللہ ہی

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب جامع أوصاف الاسلام، رقم الحديث: ۶۲ / ۳۸۔ مسند أحمد بن حنبل: ۳ / ۴۱۳.

کی عبادت واطاعت کی۔ جس طرح حدیث میں بھی آتا ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

(۹۰)...... بے ایمان اور عذابِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ o فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ o﴾

(المؤمن: ۸۴۔۸۵)

''ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ایک اللہ پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے، ہم نے ان سب سے انکار کیا، لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انھیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے، جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے۔ اور اس جگہ کافر لوگ خراب وخستہ ہوئے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾﴾ (یونس: ۱۰۱۔۱۰۳)

''آپ کہہ دیجیے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ سو وہ لوگ صرف ان لوگوں جیسے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے

ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہی ہوں۔ پھر ہم اپنے پیغمبر کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ (الاعراف: ٩٦)

''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔''

ان آیات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توبہ اور ایمان بس اس وقت تک نافع ہیں جب تک آدمی اللہ تعالیٰ کے عذاب یا گرفت میں نہ آجائے۔ عذاب آ جانے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ نیز ایمان ہی وہ واحد راستہ ہے جو عذابِ الٰہی سے بچا سکتا ہے۔ سابقہ اُمتوں پر اللہ تعالیٰ کے آنے والے عذاب اس بات کی عملی گواہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بچا کر باقی سب کو ہلاک کر دیا۔

باب نمبر 13

عمل اور اس کے متعلقات

(۱)......عمل اور قبولیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞ ﴾ (الزلزال: ۷۔۸)

''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ آیت نمبر ۸ کی تفسیر میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

''امام مقاتل کہتے ہیں کہ یہ سورت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے ایک شخص سائل کو تھوڑا سا صدقہ دینے میں تامل کرتا اور دوسرا شخص چھوٹا گناہ کرنے میں کوئی خوف محسوس نہ کرتا تھا۔'' (فتح القدیر۔تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ ﴾

(الحجر: ۹۲۔۹۳)

''قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے، ہر اُس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَلْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ أَلنَّارَ ، ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَان ، فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا أَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ . فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةَ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً .))[1]

”جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گےتو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو، اس کو بھی دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہوچکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے، (یہاں راوی مالک کو شک ہوگیا ہے کہ اوپر کے راوی نے کون سا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔“

ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں، ان کے علاوہ دیگر نیک اعمال بھی بقدرِ استطاعت کرتے ہیں، الغرض کوئی بھی عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی اُمید کرتے ہیں اور عمل کی قبولیت کے لیے دُعا گو رہتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ ان اعمال کی قبولیت کا انحصار کن اُمور پر ہے۔ پہلے ان اُمور کو بیان کیا جاتا ہے، پھر دیگر اعمال بیان کیے جائیں گے۔

(۲)......عمل اور توحید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الأعمال، رقم الحدیث: ۲۲/ ۴۵۸۱، ۴۹۱۹، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹.

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾﴾ (المؤمن: ٦٠)

''اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دُعا کرو، میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

(البقرة: ١٨٦)

''جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

((كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، إِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ.))[1]

---

[1] سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، رقم: ٢٥١٦، مسند أحمد: ٢٩٣/١، ٣٠٣، صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٩٥٧.

''ایک دن میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں (غور سے سن) تو اللہ کو یاد رکھ تو اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو اللہ سے مانگ، جب تو مشکل میں مدد کا طالب ہو، تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر (اللہ کو اپنا مددگار بنالے) اور اس بات کا یقین کر کہ اگر سب لوگ تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ (یعنی کسی کے پاس دینے کو کچھ نہیں کہ دے، سب کچھ تو اللہ کا ہے، وہ جتنا کسی کو دینے کا فیصلہ کرتا ہے اُسے اتنا ہی ملتا ہے، چاہے ذریعہ کوئی بھی ہو) اور اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے۔''

جب تک کسی انسان کا عقیدہ توحید درست نہیں ہے تو اس کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اپنی اقوام کو سب سے پہلے توحید سمجھائی۔ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی موضوع یہی تھا، اور پیغمبر آخر الزماں محمد الرسول اللہ ﷺ نے بھی مکی دور کی تیرہ سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اپنی دعوت و تبلیغ کو اصلاحِ عقائد اور تعلیمِ توحید پر ہی مرکوز رکھا، اور قرآن میں بھی اس پر خوب زور دیا گیا ہے کہ قرآن کی کل (۱۱۴) سورتوں میں سے چھیاسی سورتیں جو مکی کہلاتی ہیں، ان کا مرکزی اور نمایاں موضوع توحیدِ خالص اور تردیدِ شرک ہے۔

توحید اگر صرف زبانی حد تک ہے اور اسے عملی زندگی میں اختیار نہ کیا جائے تو یہ بھی بے سود ہے، کیوں کہ بقول علامہ اقبال

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اعمال کے لیے صحتِ عقیدہ نہایت ہی ضروری ہے، جب کہ ہم لوگ بڑی بے اعتنائی سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر معمولی معمولی کوتاہیاں عقیدۂ توحید کو سخت ٹھیس پہنچاتی ہیں، جو

ہمارے اعمال کی عدم قبولیت میں بڑی مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔

(۳)......عمل اور اخلاص للہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۲۹ ﴾

(الأعراف: ۲۹)

''آپ فرما دیجیے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رُخ سیدھا رکھا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو۔ تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا، اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۴۶ ﴾ (النساء: ۱٤٦)

''ہاں جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَاۗءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ﮯ ﴾

(البيّنة: ٥)

’’انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے یکسو ہو کر دین کو خالص رکھیں۔ اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾﴾ (صٓ: ۸۲۔۸۳)

’’کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔ بجز تیرے مخلص بندوں کے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿٢﴾﴾ (الزمر: ۲)

’’یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾﴾ (البقرۃ: ۱۳۹)

’’آپ فرما دیجیے: کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمھارا رب ہے؟ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال، ہم تو اسی کے لیے مخلص ہیں۔‘‘

یعنی تم اپنے اعمال کے ذمے دار ہو اور ہم اپنے اعمال کے۔ تم نے اگر اسی بندگی کو تقسیم کر رکھا ہے اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی خدائی میں شریک ٹھہرا کر ان کی پرستش اور اطاعت بجا لاتے ہو، تو تمھیں ایسا کرنے کا پورا اختیار ہے، اس کا انجام (بد) تم خود دیکھ لو گے۔ ہم

تمھیں زبردستی اس سے روکنا نہیں چاہتے، لیکن ہم نے اپنی بندگی، اطاعت اور پرستش کو بالکل اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کردیا ہے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں (جسموں) اور تمہارے مال کی طرف نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لیے عقیدۂ توحید کے بعد اخلاص ہے کہ ہم جو بھی عمل کریں، خالصتاً اللہ کی رضا کی خاطر کریں، کسی دوسرے کی خوشنودی ہرگز مطلوب نہ ہو اور نہ ہی اس کارِ خیر میں یہ جذبہ کارفرما ہو کہ اگر میں یہ عمل کروں گا تو مجھے بڑا عابد و زاہد اور پرہیزگار کہا جائے گا، کیوں کہ کوئی بھی عمل جو خالص رضائے الٰہی کی بجائے فخر اور ریاکاری کے طور پر کیا جائے، اسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

(۴)......عمل اور اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، رقم: ٢٥٦٤، سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب القناعة، رقم: ٤١٤٣.

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یہ آیت اگرچہ جنگ احزاب کے ضمن میں نازل ہوئی ہے، جس میں جنگ کے موقع پر بطورِ خاص رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اس کی اقتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ حکم عام ہے، یعنی آپ ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ ﷺ کی اقتدا ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو، یا معاشرت سے، معیشت سے ہو یا سیاست سے، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں۔''

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ ﴾ (آل عمران : ۳۱)

''آپ کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اتباع میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَخَيْـرُ أُمُـوْرِ الدِّيْـنِ مَـا كَـانَ سُـنَّةً
وَشَـرُّ الْأُمُـوْرِ الْـمُـحْـدَثَـاتُ الْبَدَائِعُ

''دین اسلام کے اُمور میں سب سے بہتر اور خیر کا کام وہ ہے جو سنت ہو۔ جب کہ تمام اُمور میں سب سے بُرے دین اسلام میں نئے نئے ایجاد کردہ کام اور بدعات وخرافات ہیں۔'' (الاعتصام للامام الشاطبی رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا

تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ (محمد: ۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلٰثًا، فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ.))[1]

''اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو! ایک آدمی نے کہا: کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے؟) آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس آدمی نے اپنی بات تین دفعہ دہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تم سے یکسو رہوں تو بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیوں کہ تم سے پہلے کی اُمتیں بہت زیادہ (غیر ضروری) سوال کرنے کی وجہ سے اور انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ اور جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ، جس حد تک تم میں طاقت ہے۔ اور جب میں تمھیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس کو چھوڑ دو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم: ٧٢٨٨ مختصرًا، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة فى العمر، رقم: ١٣٣٧، واللفظ له.

اللّٰہِ! وَمَنْ أَبٰی؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ أَبٰی .)) ❶

''میری ساری اُمت جنت میں جائے گی، سوائے ان کے جنھوں نے انکار کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ: جو میری اطاعت کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، اس نے انکار کیا۔''

عمل کی قبولیت کے لیے تیسری چیز ''موافقت سنت'' ہے کہ ہم کوئی بھی عمل کریں تو اسے اللہ تعالیٰ اسی شکل میں قبول کرتا ہے جب وہ عمل رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے اور اپنائے ہوئے قولی وعملی طریقہ کے عین مطابق ہوگا۔ اگر طریقہ خود ساختہ یا سنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے طریقہ کے مطابق سرانجام دیا جائے تو وہ عنداللہ نامقبول ہوگا۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا، اور آپ کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق عمل کرنا اللہ کو پسند ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے اعمال کو قبولیت سے بھی نوازتے ہیں۔

(۵)......عمل اور رزقِ حلال

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُوا۟ مِمَّا فِى ٱلْأَرْضِ حَلَٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴾ (البقرہ: ۱۶۸)

''اے لوگو! زمین میں جتنی حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی اتباع نہ کرو، بے شک وہ تمہارا بڑا ہی کھلا دشمن ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ وَٱشْكُرُوا۟

❶ صحیح البخاري، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول اللّٰه، رقم: ۷۲۸۰.

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾﴾ (البقرہ: ۱۷۲)

''اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝﴾ (المؤمنون: ۵۱)

''اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''طیبات سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چیزیں ہیں۔ خبائث کو اللہ نے اس لیے حرام کیا ہے کہ وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں۔ گو خبائث خور قوموں کو اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گونہ لذت ہی محسوس ہوتی ہو۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں، اکل حلال سے عمل صالح آسان اور عمل صالح انسان کو اکل حلال پر آمادہ اور اس پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ! يَا

رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ)) [1]

''اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے اور پاک (مال) ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو (اپنے) رسولوں (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المومنون: ۵۱) اور پھر فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۷۲) پھر ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں، پریشان حال ہے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر یارب! یارب! کہتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اور حرام کے ذریعے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟''

قبولیتِ عمل کے لیے ''اکلِ حلال'' نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ حلال رزق اور عملِ صالح کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اکلِ حلال سے عملِ صالح آسان ہوتا ہے اور عمل صالح انسان کو اکل حلال پر آمادہ اور اسی پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔

کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے یا بڑے سے بڑے عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی طور پر مطلوب چار چیزوں ''عقیدہ صحیحہ، اخلاص، اتباع نبوی ﷺ اور رزق حلال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک فوت ہوجائے تو ریاضت وعبادت سب اکارت جاتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝۲۳﴾

(الفرقان: ۲۳)

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، رقم: ۱۰۱۵.

''اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے انہیں پراگندہ کر دیا۔''

(٦)......عمل اور تقویٰ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ١٠)

''کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے، صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾﴾ (البقرہ: ٢٨١)

''اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ))[1]

''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور خطا ہو جانے کے بعد نیکی کرو کہ وہ برائی

---

[1] سنن الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس : رقم ١٩٨٧، مسند احمد بن حنبل، ٢٣٨/٥، ٢٣٦، صحیح ابن حبان : رقم ٥٢٤، مستدرك حاكم: ٥٤/١، ٢٤٤/٤، سنن دارمی: ٣٢٣/٢، علامہ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْاَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی والْعَفَافَ وَالْغِنٰی))[1]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، شرم وحیا، اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔''

تقویٰ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا نام ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کا زیادہ اہل ہے کہ انسان اس سے ڈرے اور خوف کھائے اور وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے بندوں کے دلوں میں اس کی عظمت و کبریائی قائم رہے اور وہ اس کے تحت اعمال کریں تا کہ انہیں زیادہ سے زیادہ قربِ الٰہی حاصل ہو سکے۔

(۷)......عمل اور قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ ﴾ (طه: ۱۲۴ تا ۱۲۶)

''اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الٰہی! مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في الادعية رقم : ۲۷۲۱.

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾

(بنی اسرائیل : ۹)

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''

سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ:

((ذَاكَ عِنْدَ أوان ذَهَابِ الْعِلْمِ "قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُذْهَبُ الْعِلْمِ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ اَبْنَاءَنَا ، اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ ، زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مَنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ أَوْ لَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ ، لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيْهِمَا؟)) [1]

''یہ اس وقت ہوگا جب دین کا علم مٹ جائے گا۔ تو میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! علم کیونکر مٹایا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو قیامت تک پڑھاتے رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوب اے زیاد! میں تمہیں مدینہ کا انتہائی سمجھ دار آدمی سمجھتا تھا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہود و نصاریٰ، تورات و انجیل کی کتنی تلاوت کرتے ہیں، پر ان کی تعلیمات پر کچھ بھی عمل نہیں کرتے۔''

یہود و نصاریٰ کی ذلت و رسوائی کا سبب اپنی مذہبی کتابوں سے بیزاری اور احکام الٰہیہ سے دوری تھا اور آج بدقسمتی سے یہی بیماری مسلمانوں کو بھی دیمک کی طرح کھائے جا رہی ہے کہ مسلمان قرآن سے عقیدت تو رکھتے ہیں، اسے اچھے اچھے غلافوں میں لپیٹ کر طاقچوں کی زینت بھی بناتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے اور اس کا نتیجہ علامہ اقبال کے الفاظ میں یوں بھگت رہے ہیں ع

---

[1] صحيح سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم، رقم : ٤٠٤٨.

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
تم خوار ہوئے اس جہاں میں تارکِ قرآن ہوکر

(۸)......عمل اور نبی کریم ﷺ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ○ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ○﴾ (المزمل: ۱ تا ٤)

''اے کپڑے اوڑھنے والے! رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہوجاؤ مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کرے، یا اس پر بڑھا دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (صاف) پڑھا کر۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ ﴿۲۰﴾﴾ (المزمل: ۲۰)

''آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے، اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے، پس اس نے تم پر مہربانی کی، لہٰذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لیے آسان ہو اتنا ہی پڑھو۔''

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی بھی ہے:

((عَنْ اَبِي ذَرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِآيَةٍ حَتّٰى أَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا

وَالآیۃ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾ (المائدہ:۱۱۸) [1]

''ایک رات رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور صبح تک ایک ہی آیت تلاوت فرماتے رہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اے اللہ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے غلام ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب وحکمت والا ہے۔''

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى حَصِيرٍ فَأَثَّرَ فِي جِلْدِه) فَقُلْتُ: بِأَبِيْ وَأُمِيْ ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيْكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ [تَحْتَ] شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [2]

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ایک دن چٹائی پر آرام فرماتھے کہ اس چٹائی سے جسم مبارک پر نشانات پڑ گئے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں حکم دیتے ہم اس پر آپ کے لیے کوئی چیز بچھا دیتے، جو ان نشانات وتکلیف سے آپ کو محفوظ رکھتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں! میں اور دنیا (اکٹھے نہیں ہو سکتے) میری اور دنیا کی مثال تو اس مسافر کے جیسی ہے جو کہ دورانِ سفر کسی درخت کے سائے میں ستا لے، پھر

---

[1] صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء فی القرأة فی صلاة اللیل، رقم : ۱۳۵۰، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب تردید الآیة رقم : ۱۰۱۱، مسند أحمد بن حنبلؒ: ۱۵۶/۵، ۱۷۰، ۱۷۷)

[2] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث ما الدنیا إلا کراکب استظل: رقم : ۲۳۷۷، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الھمّ بالدنیا: رقم : ۴۱۰۹، مسند أحمد بن حنبل: ۳۹۱/۱، ۴۴۱، المسند للشاشی، ۳۴۰۔۳۴۱، مسند طیالسی، رقم : ۲۷۷، مستدرک حاکم: ۳۱۰/۱، ۳۱۰/۴، الطبرانی الأوسط، رقم : ۹۳۰۳، سلسلة الأحادیث الصحیحة، رقم : ۴۳۸

کوچ کر جائے۔''

پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی اور اس میں موجود آرام وسکون فراہم کرنے والے اسباب کو نہ اختیار کرنا بہت زیادہ انابت الی اللہ کا پتا دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ دنیا انسان کو اعمال سے غافل کر دیتی ہے اور اس میں موجود تعیّشات دین سے دوری کا سبب بنتے ہیں۔

(۹)......عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ ... عَظِیْمًا ﴿٣٥﴾ ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا:

((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأَنَّكَ غَرِیبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِیلٍ ، وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ

يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)) [1]

''دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو اجنبی یا مسافر ہو'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو، اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو مرض سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔''

آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان عظیم کاموں کا ذکر کیا ہے جن کی ادائیگی میں وہ کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لیتے اور ان اعمال میں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ ہیں اور حدیث مبارک میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی کی طرح جلیل القدر صحابی کو بھی دنیا سے دل لگی نہ کرنے کا کہا تاکہ وہ بھی اعمال کے درمیان حائل ہونے والی دنیاوی جاہ وجلال کی اشیاء کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کر سکیں۔

(۱۰)......عمل اور علم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ ﴾ (المجادله: ۱۱)

''اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو، تو تم جگہ کشادہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی دے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

[1] صحيح بخارى، كتاب الرقاق، باب قول النبى كن في الدنيا كأنك غريب...... رقم : ٦٤١٦ .

ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝﴾ (آل عمران : ۷)

''وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾﴾

(آل عمران : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ، فرشتے اور علم والے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فتح القدیر کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

’’فرشتے اور اہل علم بھی اس (اللہ) کی توحید کی گواہی دیتے ہیں۔ اس میں اہل علم کی بڑی فضیلت اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور فرشتوں کے ناموں کے ساتھ اُن کا ذکر فرمایا ہے، تاہم اس سے مراد صرف وہ اہل علم ہیں جو کتاب و سنت کے علم سے بہرہ ور ہوں۔‘‘ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَ يَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝۹ ﴾ (الزمر: ۹)

’’بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، آپ کہہ دیجیے! کیا جو لوگ جو علم والے ہیں، اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُخۡزِيۡهِمۡ وَ يَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تُشَآقُّوۡنَ فِيۡهِمۡ ؕ قَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ اِنَّ الۡخِزۡىَ الۡيَوۡمَ وَ السُّوۡٓءَ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۝۲۷ ﴾ (النحل: ۲۷)

’’پھر قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے، جنہیں علم دیا گیا تھا وہ پکار اٹھیں گے کہ آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چمٹ گئی۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷ ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۷)

''آپ فرما دیجیے! تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے، تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝۸۰﴾

(القصص : ۸۰)

''ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، پر بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ)) [1]

''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: علاوہ تین کے، صدقہ جاریہ سے، یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے خیر کرے۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (بن عفان) سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) [2]

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔ رقم الحدیث: ۱۴/۱۶۳۱.

[2] صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه، رقم: ۵۰۲۷.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)) [1]

’’رشک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہیے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا، اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لیے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے: کاش میرے پاس بھی مال اس کی طرح ہوتا اور میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا ، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ)) [2]

’’اللہ تعالیٰ خوش وخرم رکھے (تر وتازہ رکھے) اس شخص کو جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچا دیا، اور کتنے ہی ایسے ہیں جن تک بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔‘‘

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم : ٥٠٢٦، واللفظ له، صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب فضل من یقوم، بالقرآن ویعلمه، وفضل من تعلم حکمة من فقه أو غیره فعمل بها وعلمها، رقم : ٨١٦.

[2] صحیح سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع، رقم : ٢٦٨٥، مسند احمد: ٤٣٦/١، مسند حمیدی، رقم الحدیث : ٨٨، سنن ابن ماجه، باب من بلّغ علمًا، رقم : ٢٣٢.

سیدنا جابر اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت والا کوئی نہ ہوگا جس کی وجہ سے دوسروں نے علم سیکھا اور اُس پر عمل کیا تو وہ کامیاب ہوگئے اور وہ خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہا۔ (فضائل علم و علماء)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے: '' جس علم سے نفع نہیں اٹھایا جاتا اس کی مثال اس خزانہ کی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاتا۔'' [1]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' جو نہ جانتا ہے نہ عمل کرتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے، مگر جو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا اس کے لیے سات ہلاکتیں ہیں۔ [2]

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے'' ابن آدم یہ تیری تمام حکمت و دانائی کسی کام کی نہیں، جب تک تیرا عمل احمقانہ ہے۔ [3]

عمل اور علم میں زبردست رابطہ ہے۔ عمل کے لیے اہم چیز علم ہے اور علم کا خزانہ قرآن و حدیث ہے قرآن و حدیث کے خلاف جو کچھ ہو اسے علم کی بجائے جہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔

کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اس عمل کے متعلق معلومات ہونی ضروری ہیں تاکہ ان معلومات کی روشنی میں عمل کو ادا کیا جائے اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے '' صحیح البخاری، کتاب العلم '' کے اندر باب قائم کیا ہے کہ باب: ''العلم قبل القول والعمل'' یعنی بات کرنے اور کام عمل کرنے سے قبل علم ضروری ہے۔ کیونکہ علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر سارے زہد کا دارومدار ہے اور اس علم کی روشنی سے منور ہو کر لوگ جہاں اللہ کے قرب کے لیے جستجو کرتے ہیں وہاں کائنات میں رہتے ہوئے مشکل سے مشکل معرکے بھی باآسانی سر کر لیتے ہیں۔

کسی نے کیا ہی خوب فرمایا: ع

سعادت ، سیادت ، عبادت ہے علم
بصیرت ہے ، دولت ہے ، طاقت ہے علم

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ۱/۳۲۲، اقتضاء العلم والعمل: ۱۲.

[2] جامع بیان العلم والعلماء لابن عبد البر ۲/۱۱، رقم: ٦٥٥، حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۱۱

[3] جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر ۲/۲۱، تعلیقًا.

(۱۱)......عمل اور اللہ کی رحمت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَنْ يُنَجِّيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ، سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوْا وَرُوحُوْا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا)) ❶

''تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا'' صحابہ نے فرمایا: آپ کو بھی نہیں یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:'' مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو تھوڑا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا اَنَا، اِلَّا بِرَحْمَةٍ (مِنَ) اللّٰهِ......)) ❷

''تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکتا۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی اپنی مخلوقات پر بہت زیادہ ہے باوجود اس کے کہ انسانیت اللہ کی بغاوت پر کمر بستہ ہو چکی ہے لیکن وہ پھر بھی رحمت کی برکھا ڈال رہا ہے تو اس طرح جب

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة علی العمل، رقم : ٦٤٦٣، صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالی، رقم : ٢٨١٨.

❷ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب لن یدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالی، رقم : ٢٨١٧.

کل قیامت کو نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کو جان کے لالے پڑے ہوں گے تو وہاں بھی اللہ کی رحمت ہی ہوگی جو عمل کرنے والوں کو اللہ کی جنت تک لے جائے گی اور وہ عذاب کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔

(۱۲)......عمل اور مداومت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) ❶

''اللہ کو وہ عمل پسند ہے جو مسلسل کیا جائے، چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔''

امام مسروق رحمہ اللہ نے فرمایا:

((سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ ، قَالَ: قلت فِيْ أَيِّ حِينٍ كَانَ يَقُوْمُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ .)) ❷

''میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کون سی عبادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھی؟ فرمایا ''جس پر ہمیشگی ہو سکے'' کہا کہ میں نے پوچھا: آپ رات کو تہجد کے لیے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔''

اللہ تعالیٰ نے جو عبادات ہم پر فرض کر دی ہیں ان میں تو کمی وبیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مندرجہ بالا احادیث کے اندر جو مداومت (ہمیشگی) کی بات ہے وہ ان اعمال میں ہے جو نفلی ہیں کہ نفلی عبادت جس میں ہمیشگی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پسند ہے۔

---

❶ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل. رقم : ٦٤٦٥، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره......رقم : ٧٨٣، واللفظ له.

❷ صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، رقم: ٦٤٦١.

(۱۳)......عمل اور استطاعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ﴾ (البقرہ: ٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے ہے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور اس کے فضل و کرم کا تذکرہ ہے کہ اس نے انسانوں کو کسی ایسی بات کا مکلّف نہیں بنایا ہے۔ جو ان کی طاقت سے بالا ہو۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرہ: ٢٥٦)

''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، سیدھی راہ گمراہی سے ممتاز اور روشن ہو چکی، اس لیے جو شخص اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔''

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اس اصل عظیم کا اعلان کہ دین و اعتقاد کے معاملہ میں کسی طرح کا جبر و اکراہ جائز نہیں۔ دین کی راہ دل کے اعتقاد و یقین کی راہ ہے اور اعتقاد، دعوت و موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و اکراہ سے۔'' (ترجمان القرآن: ۱/۲۹۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾

(التغابن: ١٦)

''پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔''

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((لَمْ يكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْراً أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ: خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمِلَّ حَتَّى تَمِلُّوْا .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، شعبان کے پورے دنوں میں آپ ﷺ روزے رکھتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا تم خود ہی اکتا جاؤ گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((دَعُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلُكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَآئِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) [2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب صوم شعبان، رقم الحدیث: ۱۹۷۰، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیر...... رقم: ۷۸۲/۳۱۵)

[2] صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول اللّٰہ، رقم: ۷۲۸۸، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، رقم: ۱۳۳۸.

''جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔''

شریعتِ محمدیہ ﷺ ایک سہل اور آسان دین ہے۔ اس میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کو ان کی طاقت سے زیادہ پابند کیا گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے نام نہاد مسلمان صوفی حضرات کہ جنہوں نے اسلام کی اصل شکل کو مسخ کرکے رہبانیت پر چلتے ہوئے دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور اسلام میں اس قدر سخت عبادات داخل کردیں جن کا شریعت اسلامیہ سے دور کا واسطہ و تعلق بھی نہیں ہے۔

(۱۴)......عمل اور نیت

نیت اور عمل کے باہمی ربط کو امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں ایک حسین تعبیر سے نوازا ہے۔ جسے ہم ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں، دماغ دیا ہے، جو ارادہ کرتا ہے اور اعضا و جوارح دیے ہیں جو اس ارادے کو فعل میں لاتے ہیں پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لیے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ٹھہریں:

ارادے کا صحیح ہونا

فعل کا صحیح طریق پر انجام پانا۔

دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آسکے، علوم و فنون و اخلاق میں ان ہی دو حقیقتوں کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے، عزم، منصوبہ، تصور، اعتقاد وغیرہ''

سب سے وہی حقیقت مراد ہے، جو افعال سے پہلے وجود میں آئی ہے اور افعال کے لیے بہ منزلۂ علت وسبب کے ہوتی ہے جب تک وہ صحیح نہیں ہوگی، فعل بھی صحیح نہیں ہوسکتا!......

اس حقیقت کو شریعت نے ایک جامع اصطلاح میں نیت اور عمل سے تعبیر کیا ہے اور تمام ایمانیات اور عبادات کو ان ہی دو حقیقتوں کی تصحیح واصطلاح سے مرکب کیا ہے۔ نیت دماغ کا ارادہ اور دل کا یقین واعتقاد ہے اور عمل اس کا ظہور ہے، جو ظاہر میں مرتب ہوتا ہے۔ پس شریعت بتلاتی ہے کہ تمام کاموں کی کامیابی کے لیے پہلی شرط نیت کی تصحیح اور درستگی ہے۔ یہی اصل جڑ ہے باقی سب شاخیں ہیں!'' (خطبات آزاد، ص: ۸۸،۸۷)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ:

((إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ ، وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا ، أَوْ إِلَى إِمْرَأَةٍ يَنْكَحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)) [1]

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کو حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی۔''

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی ال رسول اللّٰہ، رقم الحدیث: ۱، صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم، إنما الاعمال بالنیۃ...... رقم الحدیث: ۱۹۰۷/۱۵۵.

((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کردی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کردیا ہے، پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہ کرسکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر، اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔''

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَا هُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قِيلَ فَهٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلُ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ)) ❷

''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آجائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔ پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة: رقم ٦٤٩١، صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت وإذا هم بسيئة لم تكتب، رقم: ١٢٨.

❷ صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما، رقم: ٧٠٨٣، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، رقم: ٢٨٨٩٨.

اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ (تبوک) کے موقع پر فرمایا کہ:

((إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِيْنَةِ خَلَفنا ما سَلَكْنَا شَعْبًا وَلَا وَادِيًا إِلَّا وَهم مَعَنَا فِيْهِ، حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.)) [1]

''کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لیے) چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آ سکے۔''

نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے جو ہر اختیاری فعل سے پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اعمال اور نیت کا بڑا قریب کا تعلق ہے ایک انسان جس قدر اعمال کرتا ہے اگر اسی قدر اس کی نیت درست ہے تو وہ بہت بڑا اجر پائے گا لیکن نیت کی خرابی سے وہی اعمال اس کے لیے وبال جان بھی بن سکتے ہیں۔ الغرض اعمال صالحہ، ثواب اعمال سب نیت ہی پر موقوف ہیں اور ہر نیک کام کی تکمیل کے لیے اخلاص نیت نہایت ہی ضروری ہے۔

(۱۵)......عمل اور درجات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴾

(الانعام: ۱۳۲)

''اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من حبسه العذر من الغزوه، رقم : ۲۸۳۹.

﴿ وَمَنْ يَّأْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ ﴾ (طه : ٧٥)

''اور جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا، اور اس نے اعمال بھی نیک کیئے ہوں گے اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔''

ہر انسان و جن کے باہمی درجات میں، عملوں کے مطابق، فرق و تفاوت ہوگا اور جس انسان نے حالت ایمان میں دنیا میں رہتے ہوئے اعمالِ صالحہ زیادہ کیئے ہوں گے اسے جنت الاٹ کردی جائے گی، جبکہ اعمالِ صالحہ میں کمی اور کوتاہی سے کام لینے والا عذاب جھیل کر جنت میں آئے گا اور اس کا جنت میں درجہ بھی دوسروں کی بانسبت کم ہوگا تو...... گویا کہ درجات اعمال کے مرہون منت ہیں، اگر اعمال نامہ اعمال میں ہوئے تو بلند درجات ملیں گے ورنہ حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۱۶)......عمل اور جزا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ ﴾ (الاعراف : ٤٣)

''اور جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کردیں گے۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا ورنہ ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ ﴾ (الزمر: ٧٤)

''یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔''

ہم لوگ اس دنیا میں کام کاج کرتے ہیں تاکہ اجرت ہو اور گھر کی دال روٹی چلتی رہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی اعمال صالحہ کرے، اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے شب و روز ایک کر دے، کسی لمحہ بھی اس کی نافرمانی نہ کرے اور وہ اسے اجر و ثواب سے نہ نوازے، اسے اس کے کیے ہوئے عمل کا بدلہ نہ دے؟ ہاں یقیناً اللہ تعالیٰ بہتر اجر و ثواب سے اپنے نیک بندوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور انہیں اُن کے اعمال کے بدلے جنت دیں گے۔

(۱۷)......عمل اور نیکی کی توفیق

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهٗ فَقِيْلَ: كَيْفَ يَسْتَعْمِلُهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: يُوَفِّقُهٗ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ اللہ کیسے کام لیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس کو مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔''

[1] سنن الترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان اللہ کتب کتابا لأھل الجنة وأھل النار، رقم: ٢١٤٢، مسند أحمد ١٠٦/٣، الروض النضیر ٨٧/٢. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

یہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے کہ انہیں اس دنیا میں مختلف مواقع مہیا کرتا ہے۔ جن سے انسان فائدہ اٹھا کر اپنی عاقبت کے لیے کچھ نہ کچھ کر لیتا ہے۔ اس شفقت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب آخری گھڑیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں پر خاص فضل وکرم کرتے ہوئے انہیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ نیک عمل کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ آمین

(۱۸)......عمل اور شرک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝۶۶ ﴾ (الزمر: ٦٥،٦٦)

”یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے، کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاکاروں میں سے ہو جائے گا، بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔“

یعنی شرک کے ساتھ کسی عمل کو عمل صالح قرار نہیں دیا جائے گا اور جو شخص مشرک رہتے ہوئے اپنے نزدیک بہت سے کاموں کو نیک کام سمجھتے ہوئے کرے گا ان پر وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہوگا اور اس کی پوری زندگی سراسر زیاکاری بن کر رہ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۸۸ ﴾ (الاعراف: ٨٨)

”اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس

کی ہدایت کرتا ہے اور اگر (فرضاً) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے ہیں وہ سب اکارت ہو جاتے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝﴾

(الزمر: ۲،۳)

''یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ خود کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ اپنی راہ نہیں دکھاتا۔''

شرک ایک ایسی مہلک بیماری ہے کہ جس کو لگ جائے اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی کیونکہ مشرک کی حالت بے یقینی کی سی ہو جاتی ہے اور وہ در، در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ پھر اُس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ شرک کرنے والے کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں، مذکورہ بالا آیات میں خطاب اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ہے جو شرک سے پاک بھی تھے اور آئندہ کے لیے معصوم بھی، لیکن اس میں دراصل امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعریض اور اس کو سمجھانا مقصود ہے کہ اگر اپنے اعمال کی حفاظت کرنا چاہتے ہو تو شرک سے بچنا۔

(۱۹)......عمل اور ریا کاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ ﴾ (الماعون : ٤ تا ٦)

''ان نمازیوں کے لیے ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) ہے۔ جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ جو ریا کاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (البقرہ : ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو ایمان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔''

((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ فَقَالَ لَهٗ نَاتِلُ اَهْلِ الشَّامِ اَیُّهَا الشَّیْخُ حَدِّثْنَا حَدِیثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَیْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیهَا قَالَ

قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ)) [1]

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں سے شہید کے خلاف فیصلہ دیا جائے گا۔ جب اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کروائیں گے وہ اس کا اعتراف کرے گا ارشاد ہوگا۔ پھر تو نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ کہے گا الٰہی میں تیرے لیے لڑتا رہا حتیٰ کہ کٹ مرا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو اس لیے جہاد کیا کرتا تھا کہ تیری بہادری کا چرچا ہو چنانچہ تجھے ایسا ایسا کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے۔ پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور خود بھی قرآن کی تلاوت کیا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائیں گے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائیں

[1] صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار: رقم : ١٩٠٥.

گے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور پھر دوسروں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم گردانا جائے تو تلاوت قرآن بھی اس لیے کرتا تھا کہ تجھے قاری سمجھا جائے۔ وہ شہرت تو تجھے مل چکی۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پیشانی کے بل کھینچ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی اور ہر قسم کے وسائل عطا فرمائے اسے بلا کر ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ بھی ان کا اقرار کرے گا ارشاد ہوگا پھر تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تیرے دیئے ہوئے مال کو خرچ نہ کیا ہو۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو سخی ہونے کی شہرت حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ لوگ تجھے فیاض سمجھتے تھے پھر اس کو بھی الٹے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔''

عبادت میں اخلاص ایسی نعمت ہے کہ ہر عمل کی قیمت ہی اسی سے بنتی ہے اور ریا کاری ایسی بلا ہے کہ انسان کا سارا کیا دھرا رائیگاں ہو جاتا ہے۔ اخلاص اور ریا کاری کی حدیں بہت قریب قریب ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قوس وقزح کے رنگوں کی طرح یہ دونوں بھی اتنی قریبی چیزیں ہیں کہ ان میں حد فاصل لگانا بھی توفیق الٰہی کے بغیر ناممکن ہے تو یہ درست ہے۔ کیونکہ جو شخص نماز روزہ یا کوئی بھی نیک عمل کرے اور اس کی نیت میں ذرا بھی فطور آ جائے تو اس کا عمل اس کھوٹے سکے کی طرح ہو جائے گا جو بازار میں نہیں چل سکتا تو ایسی کھوٹی نیت کا عمل بھی بارگاہ الٰہی میں قبولیت حاصل نہیں کرتا بلکہ وہ عمل ثواب کی بجائے عذاب بن جاتا ہے۔

(۲۰)......عمل اور شر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾﴾ (الفلق : ۱، ۲)

''آپ فرما دیجیے، کہ میں صبح کے پھاڑنے والے کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔''

ایک حدیث میں آتا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِی دُعَآئِهٖ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَشَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ)) [1]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے ''اے اللہ! میں اپنے کردہ اور نا کردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ اللہ کے خوف اور ڈر سے اعمال کثرت سے کرتے تھے کہ کہیں اعمال کے اندر شر نہ آ جائے اسی لیے آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ جہاں خود اعمال میں شر سے پناہ طلب کی ہے ایک طرح کا امتیوں کی اصلاح کا پہلو بھی اس میں موجود ہے کہ یہ بھی اعمال کر کے کسی گھمنڈ میں نہ آ جائیں بلکہ اعمال کی خیر کے طلب گار رہیں۔

(۲۱)......عمل اور برائیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾

(الفرقان : ۷۰)

''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیة: رقم : ۲۷۱۶.

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ ﴾ (هود: ١١٤)

''دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِي هَذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ)) [1]

''ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دے دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی اور بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اس شخص نے کہا یارسول اللہ کیا یہ صرف میرے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ نہیں بلکہ میری تمام امت کے لیے یہی حکم ہے۔''

یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت و مہربانی ہے کہ ان کے صالح اعمال سے صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ جبکہ کبیرہ گناہ کو بخشوانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی پڑتی ہے۔ پھر جب بندہ اپنے گناہوں سے نادم ہو کر اللہ کو مناتا ہے، توبہ کرتا ہے اور اس کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور وہ نیک اعمال شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تائب ہونے والے کی سابقہ زندگی میں موجود گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔ سبحان اللہ

---

[1] صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب، الصلاة كفارة، رقم ٥٢٦، ٤٦٨٧.

(۲۲)......عمل اور عذابِ قبر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۫ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۧ ﴾

(ابراھیم : ۲۷)

''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔''

یعنی توحید اور عمل صالح کی بدولت اہل ایمان حیات دنیوی سے لے کر محشر تک ثابت قدم رہیں گے۔ دنیا میں کیسی ہی آفات وحوادث پیش آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو یا قبر میں منکر نکیر سے سوال و جواب ہو، ہر موقع پر وہ مستقیم اور ثابت قدم رہیں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو وہ (تدفین کے بعد) واپس پلٹنے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے اگر مومن کی میت ہو تو نماز اس کے سر کے پاس، روزہ دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف اور دوسرے نیک اعمال (مثلاً) صدقہ نوافل، لوگوں کے ساتھ بھلائیاں، اور حسن سلوک پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں فرشتہ عذاب کے لیے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں، پھر فرشتہ دائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ میری طرف سے راستہ نہیں۔ (کسی دوسری طرف سے آؤ) پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو صدقہ، خیرات، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور احسان وغیرہ کہتے ہیں ہماری طرف سے راستہ نہیں ہے۔[1]

---

[1] صحیح ابن حبان، رقم : ۳۱۱۳، مستدرك حاكم : ۱/۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، مصنف عبد الرزاق، رقم : ۶۷۰۳.

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ ملک ﴿تبارك الذی بيده الملك﴾ عذاب قبر سے رکاوٹ ہے۔ ❶

اچھا عمل جہاں انسان کو معاشرتی زندگی میں وقار عطا کرتا ہے، وہاں یہ آخرت کی مشکل گھڑیوں میں بھی انسان کا محافظ بن جاتا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث اس بات کو صراحت سے بیان کر رہی ہے کہ انسان کے اعمال اس کے لیے قبر کے عذاب سے ڈھال بن جاتے ہیں۔

(۲۳)......عمل اور آخرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٥﴾﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

''ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾﴾ (الانبیاء: ۹۴)

''پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی۔ ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔''

---

❶ مستدرك حاكم، ۲/ ٤٩٢، مصنف عبد الرزاق، رقم: ٦٠٢٥، طبرانی رقم: ٨٦٥١، سلسلة احاديث صحيحه الألبانی.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○﴾

(الزلزال: ٦ تا ٨)

''اس روز مختلف لوگ جماعتیں ہوکر (واپس) لوٹیں گے، تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

آخرت (قیامت) کے ناموں میں سے ایک نام ''یوم الدین'' بھی ہے جس کا مطلب ہے ''جزاء وسزا کا دن'' تو اس دن وہ لوگ جو جزاء کی خاطر اعمال کرتے رہے اور سزا سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرتے رہے ان کو کسی صورت پریشان نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہنسی خوشی ان کو کامیابی سے ہمکنار کیا جائے گا۔ تو یومِ آخرت کی کامیابی میں اعمال ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان اعمال پر ہی جزا وسزا کے فیصلے سنائے جاتے ہیں۔

(۲۴)......عمل اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ (المرسلت: ٤١ تا ٤٤)

''بے شک پرہیز گار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ (اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝١٠٧ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝١٠٨﴾

(الکھف: ۱۰۷، ۱۰۸)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے صالح اعمال کئے یقیناً ان کے لیے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے، جس جگہ کو بدلنے کا کبھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔''

اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

((إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو اس سے پوچھا گیا کوئی اپنی نیکی تجھے یاد ہے، اس نے کہا مجھے تو یاد نہیں پڑتی اس سے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! اس نے کہا مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں، سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا، جو لوگ خوشحال ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) مہلت دیا کرتا تھا اور تنگ دستی والوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر جنت داخل کر دیا۔''

ایمان لانے کے بعد اعمال ہی سے آدمی جنت میں جا سکتا ہے اور پھر جنت میں درجات

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۵۱، صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب انظار المعسر...... رقم ۱۵۶۰.

اور منزلیں وہ بھی اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوں گی اور اسی طرح اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوں گے، اعمالِ صالحہ ہیں۔ جو لوگ عملِ صالح کئے بغیر ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار بن جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے، جیسے کوئی زمین میں ہل چلائے اور بیج نہ بو کر فصل کا امیدوار بن جائے یا تخم حنظل بو کر خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

''ہر نفس کا موت کا مزہ چکھنا ہے، اور قیامت کے دن تمھارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس جو شخص قیامت کے دن آگ سے دور کردیا جائے گا، اور جنت میں داخل کردیا جائے گا، وہ فائز المرام ہوجائے گا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے، تمھیں یقیناً تمھارے مالوں اور جانوں میں آزمایا جائے گا، اور تم یقیناً ان لوگوں کی جانب سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، اور مشرکین کی جانب سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو بے شک یہ ہمت وعزیمت کا کام ہے۔''

(۲۵)......عمل اور امر بالمعروف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

﴿وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَ أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰۴﴾﴾

(آل عمران : ۱۰۴)

''تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔''

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا اِلَی هُدًی كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلَی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) [1]

''ہدایت کی طرف لوگوں کو بلانے والے کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا، جبکہ لوگوں کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے برائی (گمراہی) کی طرف لوگوں کو بلایا، وہ اس پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ گار ہوگا۔ اس سے ان (گناہ کرنے والوں) کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

قرآن وسنت میں کتنے ہی ارشادات الٰہی اور فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہیں جن میں ہمیں نیک کاموں کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کام (امر بالمعروف) ایک ایسا فریضہ ہے کہ جس میں دنیاوی نجات بھی ہے، اور اخروی فوز وفلاح بھی اور اس کی غفلت پر وعید بھی تو کیوں نا ہم گھاٹے کا سودا کرنے کے بجائے نفع کا سودا کریں اور لوگوں کو نیکی کی طرف لائیں تاکہ کام تو وہ اچھے کریں اور نامۂ اعمال ہمارا نیکیوں سے بھرتا چلا جائے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی کتاب ''اسلام پر (۴۰) اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب'' میں ایک حکمران کا مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ بیان فرمایا جو کہ ایک معروف بات کا نتیجہ تھا۔

[1] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، رقم : ۲٦٧٤.

’’شہزادہ تغلق تیمور شکاری مہم کے دوران میں کہیں خیمہ زن تھا کہ اذان کی آواز سے اس کی نیند اُچاٹ ہوگئی ۔ اس کے حکم پر سپاہی گئے اور اذان دینے والے مسلمان بزرگ شرف الدین کو پکڑ لائے۔ تغلق تیمور نے انہیں دیکھتے ہی اپنے قریب بیٹھے کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: ’’تم اچھے ہو یا میرا یہ کتا اچھا ہے؟‘‘ شیخ شرف الدین نے کہا: اس سوال کا جواب اس وقت دینا ممکن نہیں۔ شہزادہ ان کے طرزِ گفتگو سے متاثر ہوا اور انہیں جانے دیا۔ اس کے چند برس بعد جب تغلق تیمور تخت نشین ہو چکا تھا تو شیخ شرف الدین کا آخری وقت آن پہنچا اور انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میری تدفین سے فارغ ہو کر تغلق تیمور کے پاس جانا اور اسے یہ پیغام دینا کہ شرف الدین کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے، لہٰذا وہ اس کے کتے سے بہتر ہے۔ صاحبزادے نے دار الحکومت جا کر بڑی مشکل سے تغلق تیمور کے دربار میں رسائی پائی، اور اسے اپنے والد کا پیغام دیا، تو اس کے دل کی کایا پلٹ گئی، اور ایمانی حلاوت سے شادکام ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (اسلام پر ۴۰ اعتراضات کے عقلی و نقلی دئل، ص: ۲۷)

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(۲۶)......عمل اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝٨ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٩﴾

(لقمان: ۸، ۹)

’’بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کام بھی نیک (بمطابق سنت) کیے ان کے لیے نعمتوں والی جنتیں ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ ہے، وہ بہت بڑی عزت و غلبہ والا اور کامل حکمت والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵ ﴾ (النور: ۵۵)

”تم میں سے ان لوگوں نے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ مستحکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے صالح مومنوں کے ساتھ اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں جنت دے گا اور یہ وعدہ اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے اگر اعمال صالحہ نہیں ہے صرف ایمان ہے تو اس صورت میں اگر اللہ نے چاہا جنت تو مل جائے گی لیکن سزا بھگتنے کے بعد، اگر اعمالِ صالحہ سے نامہ اعمال مزین ہے تو سیدھا انسان کو جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

اسی طرح اعمال کی بدولت دنیا میں خلافت وسلطنت کا وعدہ ہے اور اس وعدے کا ظہور عہدِ خلافت راشدہ اور خیر القرون میں ہوا، اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل والوں کو زمین میں غلبہ عطا فرمایا، اسلام کو عروج دیا، ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوگیا۔ پہلے مسلمان کفار عرب سے ڈرتے تھے پھر اس کے برعکس معاملہ ہوگیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے وعدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا۔ اگر آج بھی مسلمان اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں تو دوبارہ کھوئی ہوئی

عظمت مل سکتی ہے۔

(۲۷)......عمل اور روزہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر (نیک) عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزہ سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہیے اور نہ ہی شور مچانا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔

اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے ایک مسلمان آدمی جو بھی عمل کرتا ہے اس سے کچھ نہ کچھ

[1] صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل یقول إنی صائم اذا شئتم، رقم : ۱۹۰۴، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، رقم : ۱۱۵۱.

فائدہ اٹھاتا ہے گو اس کی ریاکاری کی نیت نہ ہو مثلاً لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں، اس کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ مگر روزہ ایسی مخفی عبادت اور اللہ کو محبوب عمل ہے کہ جس کا صلہ اللہ تعالیٰ خود دے گا بندوں کو اس میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں۔

(۲۸)......عمل اور اس کی اللہ کے ہاں قدر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾﴾ (الانبیاء: ۹۴)

''پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مؤمن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی، ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿٧﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿٨﴾﴾ (الزلزال: ۸،۷)

''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

اللہ تعالیٰ بہت قدر دان ہے۔ وہ اپنے بندوں کو کسی صورت بھی شرمندہ نہیں کرتا اور وہ بندے جو ایمان والے ہیں اور ساتھ ساتھ اچھے عمل بھی کرتے ہیں تو ان کے ایک ایک عمل کی قدر کرتے ہوئے ان کو اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

(۲۹)......عمل اور اعلیٰ مہمانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾﴾

(الکھف : ۱۰۷، ۱۰۸)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے ان کے لیے جنت الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾﴾ (المرسلت : ٤١ تا ٤٤)

''بے شک پرہیز گار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ (اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔''

ایمان لا کر اچھے عمل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مہمانی کے طور پر جنت الفردوس کے باغات تیار کئے ہیں اور جنت الفردوس وہ جگہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ))[1]

''کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانے درجے کی جنت ہے اور بلند ترین اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔''

تو گویا اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ جنت ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے بطور مہمان کے تیار رکھی ہے۔

[1] صحيح البخاری، کتاب التوحيد والرد على الجهميه، باب وكان عرشه على الماء...... رقم : ٧٤٢٣

(۳۰)......عمل اور میزان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ ﴾ (الاعراف: ۸،۹)

''اور اس روز وزن بھی برحق ہے۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۱۰۱ تا ۱۰۳)

''پس جبکہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ جن کی ترازو کا پلہ بھاری ہوگیا وہ نجات والے ہوگئے اور جن کے ترازو کا پلہ ہلکا ہوگیا یہ ہیں وہ جنہوں نے اپنا نقصان آپ کرلیا جو ہمیشہ کے لیے جہنم واصل ہوئے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ۝ ﴾ (الانبیاء: ٤٧)

''قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔

پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ﴿٩﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾ ﴾ (القارعه: ٦تا١١)

’’پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے؟ وہ تند و تیز آگ ہے۔‘‘

سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَان ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ)) ❶

’’صفائی نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کے ساتھ میزان بھر جائے گا، سبحان اللہ والحمد للہ سے آسمان و زمین میں جو کچھ ہے بھر جائے گا۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ، ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ .)) ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الطهارة باب فضل الوضوء رقم الحديث: ١/٢٢٣.

❷ صحيح البخارى، كتاب التوحيد والرد على الجهميه وغيرها، باب قوله تعالى ”**ونضع الموازين القسط**......رقم: ٧٥٦٣، صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ٢٦٩٤.

”دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں) سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔“

آخرت پر ایمان لانے کے جمیع امور میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی کا ایمان ہو کہ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے، جس کا وزن زیادہ ہوگا وہ نجات پا جائے گا اور جس کا وزن کم ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔

بندوں کے اعمال کر کے وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا اظہار ہو اور بندے کو اس کے اعمال کی پوری خبر واطلاع ہو۔ جس طرح اعمال کا وزن ہوگا اسی طرح اعمال کے صحیفوں کا بھی وزن ہوگا جس طرح کہ حدیث بطاقہ اور ”حدیث سجلات“ (رجسٹروں والی حدیث) میں آیا ہے جن کی (سنن الترمذی، کتاب الایمان عن الرسول ﷺ رقم: ٢٦٣٩، السلسلة الصحيحة رقم: ١٣٥) پر تفصیل دیکھی جا سکتی ہے اور اعمال کرنے والے انسان کا بھی وزن ہو سکتا ہے جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں احد سے زیادہ بھاری ہیں۔“ [1]

(۳۱)......عمل اور آزمائش

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملك: ٢)

”وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔“

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں رقم

[1] مسند احمد بن حنبل ١/ ٤٢٠، ٤٢١، رقم: ٣٩٢١.

طراز ہیں:

''﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ ''اس نے موت وحیات کو پیدا کیا۔''یعنی اس نے اپنے بندوں کے مقدر کیا کہ وہ ان کو زندگی عطا کرے، پھر موت سے ہم کنار کرے۔ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ''تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے کون سب سے زیادہ صاحب اخلاص اور کون سب سے زیادہ راہِ صواب پر ہے۔'' یہ آزمائش اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کر کے ان کو اس دنیا میں بھیجا، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ انہیں عنقریب یہاں سے منتقل کیا جائے گا۔ ان کو اوامر ونواہی دیے اور اپنے ان اوامر ونواہی کی معارض شہوات کے ذریعے سے ان کو آزمایا۔ پس جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے اوامر کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں بہترین جزا دے گا اور جو کوئی شہواتِ نفس کی طرف مائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کو دُور پھینک دیا تو اس کے لیے بدترین سزا ہے۔

باب نمبر 14

کفر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ۫ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرہ: ۳٤)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸٤﴾﴾ (النحل: ۸۳، ۸٤)

''یہ اللہ کی نعمتیں ہیں وہ جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں، اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ کھڑے کریں گے پھر کافروں کو نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾﴾ (المنافقون: ۲، ۳)

''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، پس اللہ کی راہ سے رک گئے، بے

شک برا ہے وہ کام جو یہ کرتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾﴾ (التوبہ: ٦٥،٦٦)

''اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنسی کھیل کرر ہے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیات، اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کر لیں، تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔''

کفر کا لغوی معنی نہ ماننا اور انکار کرنے کے ہیں جبکہ شریعتِ اسلامیہ میں کفر احکاماتِ الٰہیہ اور رسالتِ محمدیہ ﷺ کے انکار کا نام ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت اور اس کے بھیجے ہوئے انبیا و رسل (علیہم السلام) کو نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔

شریعتِ اسلامیہ میں جو انسان کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے لیے بھی کفر کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یاد رہے وہاں پر کفر سے مراد وہ حقیقی کفر نہیں جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ بلکہ یہ حقیقی کفر سے کم ہے۔ محدثین عظام رحمہم اللہ کی اصطلاح میں اس کا نام ''کفر دون کفر'' ہے۔

اہل علم حضرات نے لفظ ''کفر'' کو مختلف معانی میں استعمال ہونے کی بدولت چار قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

۱: کفر بالکل انکار کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بالکل انکار کرنا، اس کا وجود ہی تسلیم نہ

کرنا قرآن میں زیادہ تر ایسے ہی کافروں سے خطاب کیا گیا ہے۔

۲: کفر جحود: یعنی اللہ کو دل سے تسلیم کرنا مگر اپنے دنیاوی مفاد کے لیے زبان سے اقرار نہ کرنا، مشرکین مکہ میں سے بعض کا ایسا ہی کفر تھا، آج بھی ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں۔

۳: کفر عناد یعنی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار بھی کرنا مگر احکامِ الٰہی کو تسلیم نہ کرنا اور توحید وسنت کے اسلامی عقیدہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہونا ماضی اور حال میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں۔

۴: کفر نفاق یعنی زبان سے اقرار کرنا مگر دل سے یقین نہ کرنا جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ﴾ میں مذکور ہے۔[1]

(۱)......کفر اور ایمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المطففین: ۲۹تا۳۶)

''گناہ گار لوگ ایمان والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے والوں

[1] بحوالہ صحیح البخاری مترجم۔ از شیخ محمد داؤد راز رحمہ اللہ: ۱/۲۱۳.

کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ ہیں اور ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ پس آج ایمان والے ان کافروں پر ہنسیں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ کیا کافروں کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ مل گیا؟ جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٥٠﴾ ﴾ (آل عمران : ۱٤۹، ۱٥۰)

''اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے، (یعنی مرتد بنا دیں گے پھر تم نامراد ہو جاؤ گے بلکہ اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مددگار ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ برابر شفاعت کے ذریعے مسلمانوں کو (جہنم سے نکال) جنت میں داخل فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ مسلسل (مسلمانوں پر) اپنا فضل و کرم فرماتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کوئی مسلمان ہے اسے جنت میں داخل کر دو یہ ہے وہ وقت جس کے بارے میں ارشاد مبارک ہے:

﴿ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴾ (الحجر : ۲)

''ایک وقت آئے گا جب کافر پچھتا پچھتا کر کہیں گے کاش وہ مسلمان ہوتے۔''[1]

اس کی سند میں عطار بن السائب ''مختلط'' راوی ہے۔ جبکہ اس کا شاہد سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ ہیں۔[2] اور سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے (السنۃ لابن ابی عاصم) رقم: ۸۴۳، اور مجمع الزوائد: ۷/۴۵ میں ہے لیکن اس کی سند میں خالد بن نافع ضعیف راوی ہے۔ اس روایت کا ایک اور

---

[1] مستدرك حاكم ۲/۳٥۳.

[2] السنن الكبرى للنسائى، رقم: ۱۱۲۰۷، طبرانى الاوسط رقم: ٥۱٤۲

شاہد انس رضی اللہ عنہ سے ''السنة لابن ابی عاصم ٨٤٤'' بتحقیق شیخ البانی رحمہ اللہ میں موجود ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ یہ روایت اپنے شواہد سے تقویت پا کر کم از کم حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

''تخلیقِ انسانیت سے لے کر یہ سلسلہ بلا انقطاع چلا آ رہا ہے کہ اہل توحید، اہل شرک کی نظر میں اور اہل ایمان، اہل کفر کی نظر میں، اسی طرح حق والے باطل کی نظر میں گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ اپنے آپ کو اہل حق اور اہل حق کو گمراہ باور کراتے ہیں۔ حالانکہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل ایمان، اہل حق کو بلند و بالا مقامات عطا کر دیئے جائیں گے تو اس وقت ان (اہل کفر) کی حالت دیدنی ہوگی۔ اپنے آپ کو کوستے پھریں گے اور خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے، اہل ایمان اور اہل اللہ کا مذاق نہ اڑاتے۔'' (تفسیر احسن البیان)

(۲)......کفر اور اعمال

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① ﴾

(محمد: ١)

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۟ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ

یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوۡرًا فَمَا لَہٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ﴿۴۰﴾ (النور: ۳۹،۴۰)

"اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ اَعۡمَالُہُمۡ کَرَمَادِ ۣاشۡتَدَّتۡ بِہِ الرِّیۡحُ فِیۡ یَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا یَقۡدِرُوۡنَ مِمَّا کَسَبُوۡا عَلٰی شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ ﴿۱۸﴾ (ابراھیم: ۱۸)

"ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا، ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے، جو بھی انہوں نے کیا اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں، یہی دور کی گمراہی ہے۔"

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"حالت کفر میں اگر کوئی انسان اچھے اعمال کرتا ہے اور پھر ایمان لے آتا ہے تو اس کو ان اعمال کا بھی اجر وثواب دیا جائے گا۔ لیکن اگر کفر کی حالت میں مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کی مثال وہ سراب ہے جو دور سے پانی دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ وہ ریت ہوتی ہے۔ اسی طرح کافر کے عمل بھی عدم ایمان کی وجہ سے اللہ کے ہاں بالکل بے وزن ہوں گے، ان کا کوئی صلہ انہیں نہیں ملے گا۔" (تفسیر احسن البیان)

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾

(المائدہ: ۵)

''کہ منکرینِ ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہیں۔''

(۳)......کفر اور اللہ کی ناراضگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝﴾ (الفرقان: ۲۵تا۲۸)

''جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے۔ اس دن صحیح طور پر بادشاہت صرف رحمٰن کی ہوگی اور یہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا، ہائے کاش کہ میں نے رسول (ﷺ) کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝﴾ (رحمن: ۳۹تا۴۱)

''اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گناہ گار اپنی حالت سے ہی پہچان لیے جائیں گے اور ان کی پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لیے جائیں گے۔''

﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ۝۶۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝۶۶﴾ (الاحزاب: ٦٥، ٦٦)

''اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ (حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔''

علاوہ ازیں ایک طویل روایت میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

((وَاَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ: هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ)) [1]

''کہ کافر اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائکہ، انبیاء اور تمام جن و انس) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ کل قیامت کو اہل کفر سے ان کے لیے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا انداز اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کے لیے جو فرشتے مقرر کیے ہیں ان کے دلوں سے نرمی کو ختم کر دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

[1] صحیح البخاری، کتاب المظالم والغضب، رقم: ٢٤٤١.

﴿عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (تحریم : ٦)

''اس (آگ) پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

(۴)......کفر اور باطل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝٣﴾

(محمد : ۳)

''یہ اس لیے ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی پیروی کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔''

کفر اور باطل کا گٹھ جوڑ ازل سے رہا ہے اور ابد تک رہے گا۔ کیونکہ حق کی جستجو رکھنے والے نہ تو باطل کی حمایت کرتے ہیں اور نہ باطل کو اپناتے ہیں۔ جبکہ اہل کفر چونکہ حق سے کوسوں دور ہوتے ہیں اسی لیے وہ باطل کی پیروی کرتے ہیں اور حق کے تسلیم کرنے سے گریز برتتے ہیں۔

(۵)......کفر اور دنیا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝١٢﴾

(السجدہ : ۱۲)

''کاش کہ آپ دیکھتے کہ جب گناہ گار لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا، اور سن لیا اب تو ہمیں واپس لوٹا دے تو نیک اعمال کریں گے، ہم یقین کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ (البقرہ: ۱۶۷)

''اور تابعدار لوگ کہیں گے، کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔''

ایک مؤمن اور مسلمان کے لیے جہاں اس دنیا کو قید خانہ بتایا گیا ہے کہ جہاں وہ اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی نہیں کر سکتا وہاں یہ دنیا کافر کے لیے جنت ہے کہ جہاں وہ اپنی مرضی سے جو جی میں آتا ہے کرتا جاتا ہے۔ تو مومن کے لیے یہ دنیا اعمال کے لحاظ سے حسرت ناک ہوگی کہ یہ خواہش کرے گا کاش مجھے دنیا میں زیادہ سانسیں لینے کا موقع ملتا اور میں زیادہ سے زیادہ عمل کر کے جنت میں مزید اعلیٰ مقام پاتا۔ اسی طرح کافر بھی اپنے کیے ہوئے عملوں کی وجہ سے نادم ہوگا اور کہے گا کہ کاش میں دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھاتا اور آج اس عبرت ناک انجام سے دوچار نہ ہوتا۔

(۶)......کفر اور موت کی سختیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا

اَیۡدِیۡهِمۡ ۚ اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ غَیۡرَ الۡحَقِّ وَ كُنۡتُمۡ عَنۡ اٰیٰتِهٖ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۹۳﴾ (الانعام: ۹۳)

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی، اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

اہل کفر جوں جوں آخرت کے قریب ہوں گے ان کی سختیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ حتیٰ کہ جب جہنم میں پہنچیں گے تو سختیوں کی انتہا ہوگی اور اس میں ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

(۷)......کفر اور جہنم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ لَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَ الۡحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾ ﴾ (البقرہ: ٢٤)

''پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''پتھر سے مراد بقول ابن عباس گندھک کے پتھر ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک پتھر کے وہ ''اصنام'' بت بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے جن کی لوگ دنیا میں

پرستش کرتے رہے ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ (الانبیاء: ۹۸)

''تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہوں گے۔''

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جہنم اصل میں کافروں اور مشرکوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جنت اور دوزخ کا وجود ہے جو اس وقت بھی ثابت ہے۔ یہی سلف امت کا عقیدہ ہے۔ یہ تمثیلی چیزیں نہیں ہیں جیسا کہ بعض متجددین اور منکرین حدیث باور کراتے تھے۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۰، ۱۳۱)

''اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تمہیں نجات ملے، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾﴾ (البقرہ: ۱۶۷)

''اور جن لوگوں نے (اپنے بڑوں کی) پیروی کی وہ کہیں گے: کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں، تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کے لیے، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿٢٣﴾﴾ (الجن: ٢٣)

''البتہ (برا کام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچا دینا ہے، (اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ○ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ○﴾ (الاحزاب: ٦٤، ٦٥، ٦٦)

''اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ (حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا!)) [1]

''ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کافروں کا حشر چہرے کے بل کیسے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا جس نے اس کو دنیا میں دو ٹانگوں پر چلنا سکھایا ہے، وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اسے قیامت کو چہرے کے بل چلائے؟

[1] صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین باب یحشر الکافر علی وجهه، رقم: ٢٨٠٦.

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں (یعنی وہ قادر ہے) اور ہمارے رب کی عزت کی قسم! (یعنی ایسے ہوگا)۔''

درج بالا آیات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جہنم کا وجود اور اس کی تیاری خالصتاً کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔ البتہ گناہ گار ایمان والوں کو بھی اس کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ قرآن وحدیث کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ البتہ ایمان والے اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے جبکہ کفار ومشرکین کے لیے خلود فی النار ہے۔ انہیں کبھی بھی نکالا نہیں جائے گا۔

(۸)......کفر اور نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ۬ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۴ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۵ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝۱۶ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ

اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ (البقرہ: ۸تا ۲۰)

’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں۔ لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ کرام) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں: کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ یقیناً یہی بے وقوف ہیں، لیکن جانتے نہیں اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا۔ پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

ان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ جلائی پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے یا آسمانی برسات کی طرح جس میں تاریکیاں، گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑکڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بیکار کر دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔''

کافر آدمی نہ دل سے احکاماتِ الٰہی کو تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتا ہے، جبکہ منافقین کے دل تو ایمان سے محروم ہیں لیکن وہ اہل ایمان کو دھوکہ دینے کے لیے زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور مفاسد ومنکرات کی تشہیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہر دور کے منافقین کا یہ کردار رہا ہے کہ وہ فساد پھیلاتے اور منکر باتوں کی اشاعت کرتے ہیں اور حدود اللہ کو پامال کرتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اصلاح وترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کفار سے بھی بڑھ کر منافقین کی رسوائی ہوگی اور جس طرح کفار کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے منافقین کے لیے اس سے بھی سخت الفاظ سے وعید سنائی گئی ہے جیسا کہ درج ذیل آیات بتاتی ہیں۔

﴿بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝﴾ (النساء: ١٣٨)

''منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔''

﴿اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا﴾ (النساء: ١٤٠)

''بے شک اللہ تعالیٰ کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝﴾ (النساء: ١٤٥)

”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پائے۔“

جہنم کا سب سے نچلہ درجہ ”ھاویہ“ کہلاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منھا .

منافقین کی مذکورہ عادات وصفات سے ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ (آمین)

(۹)......کفر اور دوست

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۴۴﴾ ﴾

(النساء: ۱۴۴)

”اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم کرلو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ؔۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾ ﴾ (المائدہ: ۱)

”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾ ﴾ (المائدہ: ۵۷)

”اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں، اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (آل عمران : ٢٧)

”مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ١١٨﴾ (آل عمران : ١١٨)

”اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں، اگر تم عقل رکھتے ہو۔“

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم.